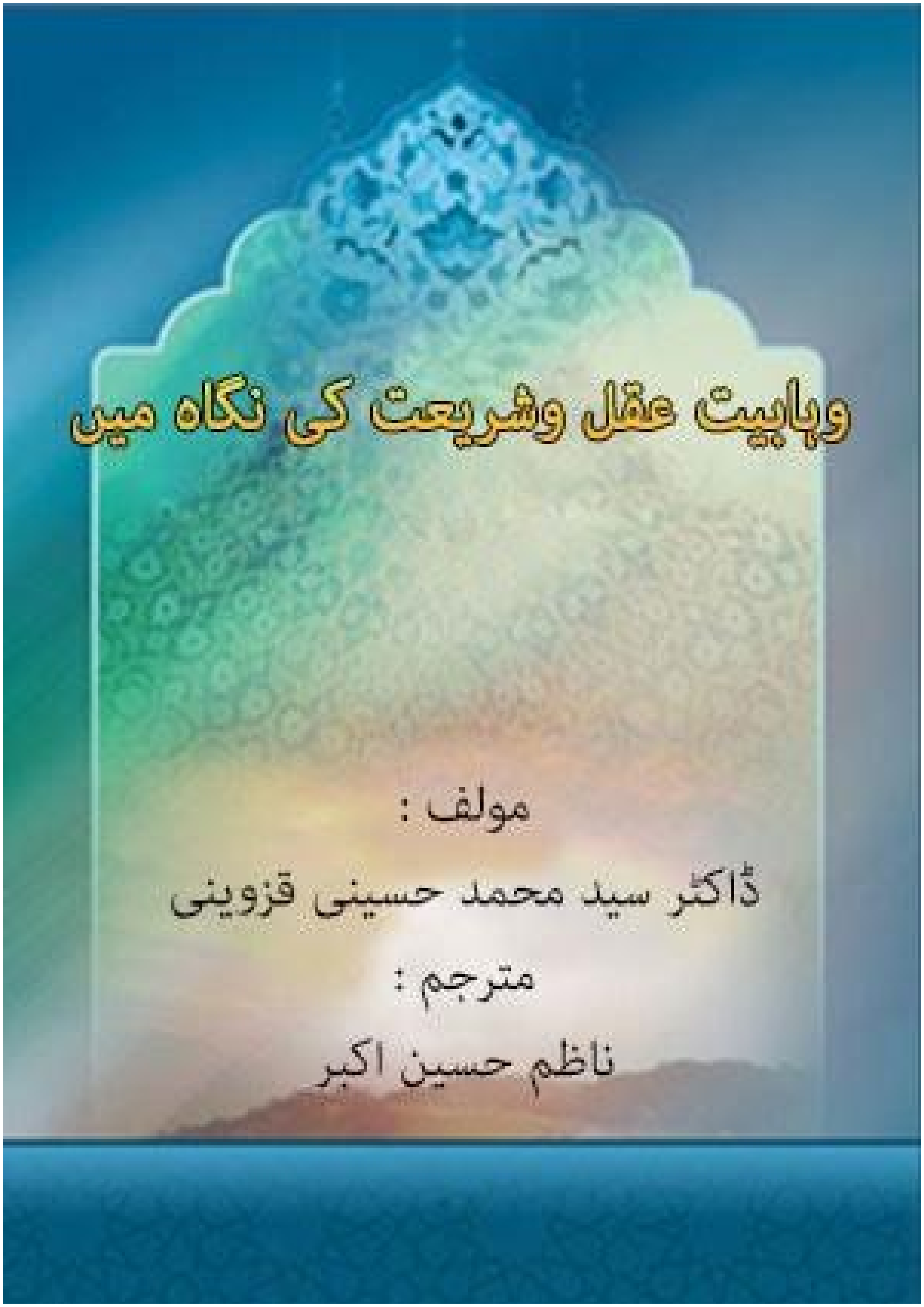
وہابیت عقل وشریعت کی نگاہ میں
مولف :
ڈاکٹر سید محمد حسینی قزوینی
مترجم :
ناظم حسین اکبر

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

وہابیت عقل و شریعت کی نگاہ میں

مولف : ڈاکٹر سید محمد حسینی قزوینی
مترجم : ناظم حسین اکبر

سخن مترجم

دنیا کے مسلمان آٹھویں صدی ہجری تک انبیاء واولیاء اور صالحین امت کے بارے میں وحدت کلمہ رکھتے وہ پیغمبر اکرم ﷺ کی زیارت کو مستحب اوران سے توسل کو حکم قرآن واسلام سمجھتے تھے۔

پہلی بارآٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ نامی شخص نے زیارت پیغمبر اکرم ﷺ کوحرام قراردے کر مسلمانوں کے درمیان پرچم مخالفت بلند کیا لیکن اہل سنت اورشیعہ علماء کی شدید مخالفت کی وجہ سے اس کے منحرف عقائد سپرد خاک ہوگئے۔

بارہویں صدی ہجری میں محمدبن عبدالوھاب نے ابن تیمیہ کے باطل عقائدکی ترویج کی اور مسلمانوں کو انبیاء واولیائے الھی سے توسل کے جرم میں مشرک قراردے کران کے کفر کا فتوی صادرکیا ، ان کا خون مباح، قتل جائزاوران کے مال کو غنیمت قراردیا ، اس کے اس فتوی کے نتیجہ میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا ناحق خون بہایاگیا۔

تاریخ وہابیت سے آشنائی رکھنے والے حضرات اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ طول تاریخ میں وہابیوں کے مسلمانوںپر مظالم کا مطالعہ کرتے ہوئے انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اورقلم ان مظالم کو زیر تحریرلانے سے عاجز ہے ج نہیں اسلام کے نام پر مسلمانوں پر روا رکھاگیا۔

آج تو اس وحشی قوم کے مظالم اپنی انتہاء کو پہنچ چکے ہیں پارہ چنار کے نہتے

مومنین کا مسلسل دس ماہ سے محاصرہ اور مظلوم کلمہ گوئیوں کے ہاتھ پائوں کاٹ کر سڑکوں پر پھینک دینا وہابیوں کے تازہ ترین مظالم کا ایک نمونہ ہے، لیکن افسوس کہ اکثر مسلمان اس فرقہ کے ناپاک عقائدوعزائم سے بے خبری کی بناپر اس وسیع ترنقصانات پر بے توجہی برت رہے ہیں ۔

زیر نظر کتاب "وہابیت عقل وشریعت کی نگاہ میں "معروف مناظر اسلام عزت مآب جناب ڈاکٹر سید محمد حسنی قزوینی دام ظلہ العالی کی تالیف ہے جسے بندۂ حقیر نے اردو میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ۔

اس کتاب میں مولف محترم نے وہابیوں کے عقائد کے قرآن وسنت اور عقل کی روشنی میں دندان شکن علمی جوابات دیئے ہیں جن کے مطالعہ سے باایمان افراد خاص طور پر نوجوان نسل اس فکری بیماری سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتی ہے ۔

آخر میں ہم اپنے تمام معاونین کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کے منظر عام پر آنے میں کسی بھی عنوان سے ہماری مدد فرمائی ہے ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ناظم حسین اکبر (ریسرچ اسکالر)

ابوطالب اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور

مقدمۂ مؤلف

الحمد للہ ربّ العٰلمین و الصلاۃ والسلام علی سیدنا مُحَّمد و آلہ الطاھرین۔

علمائے اہل سنت عرصہ دراز سے شیعہ عقائد و ثقافت پر پے در پے سوالات و اعتراضات کرتے چلے آرہے ہیں لیکن جزیرۃ العرب میں وہابیت کے ظہور سے اس فکر میں خاصی تبدیلی آئی ہے، خاص طور پر انقلاب اسلامی ایران کی فتح کے بعد جدید ترین طرز اور ڈش و انٹرنیٹ کے استعمال سے اس فکر نے وسیع پیمانے پر وسعت پائی ہے۔

آخری سالوں میں تو اس فکر نے اس قدر نمایاں وسعت پائی کہ عام افراد سے بڑھ کر کالج و یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس اور اساتیذ بلکہ کاروان حج کے معلمین کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اگرچہ ان میں سے اکثر شبہات تہمت، جھوٹ، جہل یا نادانی کا نتیجہ ہیں لیکن یہ امر اساتیذ و محققین کے جواب دینے کی ذمہ داری میں کمی کا باعث نہیں بنتا۔

چونکہ مکتب اہل بیت علیہم السلام کے دشمن ہرگز یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ملت ایران شیعہ ثقافت کے بل بوتے پر اس قدر ابھر کر سامنے آجائے گی اور پھر خالی ہاتھ مگر دل میں اسلام و تشیع سے عشق و ایمان کا جذبہ لئے ہوئے ایک ایسی حکومت جو اسلحہ سے لیس اور جسے شرق و غرب کی حمایت حاصل ہو اس کا تختہ الٹ کر شیعہ فقہ کی بنیاد پر اسلامی حکومت قائم کرلے گی۔

وہابیوں کا شیعوں کی طرف جھوٹی نسبت دینا:

چونکہ دشمن مذہب اہل بیت علیہم السلام اور خواہان زر و زور شیعہ ثقافت کے پھیلنے کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں بنا برایں شیعوں کے خلاف جھوٹ اور تہمت پر مبنی کتب تالیف کر کے مذہب شیعہ کے نورانی چہرے کو دنیا میں مخدوش کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف عمل ہیں۔

وہابیت کے بیان کردہ بے بنیاد اقوال میں سے چند ایک پر بطور نمونہ توجہ فرمائیں:

1۔ وہابی افکار کا بانی ابن تیمیہ لکھتا ہے:

"الرافضة لم يدخلوا فى الاسلام رغبة ولارغبة ولكن مقتاً لاهل الاسلام"

شیعوں کے اسلام لانے کا مقصد مسلمانوں کو نابود کرنا تھا۔[1]

---

(1) منہاج السنۃ 1:23۔

"والیھود لا یرون علی النساء عدة و کذلک الرافضة".

شیعہ خواتین، یہودی عورتوں کی مانند عدت نہیں کاٹتی ہیں ۔[1]

"و الیھود یستحلون أموال الناس کلھم و کذلک الرافضة"

یہودیوں کی طرح شیعہ بھی دوسرے لوگوں کے مال کو اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں ۔[2]

2۔ مصری مؤلف ابراہیم سلیمان جبہان لکھتا ہے:

"ان نکاح الامّ عندم ھومن البر بالوالدین، انه عندھم من اعظم القربات"

شیعہ اپنی ماں سے نکاح کو والدین سے نیکی اور اسے خداوند متعال سے قریب ہونے کا بہترین وسیلہ قرار دیتے ہیں ۔[3]

ان الثورة الخمینیة مجوسیة ولیست اسلامیة،أعجمیة

و لیست عربیة، کسرویة و لیست مُحَمَّدیة۔

خمینی کی تحریک، مجوسی، عجمی اور کسروی تحریک ہے نہ کہ اسلامی، عربی و محمدی ﷺ [4]

---

(1) منہاج السنة 1:25۔ (2) منہاج السنة 1:26۔

(3) تبدید الظلام:222۔

(4) وجاء دور المجوس: 357۔

نعلم ان حکّام الطهران اشد خطراً علی الاسلام من الیهود،ولا ننتظرخیراً منهم، و ندرک جیّداً انھم سیتعا و نون مع الیهود فی حرب المسلمین.[1]

ہمیں معلوم ہے کہ اسلام کو یہودیوں کے خطرے سے بڑھ کر تہران کے حکمرانوں سے خطرہ ہے ان سے نیکی کی کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی اور ہمیں یہ بھی اچھی طرح علم ہے کہ وہ عنقریب مسلمانوں سے جنگ میں یہودیوں کی مدد کریں گے!

4۔ ڈاکٹر ناصر قفاری اپنے پی ایچ ڈی کے رسالہ میں جسے اب مدینہ یونیورسٹی میں درسی کتاب کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ لکھتا ہے:

أدخل الخمینی اسمه فی اذان الصلوات،قدم اسمه علی اسم النبی الکریم،فاذان الصلوات فی ایران بعد استلام الخمینی للحکم وفی کل جوامعها کما یعلی یلی :الله اکبر، الله اکبر، خمینی رهبر،ای الخمینی هو القائد،ثم اشهد ان مُحَمَّد الرسول الله ،[2]

خمینی نے نماز کی اذان میں اپنا نام داخل کر لیا ہے یہاں تک کہ اس نے نام

---

(1) *وجاء دور المجوس*: 374۔

(2) *اصول مذہب الشیعہ الامامیۃ*3:1392۔

پیغمبر ﷺ پر بھی اپنے نام کو مقدم رکھا ہے. ایران میں نماز کی اذان خمینی کے ایران اور تمام اسلامی معاشروں کے قائد و رہبر ہونے کے اعلان کے بعدیوں کہی جاتی ہے: "اللہ اکبر خمینی رہبر" اور اس کے بعد پھر کہتے ہیں اشہد ان محمدا رسول اللہ ۔

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جس قدر شیعوں کے خلاف کتب تالیف کی جاتی ہیں اس سے کئی گنا کم فلسطین پر یہودیوں کے ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں لکھی جاتی ہیں ۔

5۔ 2002ء میں حج پر جانے والے زائرین خانۂ خدا کے درمیان شیعوں کے خلاف دنیا کی بیس زندہ زبانوں میں دس ملین چھ ہزار پچاسی کتاب سعودی حکومت کی طرف سے تقسیم کی گئیں۔[1]

مذہب شیعہ کا مستقبل:

وہابیوں کے مذہب اہل بیت علیہم السلام پر اس قدر وسیع حملات کی ایک وجہ ان کا اس مذہب کی ثقافت کے پڑھے لکھے نوجوانوں اور دانشوروں کے درمیان منتشر ہونے کا خوف ہے وہ ثقافت جو حقیقی سنت محمدی سے لی گئی اور قرآن کے عین مطابق ہے اس بات کے ثبوت کے لئے ہم مذہب شیعہ کی طرف جھکاؤ کے چند ایک نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔

---

(1) روزنامۂ عکاظ 1381911 نقل از مجلہ میقات شمارہ 43 صفحہ 198۔

1۔ ڈاکٹر عصام العماد ریاض کی " الامام محمد بن سعود" یونیورسٹی کے فارغ التحصیل، مفتی اعظم سعودی عرب عبد العزیز بن باز کے شاگرد صنعاء کی عظیم مسجد کے امام جمعہ و جماعت، یمن میں وہابیت کے مبلغ کہ جنھوں نے شیعوں کے کفر و شرک کے اثبات کیلئے ایک کتاب بنام "الصلة بين الاثني عشرية و فرق الغلاة" لکھی اور تحقیق کے دوران شیعہ نورانی ثقافت سے جب آگاہ ہوئے تو وہابی فرقہ سے کنارہ کش ہو کر مذہب شیعہ سے مشرف ہوگئے، وہ لکھتے ہیں :

و كلما نقرئاكتابات اخواننا الوهابيين نزداديقينابان المستقبل للمذهب الا ثنى عشرى،لا نهم يتابعون حركة الانتشار السريعة لهذاالمذهب فى وسط الوهابيين وغيرهم من المسلمين.[1]

جب ہم اپنے وہابی بھائیوں کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے یقین میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کہ مستقبل مذہب شیعہ ہی کا ہے اس لئے کہ وہ وہابیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان بہت تیزی سے اس مذہب کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اور پھر "الجامعة الاسلامية" مدینہ منورہ کے استاد شیخ عبد اللہ الغنیمان کا قول نقل کرتے ہیں :

---

(1) المنهج الجديد و الصحيح فی الحوار مع الوہابیین: 178۔

ان الوهابيين على يقين بان المذهب (الاثنى عشر)هوالذى سوف يجذب اليه كل اهل السنة وكل الوهابيين فى المستقبل القريب،[1]

وہابیوں کو اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ مستقبل قریب میں وہابیوں اور اہل سنت کو اپنی طرف جذب کرنے والا مذہب ،تنہا شیعہ امامیہ ہی ہوگا۔

مشہور سعودی مولف شیخ ربیع بن محمد لکھتا ہے :

و مما زاد عجبی من هٰذا الأمران اخوانالناومنهم ابناء احد العلماء الكبار المشهورين فى مصر، ومنهم طلاب علم طا لما جلسوا معنافى حلقات العلم،ومنهم بعض الاخوان الذين كنا نحسن الظن بهم،سلكواهذاالدرب، وهذا الاتجاه الجد يد هو (التشيع)، وبطبيعةالحال ادركت منذاللحظة الاولى ان هٰولاء الاخوة كغيرهم فى العالم الاسلامى بهرتهم اضواء الثورة الايرانية[2]

اور اس بارے میں جو چیز میرے تعجب میں اضافے کا باعث بنی وہ یہ کہ ہمارے بعض بھائی جن میں کچھ تو مصر کے مشہور علماء کے فرزند ہیں ، کچھ ایسے طالب

---

(1) المنہج الجدید و الصحیح فی الحوار مع الوہابیین: 178۔

(2) الشیعۃ الامامیۃ فی میزان الاسلام: 5۔

علم ہیں جو کتنی مدت تک ہماری علمی محافل میں شرکت کرتے رہے اور کچھ ایسے ہمارے بھائی بھی ہیں جن کے بارے میں ہم اچھا گمان رکھتے تھے وہ سب مکتب تشیع میں داخل ہو چکے ہیں ۔

اور میں نے پہلے ہی لمحہ میں جان لیا کہ یہ تمام افراد انقلاب اسلامی ایران کے نور کی روشنائی سے متاثر ہوئے ہیں ۔

3۔ معروف وہابی مؤلف شیخ محمد مغزاوی کہتا ہے:

بعد الانتشار المذهب الاثنى عشرى فى مشرق العالم الاسلامى ، فخفت على الشباب فى بلاد المغرب.[1]

سرزمین مشرق میں مذہب شیعہ اثنا عشریہ کے پھیلنے کے بعد مجھے اس مذہب کے مغرب کے نوجوانوں کے درمیان بھی پھیلنے کا خوف ہے۔

4۔ مدینہ یونیورسٹی کا استاد ڈاکٹر ناصر قفاری لکھتا ہے:

و قد تشيع بسبب الجهودالتى يبذلها شيوع الاثنى عشرية من شباب المسلمين،ومن يطالع كتاب عنوان المجد فى تاريخ البصرة ونجد يهوله الامر حيث يجد قبائل باكملها قد تشيّعت.

مسلمان نوجوانوں پر شیعہ علماء کی کوششوں کے باعث بہت زیادہ لوگ شیعہ ہوئے ہیں اور جو شخص کتاب " المجد فی تاریخ البصرۃ و نجد" کا مطالعہ

---

(1)من سبّ الصحابة و معاوية فامه هاوية:4

کرے تو وحشت زدہ ہو کر رہ جائے کہ کس طرح پورے کے پورے قبائل شیعہ ہو گئے ۔[1]

5۔ برجستہ وہابی مؤلف شیخ مجدی محمد علی محمد نے بہت دلچسپ بات کہی ہے:

جاء نی شابّ من اهل السنةحیران ، وسبب حیرته انه قد امتدت الیه ایدی الشیعة...حتی ظن المسکین انهم ملائکة الرحمة وفرسان الحق.[2]

ایک سنی نوجوان حیرت کے عالم میں میرے پاس آیا، جب اس سے حیرت کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ کوئی شیعہ اس تک پہنچ گیا ہے...یہاں تک کہ وہ بیچارہ یہ تصور کر بیٹھا کہ شیعہ ملائکہ رحمت اور حق کے شہسوار ہیں ۔

---

(1) اصول مذہب الشیعة الامامیة الاثنی عشریة1:9۔

(2) انتصار الحق:11 و14۔

کتاب کے مطالب پر ایک اجمالی نظر

توفیقات الٰہی اور عنایت امام زمانہ ارواحنا لہ الفداء سے ہم نے اس کتاب میں وہابی فرقہ کے فکری و اعتقادی بنی کو معتبر تاریخی منابع سے تلاش کر کے طول تاریخ میں اس انحرافی تفکر سے پیدا ہونے والے امور کو سات فصلوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

فصل اول: وہابیت، امتوں کے درمیان تفرقہ کا باعث

فصل دوم: وہابیت کی تاریخی جڑیں

فصل سوم: وہابیت کا عملی کارنامہ

فصل چہارم: وہابیت اور خدا کی معرفت

فصل پنجم: وہابیت اور مسلمانوں کو کافر قرار دینا

فصل ششم: وہابیت اور مسلمانوں پر بدعت کی تہمت

فصل ہفتم: انبیاء و اولیاء سے توسل کو حرام قرار دینا

اور اس کتاب کی دوسری جلد میں وہابیوں کے بنیادی شبہات کا جواب دیا جائے گا جیسے:

اولیائے الٰہی سے توسل کے بارے میں وہابیوں کے شبہات

اہل بیت علیہم السلام کی قبور کی زیارت

قبروں پر عمارت اور آئمہ علیہم السلام کے روضے بنانا

شفیعانِ الٰہی سے شفاعت کی درخواست کرنا

اولیائے الٰہی کے معنوی مقامات

اولیائے خدا کی ولادت منانا

امام حسین علیہ السلام اور دیگر اولیاء اللہ کی عزاداری

فصل اول

وہابیت، امتوں کے درمیان تفرقہ کا باعث

امت اسلام مذہبی تمائلات کی بنیاد پر تمام تر فکری اختلافات کے باوجود اسلام کے حیات بخش اصولوں سے راہنمائی لیتے ہوئے اپنے درمیان اخوت اور بھائی چارے کو باقی رکھے ہوئے کلمۂ توحید کے سائے میں دشمنان اسلام کے مقابلے میں محکم و استوار کھڑی تھی لیکن افسوس کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں وہابی فکر کی بنیاد رکھے جانے سے یہ وحدت اور ہمدلی پارہ پارہ ہو گئی، مسلمانوں پر بدعت و شرک کی ناروا تہمتیں لگا کر صفوف مسلمین پر ایسی کاری ضرب لگائی گئی جس کا جبران ممکن نہیں اور پھر بزرگان دین کے آثار کی نابودی، شعائر الہی سے ممانعت اور انبیاء و اولیائے الٰہی سے لوگوں کی توجہ کو ہٹا کر اسلام کے دیرینہ دشمنوں کے ہدف کو عملی جامہ پہنا دیا۔

ابن تیمیہ اور امت اسلامی کے درمیان شگاف:

یورپ میں اسلام کی ترقی اور اندلس کی شکست مغربی عیسائیوں کے لئے سخت تلخ اور ناگوار تھی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ انتقام کی فکر میں رہے یہاں تک کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں روم کے عیسائیوں کے رہبر یعنی پاپ نے مسلمانوں سے انتقام لینے کی خاطر لاکھوں فوجیوں کو یورپ سے فلسطین روانہ کیا تاکہ مسلمانوں کے قبلہ اول بیت المقدس کو قتلگاہ بنائیںیہیں سے ان صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا جو تقریباً دو سو سال (489-690ھجری) تک جاری رہیں جس کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔

اُس زمانہ میں جبکہ مصر اور شام صلیبیوں سے جنگ میں مصروف تھے اُمت مسلمہ کو ایک اور طوفان کا سامنا کرنا پڑااور وہ چنگیز خان کی قیادت میں مغلوں کا حملہ تھا جس نے اسلامی آثار کو غارت ونابود کردیا۔

اس کے پچاس سال بعد (656ھ ق) چنگیز خان کے نواسے ہلاکو خان کے دستور پر بغداد کے لوگوںکاقتل عام کیا گیا جس سے عباسی خلافت کا شیرازہ بکھر گیا اور پھر حلب و موصل پر وہی مصیبت آئی جو بغداد پر آچکی تھی۔

مشہور مورخ ابن اثیر لکھتا ہے: "... مغلوں کی طرف سے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مصائب اس قدر سنگین تھے کہ مجھ میں ان کے لکھنے کی طاقت نہیں . اے کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا. اے کاش! میں اس حادثے سے پہلے ہی مرگیا ہوتا اور اس دردناک مصیبت کو نہ دیکھتا"۔[1]

---

(1) ابن اثیر لکھتا ہے:"ذکر خروج التترالی بلاد الاسلام: لقد بقیت عدۃ سنین معرضا عن.

...ذکر هذ ه الحادثة، استعظاما‌لها‌کارها‌الذکرها فانااقدم الیه (رجلا)واوخراخری، فمن الذی یسهل علیه ان یکتب نعی الاسلام والمسلمین ومن الذی یهون علیه ذکر ذلک ، فیالیت امی لم تلد نی ویالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیامنسیا، *الکامل فی التاریخ*2: 358۔

کہا جاتا ہے کہ مغلوں کے دور حکومت میں حکمرانوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی کہ امت اسلام کے درمیان تفرقہ پیدا کر کے سلاطین کے نزدیک مقام حاصل کر سکیں. اس کے علاوہ ہلاکو خان کی ماں اور بیوی عیسائی تھیں اور شامات کا بڑا سردار کیتوبوقا بھی مسیحی تھا۔

اسی طرح اباقاخان (663۔680ھج) ہلاکو خان کے بیٹے نے مشرقی روم کی بیٹی سے شادی کر لی، پاپ اور فرانس و برطانیہ کے حکمرانوں کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف اتحاد کر کے مصر اور شام پر لشکر کشی کر دی۔

اور اس سے بھی بدتر یہ کہ ہلاکو خان کے نواسے ارغون (683۔690ھج) نے اپنے یہودی وزیر سعد الدولہ ابہری کے مشورے پر مکہ کی تسخیر اور خانہ کعبہ کو بت خانہ میں تبدیل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا اور اس سازش کے مقدمات بھی فراہم کر لئے تھے لیکن خوش قسمتی سے ارغون کے بیمار اور سعد الدولہ کے قتل ہوجانے کی وجہ سے یہ عظیم فتنہ ٹل گیا۔[1]

ایسے حساس زمانہ میں کہ جب اسلامی ممالک تباہی و ویرانی کی آگ میں جل رہے تھے اور شرق و غرب کے حملوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے مؤسس افکار وہابیت ابن تیمیہ نے اپنے افکار کو منتشر کر کے امت اسلام کے درمیان ایک نیا شگاف ڈال دیا۔

---

(1) وہابیت، مبانی فکری و کارنامۂ عملی، (تألیف حضرت آیت اللہ العظمیٰ سبحانی: 21 و24) اور اسلام کے مقابلے میں مغلوں کے صلیبیوں سے روابط اور ان کے مظالم کے بارے میں آگاہی کیلئے تاریخ مغول: 191، 197، 326 تألیف، عباس اقبال آشتیانی کا مطالعہ فرمائیں۔

محمد بن عبد الوہاب اور اسلامی اتحاد پر ضرب:

بارہویں صدی ہجری میں بانی و مروج افکار وہابیت محمد بن عبد الوہاب نے مسلمانوں کو انبیاء و اولیائے خدا سے توسل کے جرم میں مشرک قرار دے کر ان کے کفر کا فتویٰ دیا، ان کا خون مباح، قتل جائز اور ان کے مال کو غنیمت قرار دے دیا. اس کے اس فتویٰ کے نتیجہ میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔

ابن تیمیہ کے افکار کی تجدید محمد بن عبد الوہاب کے ہاتھوں تاریخی و سیاسی اعتبار سے سخت نامناسب حالات میں کی گئی. اس لئے کہ اس دور میں امت مسلمہ چاروں طرف سے صلیبی استعمار کے حملوں کا شکار بن چکی تھی اور اسلامی معاشرے کو سب سے زیادہ وحدت کلمہ کی ضرورت تھی۔

انگریز ہندوستان کا بہت زیادہ علاقہ مسلمانوں سے چھین کر تیموری مسلمانوں کی سلطنت کی شان و شوکت کو مٹا کر پنجاب، کابل اور خلیج فارس کے سواحل کا خواب دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ ایران کے جنوب و مغربی علاقے کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔

فرانسیسی نیپلن کی قیادت میں مصر، شام اور فلسطین پر زبردستی قبضہ کر کے دولت عثمانی کو آنکھیں دکھاتے ہوئے ہندوستان میں اپنا اثر جمانے کی سوچ رہے تھے۔

تزاری روس جوکہ مشرقی روم کے مسیحی سزاروں کی جانشینی کا دعویٰ کر رہے تھے ایران اور دولت عثمانی پر پے در پے حملے کر کے اپنی حکومت کا دائرہ ایک طرف سے قسطنطنیہ و فلسطین اور دوسری طرف سے خلیج فارس تک وسیع کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے. اس مقصد کے حصول کیلئے انھوں نے اپنی فوجی کاروائیوں میں سب سے پہلے ایران، دولت عثمانی اور قفقاز کو نشانہ بنا رکھا تھا۔

یہاں تک کہ امریکائی بھی شمالی افریقہ کے اسلامی ممالک پر چشم طمع رکھے ہوئے لیبیا اور الجزائر کے شہروں پر گولہ باری کے ذریعے عالم اسلام میں نفوذ کی کوششیں کر رہے تھے۔

صربستان کے مسئلہ پر عثمانیوں اور اتریش کی جنگ اور ہالینڈ کے جنگی بحری بیڑوں کا برطانیہ کی مدد کر کے الجزائر کے دار الخلافہ کا فوجی محاصرہ کرنا بھی اسی بحرانی دور میں پیش آیا۔[1]

---

(1) وہابیت، مبانی فکری وکارنامہ عملی:21

سعودی مفتیوں کا تفرقہ بازی کی راہ ہموار کرنا:

آج جبکہ اسلام کے بدترین دشمن یہودی، عیسائی، امریکہ اور صہیونزم اسلام اور مسلمانوں کی نابودی کی خاطر کمر بستہ ہو چکے ہیں اور ڈاکٹر مائیکل برانٹ امریکن سی آئی اے کی مفکر کے مطابق وائٹ ہاؤس کی مہم ترین سازش مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کرنا ہے اس کے باوجود ہم اس بات پر شاہد ہیں کہ سعودی مفتی عملی طور پر غیروں کی خدمت کر رہے اور وہم و خیال پر مشتمل غلط فتوے صادر کر کے امت اسلام کے درمیان وحدت و اتحاد کی راہیں مسدود کر کے مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی راہیں زیادہ سے زیادہ ہموار کر رہے ہیں۔

بن باز اور تقریب مسلمین کا ناممکن ہونا:

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبد العزیز بن باز سے فتویٰ طلب کیا گیا:

" شیعوں کے ماضی کے بارے میں جنابعالی کی آگاہی کو مد نظر رکھتے ہوئے شیعہ اور اہل سنت کے درمیان تقریب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟"[1]

تو اس نے جواب میں کہا:

التقریب بین الرافضۃوبین اھل السنۃ غیرممکن،لان العقیدۃمختلفۃ...فلایمکن الجمع بینھما، کماانہ لایمکن الجمع بین الیھود والنصاری والوثنیین واھل السنۃ،فکذلک لایمکن التقریب بین الرافضۃوبین اھل السنۃ ، لاختلاف العقیدۃ التی

---

(1) من خلال معرفة سماحتكم بتاريخ الرافضة، ما هو موقفكم من مبدأ التقريب بين اهل السنة و بينهم۔

اوضحناھا۔[1]

شیعہ اور اہل سنت کے درمیان تقریب و ہم بستگی ممکن نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کے عقائد ایک دوسرے سے سازگار نہیں ہیں اور جس طرح یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں کو اہل سنت کے ساتھ ایک جگہ جمع نہیں کیا جا سکتا اسی طرح شیعہ اور اہل سنت کے درمیان ان عقائد کے اختلاف کی وجہ سے جن کی ہم نے وضاحت کر دی ہے ان کو بھی ایک جگہ جمع نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح کتاب "مسئلۃ التقریب"[2] جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے حکام کی حمایت سے چھپی ہے اس میں بھی شیعوں کے ساتھ تقریب کی پہلی شرط ان کا مسلمان ثابت ہونا بیان کی گئی ہے۔

امریکا، یہود اور شیعہ اہل سنت کے مشترک دشمن

عبد العزیز قاری و عالم بزرگ مدینہ منورہ اپنے ایک انٹریو میں کہتا ہے:

نحن الآن فی زمن عصیب طوقنا العدو المشترک وھو ذوثلاث شعب : الیھود ، وامریکا، والروافض، وھذا العدونبت من احداث العراق الجسام وما وقع فی لبنان انه یستھدف اھل السنة جمیعاً علی اختلاف مذاھبھم فھل یصح ان نتشاجر نحن

---

(1) مجموعہ فتاویٰ و مقالات بن باز 5:156۔

(2) مسئلۃ التقریب بین اہل السنۃ و الشیعۃ 2:253 اشاعت پنجم۔

اهل الدائرة الواحدة المستهدفة دائرة اهل السنة والجماعة ، الا يجب ان ننتكاتف ضد الاخطار التی تتهددنا جمعیاً ...ان من یقول ان اهل السنة والجماعة مذهب واحد یلزمه ان یخرج هذه المذاهب الاربعة من دائرة اهل السنة والجماعة ، وهم فعلاً یعتقدون ذلک ویعتبرون تعدد هذه المذاهب الفقهیة مظهر انحراف "[1]

ہم لوگ اس وقت تین طرح کے دشمن کے مقابل میں ہیں : امریکا ، یہودی اور رافضی (شیعہ) عراق اور لبنان کے واقعہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ان دشمنوں کا اصلی مقصد ، اہل سنت والجماعت ہیں لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ ہم ان دشمنوں کے برابر متحد ہو جائیں ۔

جیسا کہ وہ کہتا ہے : جن کا نظریہ یہ ہے کہ اہل سنت ایک مذہب ہے تو ان کو چاہیئے کہ وہ کوشش کریں کہ جن یہ عقیدہ ہے کہ مذاہب چہارگانہ کو اہل سنت کے احاطہ سے خارج کریں ورنہ یہ مذاہب چہارگانہ فقہی ، معاشرہ کے انحراف کا وسیلہ ہو جائیں گے

مراجع تقلید اور وہابیت کا انحرافی تفکر

ایسی چیزجو ہر مسلمان کیلئے تکلیف کا باعث بنتی ہے وہ عقل و شریعت کے مخالف فتوے ہیں جبکہ ایسے فتوے دینے والے حضرات کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے ان لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پھیلا کر اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔

---

(1)جریدة الرسالة الجمعة، 7 رجب ، 1346ھ . الموافق 12 اگست ، 2005ئ

امام خمینی کا نظریہ:

کیا مسلمان یہ نہیں دیکھ رہے کہ آج وہابیوں کے مراکز دنیا میں فتنوں اور جاسوسی کے اڈوں میں تبدیل ہو چکے ہیں ایک طرف سے اسلام اشراف، اسلام ابوسفیان،... اور اسلام امریکائی کی ترویج کر رہے ہیں تو دوسری طرف اپنے پیر و مرشد امریکہ کی دہلیز پر سر جھکائے نظر آتے ہیں۔[1]

اپنے سیاسی الٰہی وصیت نامے میں لکھتے ہیں:

ہم دیکھ رہے ہیں کہ شاہ فہد ہر سال لوگوں کی بے تحاشا ثروت میں سے بہت زیادہ مقدار قرآن کریم چھپوانے اور مخالف قرآن تبلیغات کرنے پر خرچ کررہا ہے اور بے اساس و خرافات پر مشتمل وہابی مذہب کی ترویج میں مصروف عمل ہے. اور غافل عوام و اقوام کو دنیا کی بڑی طاقتوں کے حوالے اور اسلام و قرآن کے نام پر اسلام و قرآن کی نابودی کیلئے سامان مہیا کر رہا ہے۔[2]

---

(1) صحیفۂ امام 21:80، شہدائے مکہ کی برسی کی مناسبت پر امام خمینی کا پیغام۔

(2) وصیت نامہ سیاسی و الہی امام خمینی، 26 بہمن 1361/ بمطابق یکم جمادی الاول 1403 ہجری ۔

آیت اللہ العظمیٰ فاضل لنکرانی قدّس سرّہ کا نظریہ:

تمام اہل علم پر واضح ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہابی اسلام سے خارج اور مولود کفر و یہود ہیں ان کے وجود کا فلسفہ اسلام و قرآن کی مخالفت اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف ایجاد کرنے کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

یہ فرقہ نہ صرف شیعوں کے مقدسات کو نابود کرنا چاہتا ہے بلکہ تمام مقدسات اسلامی منجملہ روضۂ مبارک نبی اکرم ﷺ کو بھی خراب کرنے کی کوشش کررہا ہے اور ایک دن آئے گا کہ قرآن و خانہ خدا کو بھی نشانہ بنائے گا۔[1]

رہبر معظم کا نظریہ:

رہبر معظم فرماتے ہیں:

ابتداء ہی سے وحدت اسلام پر ضرب لگانے اور اسلامی معاشرے میں اسرائیل کے مانند ایک مرکز قائم کرنے کے لئے وہابیوں کو وجود میں لایا گیا، جس طرح اسرائیل کو اسلام کے خلاف مرکز کے طور پر وجود میں لایا گیا اسی طرح اس وہابی اور نجدی حکومت کو وجود میں لایا گیا تاکہ عالم اسلام کے اندر اپنے امن کا ٹھکانہ بنا سکیں جو انھیں سے وابستہ ہو اور آج ہم ان کی اس وابستگی کو دیکھ رہے ہیں۔

آج مرکز اسلام کے وہابی حکمران، دشمن اسلام امریکہ کی سیاست سے اپنی حمایت، رفاقت اور وابستگی کا اظہار بڑے کھلے لفظوں میں کرتے ہیں اور اسے مخفی نہیں رکھتے۔[2]

---

(1) امام عسکری علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی دوبارہ تخریب کے موقع پر پیغام 323 1386 (2007ئ)۔

(2) دفتر حفظ و نشر آثار رہبر معظم Farsi.khamenei.ir۔

آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی کا نظریہ:

آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی فرماتے ہیں:

دشمنان اسلام نے علاقے میں مسلمانوں سے سوء استفادہ اور ان کے درمیان تفرقہ پھیلانے کے لئے وہابیوں کو آمادہ کر رکھا ہے۔[1]

طول تاریخ میں دین مبین اسلام جن مشکلات اور عظیم سازشوں سے دچار رہا ہے ان میں سے ایک فرقۂ وہابیت کی پیدائش ہے جس کی وجہ سے اسلام ترقی نہیں کر سکا۔[2]

آیت اللہ العظمیٰ صافی کا نظریہ:

جب میں نے کتاب العواصم من القواصم کا مطالعہ کیا تو اس کے مؤلف کی مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی کی کوشش کو دیکھ کر حیران رہ گیا. خدا کی قسم! میں

---

(1) http:\\Salaf.blogfa.com\post_406.aspx نقل از خبر گذاری ایرنا، سوموار پنجم آذر 1386۔

(2) جنت البقیع کی تخریب کی برسی کی مناسبت سے درس خارج کے ابتداء میں آپ کا بیان، 8 شوال 1427ھ۔

نے کبھی یہ تصور نہیں کیا تھا کہ عصر حاضر میں بھی کوئی ایسا مسلمان ہو سکتا ہے جو مسلمانوں کو ایک دوسرے سے دور اور ان کے درمیان اختلاف ایجاد کرنے کی کوشش کرے اور وحدت کے منادی و مصلح افراد پر نادانی، جھوٹ اور نفاق و حیلہ گری کی تہمت لگائے. اور سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ یہ کتاب مدینہ منورہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی سے چھپی اور منتشر کی گئی ہے۔

ارے! جب تک الخطوط العریضہ، الشیعۃ و السنۃ اور العواصم من القواصم جیسی کتب مدینہ منورہ جیسی اسلامک یونیورسٹی سے لکھی جائیں اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام سے دشمنی کو آشکار، تاریخی حقائق کا انکار، وحدت مسلمین کو زیر سوال لایا جائے اور وحدت کے منادی حضرات کی مخالفت کی جائے تب تک کیسے مسلمانوں کے درمیان وحدت برقرار ہو سکتی ہے؟[(1)]

اسی طرح آئمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں کی تعمیر کروانے والے ادارے کے ارکان سے ملاقات کے دوران فرمایا:

وہابی فقط اہل بیت علیہم السلام سے ہی دشمنی نہیں رکھتے بلکہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بھی دشمن ہیں یہ لوگ تاریخ و نام اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں آئمہ علیہم السلام کا نام اور ان کی یاد کبھی مٹنے والی نہیں ہے بلکہ جو چیز جلد صفحۂ ہستی سے محو ہونے والی ہے وہ فتنۂ وہابیت ہے اور پھر تاریخ میں تنہا ان کے مظالم ہی باقی رہ جائیں گے۔[(2)]

تفرقہ بازی کو رواج دینے کے بارے میں تفکر وہابیت کے قرآن و سنت کے مخالف ہونے کو واضح کرنے کیلئے ہم سب سے پہلے وحدت واتحاد کو قرآن کی رو سے بیان کر رہے ہیں اور پھر اس کے بعد تفرقہ بازی کے اسباب اور اس کے بدترین اثرات کو بیان کریں گے۔

---

(1) صوت الحق: 17 تألیف آیت اللہ العظمیٰ صافی گلپائگانی۔

(2) www.farsnews.net - www.mazaheb.com۔

قرآن و سنّت میں وحدت و اتحاد کا مقام

1۔ وحدت، قوموں کی کامیابی کا راز:

اس میں شک نہیں ہے کہ قوموں کی کامیابی و کامرانی کا ایک راز ان کا آپس میں اتحاد و اتفاق رہا ہے. جس طرح پانی کے قطرات کے متحد ہونے سے بڑے بڑے ڈیم تشکیل پاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کے ایک دوسرے سے مل جانے سے بہت بڑے دریا بنتے ہیں اسی طرح انسانوں کے اتحاد اور جمع ہونے سے ایسی صفیں تشکیل پاتی ہیں کہ جن پر نگاہ ڈالتے ہی دشمن وحشت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر کبھی بھی ان پر چڑھائی کرنے کا تصور تک نہیں کرتا:

(تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ)[1]

ترجمہ: تم صف بندی کے ذریعہ اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوف زدہ کرو۔

---

(1) انفال: 60۔

قرآن مجید اقوام اسلام کو وحدت و اتحاد کے تنہا عامل حبل اللہ سے تمسک کی دعوت اور ہر طرح کی تفرقہ بازی سے بچنے کا حکم دیتا ہے:

(وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَلاَتَفَرَّقُوا)[1]

ترجمہ:اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو تمام مسلمانوں کو امت واحد، اور ان کے لئے ہدف واحد اور معبود واحد قرار دیا ہے:

(إِنَّ ھَذِہِ أُمَّتُکُمْ مَّۃً وَاحِدَۃً وَأَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُونِی)[2]

ترجمہ:بے شک یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہذا میری ہی عبادت کرو۔

قرآن نے پوری امت اسلام کو آپس میں بھائی بھائی شمار کیا ہے اور ان سے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان کے آپس کے روابط و تعلقات دوستانہ اور بھائیوں کے مانند ہونا چاہئیں اور پھر چھوٹے سے چھوٹے اختلاف کی صورت میں بھی صلح کا دستور صادر فرمایا ہے:

(إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ خْوَۃ فَأَصْلِحُوا بَیْنَ أَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ)[3]

---

(1)آل عمران:103۔

(2) انبیائ:92۔

(3) حجرات:10۔

ترجمہ: مومنین ایک دوسرے کے دینی بھائی ہیں تم اپنے دو بھائیونکے درمیان جنگ کے موقع پر صلح کروادیا کرو اور اللہ سے ڈروتاکہ تم پر رحم کھایا جائے ۔

2۔ تفرقہ بازی بدترین آسمانی عذاب:

دوسری جانب خداوند متعال نے اختلاف اور جنگ و جدل کو بدترین عذاب شمار کیا ہے:

(قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَ نْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ وْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمَ وْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ) [1]

ترجمہ: اے رسول! تم کہہ دو کہ وہی اس پر قابو رکھتا ہے کہ (اگر چاہے تو) تم پر عذاب تمہارے سر کے اوپر سے نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے (اٹھا کر کھڑا کردے) یا ایک گروہ کو دوسرے سے بھڑادے اور تم میں سے کچھ لوگوں کو بعض آدمیوں کی لڑائی کا مزا چکھادے ذرا غور تو کرو ہم کس کس طرح اپنی آیتوں کو الٹ پلٹ کے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں ۔

ابن اثیر کہتا ہے: "شیعاً" سے مراد وہی امت اسلام کے درمیان تفرقہ بازی پھیلانا ہے۔[2]

اور پیغمبر ﷺ کو ایسے لوگوں سے رابطہ نہ رکھنے کا حکم فرمایا جو آپس میں

---

(1) انعام: 65۔

(2) النہایۃ فی غریب الحدیث2: 520۔

اختلاف ایجاد کرتے اور پھر اس پر اصرار کرتے ہیں :

(إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ) (1)

ترجمہ:جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ خدا کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کے اعمال سے باخبر کرے گا۔

خداوند متعال نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ مشرکوں کے مانند آپس میں اختلاف اور اس پر فخر و مباہات مت کریں:

(ولاتَكُونُوا مِنْ الْمُشْرِكِينَ مِنْ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ) (2)

ترجمہ:اور خبردار مشرکین میں سے نہ ہوجانا جنھوں نے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں پھر ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر مست و مگن ہے۔

3۔ پیغمبر ﷺ کا اختلاف امت کی وجہ سے پریشان ہونا:

امت مسلمہ کے درمیان ہر قسم کا اختلاف پیغمبر ﷺ کے لئے پریشانی کا

---

(1) انعام: 159۔

(2) روم:31اور32۔

باعث تھا سیوطی اور دیگر نے نقل کیا ہے کہ "شاس بن قیس" نامی شخص جو زمانہ جاہلیت کا پرورش یافتہ اور مسلمانوں کے بارے میں اس کے دل میں حسد و کینہ ٹھاٹھیں مارتا رہتا تھا اس نے ایک یہودی جوان کو تیار کیا تاکہ اسلام کے دو بڑے قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان اختلاف ایجاد کرے۔

اس یہودی نے دونوں قبیلوں کے افراد کو زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان ہونے والی جنگوں کی یاد دہانی کروا کر ان کے درمیان آتش فتنہ روشن کردی یہاں تک کہ دونوں قبیلے ننگی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آکھڑے ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو انصار و مہاجرین کے ایک گروہ کے ہمراہ لڑائی کے مقام پر پہنچے اور فرمایا:

یامعشرالمسلمین الله الله،ابدعوی الجاهلیة وانا بین اظهر کم ؟بعد اذهداکم الله الی الاسلام واکر مکم به ، وقطع به عنکم امر الجاهلیة،واستنقذکم به من الکفر، والف به بینکم ، ترجعون الی ما کنتم علیه کفارا،

اے مسلمانو!کیا تم نے خدا کو فراموش کرڈالا اور جاہلیت کے شعار بلند کرنے لگے ہو جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں. خداوند متعال نے تمھیں نور اسلام کی طرف ہدایت کر کے مقام عطا کیا، جاہلیت کے فتنوں کو ختم کر کے تمھیں کفر سے نجات دی اور تمہارے درمیان الفت و برادری برقرار کی کیا تم دوبارہ کفر کی طرف پلٹنا چاہتے ہو؟

پیغمبر ﷺ کے اس خطاب سے وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ ایک شیطانی سازش ہے اپنے اس عمل پر پشیمان ہوئے، اسلحہ زمین پر رکھ دیا اور آنسو بہاتے ہوئے ایک دوسرے کو گلے لگا کر اظہار محبت کرنے لگے اور پھر پیغمبر اکرم ﷺ کی ہمراہی میں اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس پلٹ گئے۔[1]

4۔ جاہلیت کے بُرے آثار میں سے ایک اختلاف کی دعوت دینا ہے:

جنگ بنو مصطلق میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایک انصاری اور مہاجر کے درمیان اختلاف ایجاد ہو گیا، انصاری نے اپنے قبیلہ کو مدد کے لئے پکارا اور مہاجر نے اپنے قبیلہ کو. جب پیغمبر ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو فرمایا:

ان بری باتوں سے کنارہ کشی اختیار کرو اس لئے کہ یہ جاہلیت کا طریقہ ہے جبکہ خداوند متعال نے مؤمنین کو ایک دوسرے کا بھائی اور ایک گروہ قرار دیا ہے. ہر زمان و مکان میں ہر طرح کی فریاد و مدد خواہی فقط اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کی خاطر ہونی چاہیے نہ کہ ایک گروہ کی خیر خواہی اور دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خاطر

انجام پائے. اس کے بعد جو بھی جاہلیت کے شعار بلند کرے گا اُسے سزا دی جائے گی۔[2]

---

1 ((فعرف القوم انہا نزعة من الشیطان وکید من عدوهم نهم فائقوا السلاح وبکواوعانق الرجال بعضهم بعضاثم انصرفوا مع رسول الله ﷺ سامعین مطیعین قداطفاالله عنهم کید عدوالله شاس)) د رالمنثور2:57،جامع البیان4:32،فتح القدیر1: 68 3 ، تفسیر آلوسی 4: 14، واسد الغا به 1: 149،

(2) دعوها فانها منتنة ...یعنی انهاکلمة خبیثة ، لانهامن دعوی الجاهلیة والله سبحانه جعل المومنین اخوة وصیرهم حزباواحدا، فینبغی ان تکون الدعوة فی کل مکان وزمان لصالح الاسلام و المسلمین عامة لالصالح قوم ضد الاخرین،فمن دعافی الاسلام بدعوی الجاهلیة یعزر، سیره نبویه 3:303،غزوة بنی المصطلق ومجمع البیان 5:293، رسائل ومقالات 1:431،

حضرت علی سب سے بڑے منادی وحدت

حضرت علی علیہ السلام رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد خلافت و امامت کو اپنا مسلم حق سمجھتے تھے اور وہ معتقد تھے کہ خلافت کے غاصبوں نے ان کے حق میں جفا کی ہے:ما زلت مظلوماً منذُ قبض اللہ نبیّه صلی اللہ علیه وآله وسلم.[1]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ہمیشہ مجھ پر ظلم کیا گیا۔

آپ نے اپنی حقانیت کے اثبات کے لئے کسی قسم کی کوشش سے دریغ نہ کیا اور اپنے مسلّم حق کے حصول کیلئے ہر ایک سے مدد طلب کی[2]، یہاں تک کہ اپنی

---

(1) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید20:283؛ الشافی فی الامامۃ3:110؛ الامامۃ و السیاسۃ، تحقیق الشیری 1: 68؛ تحقیق الزینی1:49؛ بحار الانوار29:628۔

(2) ابن قتیبہ دینوری نقل کرتا ہے: پیغمبر ﷺ کی رحلت کے دن ہی جب ابوبکر مسند خلافت پر بیٹھا تو علی علیہ السلام نے مہاجرین کو خطاب فرمایا، اپنی حقانیت اور مسند خلافت کی صلاحیت کو بیان فرمایا:

زوجہ محترمہ کو سوار کروا کر مہاجرین کے دروازوں پہ گئے اور ان سے مدد طلب کی۔[1]

لیکن افسوس کہ کسی ایک نے مثبت جواب نہ دیا. جب آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ اہل بیت کے سوا نہ کوئی میرا مددگار ہے اور نہ دفاع کرنے والا تو اس وقت

>.......آنحضرت کے کلمات سے اس قدر تاثیرپذیر ہوئے کہ بشیر بن سعد کہنے لگا: یا علی ! اگر انصار نے ابوبکر کی بیعت سے پہلے آپ کی یہ گفتگو سنی ہوتی تو کبھی دو شخص بھی آپ کی خلافت کے حق میں اختلاف نہ کرتے۔

حضرت کا مشہور کلام اس طرح ہے:"الله الله یا معاشر المهاجرین ! لا تخرجوا سلطان مُحَمَّد فی العرب عن داره و قعر بیته ، الی دورکم و قعور بیوتکم ولا تدفعوا اهله عن مقامه فی الناس وحقه ، فوالله یا معاشر المهاجرین ، لنحن احق الناس به. لانا اهل البیت ، ونحن احق بهذا الامر منکم ما کان فینا القاری ، لکتاب الله ،الفقیه فی دین الله ، العالم بسنن رسول الله ، المضطلع بامر الرعیة ، المدافع عنهم الامور السیئة، القاسم بینهم بالسویة، والله انه لفینا ، فلا تتبعوا الهوی فتضلوا عن سبیل الله ، فتتزدادوا من الحق بعداً"

بشیر بن سعد انصاری کہتا ہے:"لو کان هذا الکلام سمعته الانصار منک یاعلی قبل بیعتها لابی بکر، ما اختلف علیک اثنان ".الامامة والسیاسة ، تحقیق الزینی1:19.

---

(1) ابن قتیبہ کہتا ہے: و خرج علی کرم الله وجهه یحمل فاطمه بنت رسول الله ﷺ علی دابةلیلاًفی مجالس الانصار تساء لهم النصرة ، فکانوا یقولون :یابنت رسول الله !قدمضت بیعتنا لهذاالرجل ولوان زوجک وابن عمک سبق الینا قبل ابی بکر ماعدلنابه۔

فیقول علی کرم الله وجهه :افکنت ادع رسول الله ﷺ فی بیته لم ادفنه ، واخرج انازع الناس سلطانه ؟فقالت فاطمه :ماصنع ابوالحسن الاماکان ینبغی له ، ولقد صنعوا مالله حسیبهم وطالبهم ، الامامة والسیاسة،تحقیق الزینی1:9،

مصلحت یہی دیکھی کہ انھیں دشمن کے مقابلے میں نہ لایا جائے۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے آنکھوں میں خس و خاشاک کے ہوتے ہوئے چشم پوشی کی اور گلے میں پھندے کے ہوتے ہوئے لعاب دہن نگل کر خانہ نشینی کا تلخ جام پی لیا۔[2]

ارے! امیر المومنین علیہ السلام نے جب یہ احساس کیا کہ اپنے مسلم حق کے احقاق کے لئے راہ ہموار نہیں ہے اور قیام کرنے سے اُمت اسلام کے درمیان تفرقہ کے سوا کچھ اور حاصل نہ ہوگا۔[3]

تو اس وقت آنکھ میں کانٹے کا تحمل کرنا اور گلے میں ہڈی کے اٹکنے جیسے سخت

---

(1) علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے خطبہ 217 میں فرماتے ہیں: "فنظرتُ فاذا لیس لی معین الا اهل بیتی فضننت بهم عن الموت. ترجمہ: میں نے دیکھا کہ میرے پاس کوئی مددگار نہیں ہے سوا میرے گھر والوں کے تو میں نے انھیں موت کے منھ میں دینے سے گریز کیا۔

(2) حضرت علی فرماتے ہیں: و اغضیت علی القذیٰ وشربت علی الشجاوصبرت علی اخذالکظم وعلی امرّمن طعم العلقم.

ترجمہ: اور باالآخر آنکھوں میں خس وخاشاک کے ہوتے ہوئے چشم پوشی اور گلے میں پھندے کے ہوتے ہوئے لعاب دہن نگل لیا اور غصہ کو پینے میں حنظل سے زیادہ ذائقہ پر صبر کیا اور چھریوں کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ حالات پر خاموشی اختیار کر لی۔

(3)حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "و ایم اللہ لوکان مخافة الفرقة بین المسلمین... لکنا علی غیر ما کنّا لهم علیه" ترجمہ: اگر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا ڈر نہ ہوتا تو ہم ان سے اور رویہ اپناتے۔(شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید1:307؛ ارشاد1:245۔

ترین مصائب کو برداشت کیا لیکن امت اسلام کے درمیان اتحاد و وحدت کو گزند نہ پہنچنے دیا تا کہ کہیں منافقوں اور اسلام سے شکست خوردہ دشمنوں کی سازشوں سے پیغمبر ﷺ کی تیئس سالہ زحمات ضائع نہ ہو جائیں. بلکہ جہاں کہیں بھی دیکھا کہ اسلام یا اسلامی معاشرہ کو فائدہ ہو رہا ہے وہاں پہ کسی قسم کی مدد سے گریز نہ کیا۔[1]

ترجمہ: یہاں تک کہ یہ دیکھا کہ لوگ دین اسلام سے واپس پلٹ رہے ہیں اور آئین پیغمبر ﷺ کو برباد کردینا چاہتے ہیں تو مجھے یہ خوف پیدا ہوگیا کہ اگر اس رخنہ اور بربادی کو دیکھنے کے بعد بھی میں نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہ کی تو اس کی مصیبت روز قیامت اس سے زیادہ عظیم ہوگی جو آج اس حکومت کے چلے جانے سے سامنے آرہی ہے جو صرف چند دن رہنے والی ہے اور ایک دن اسی طرح ختم ہوجائے گی جس طرح سراب کی چمک دمک ختم ہوجاتی ہے یا آسمان کے بادل چھٹ جاتے ہیں تو میں نے ان حالات میں قیام کیا یہاں تک کہ باطل زائل ہوگیا اور دین مطمئن ہو کر اپنی جگہ پر ثابت ہوگیا۔

اگرچہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ اول و دوم کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے اور اہل سنت کی معتبر ترین کتاب صحیح مسلم کے مطابق حضرت علی علیہ السلام ان دونوں کو

---

(1) *نہج البلاغہ، نامہ*:62"حتى رأيت راجعة الناس قدرجعت عن الاسلام،يدعون الى محق دين مُحَمَّدصلى الله عليه واله و سلم فخشيت ان لم انصرالاسلام واهله ان ارى فيه ثلماً او هدما...فنهضت فى تلک الاحداث حتى زاح الباطل وزهق ، و اطمنان الدين وتنهنه ۔

کاذب، دھوکہ باز اور خائن سمجھتے تھے ۔[1]

لیکن یہ چیز باعث نہ بنی کہ آنحضرت افرادی قوت کے کم ہونے کے باوجود ان کے خلاف قیام کر کے امت اسلام کی تباہی کا سامان مہیا کریں۔

حضرت علی کی نگاہ میں اختلاف کے برے اثرات

1۔ فکری انحراف کا باعث:

حضرت علی علیہ السلام معتقد تھے کہ "الخلاف یهدم الرا ی" .[2]

ترجمہ: اختلاف رائے کو نابود کردیتا ہے۔

انسان پر سکون ماحول میں درست نظریہ بیان کر سکتا ہے جبکہ اختلافات کی فضا میں انحراف و اشتباہ سے دچار ہوجاتا ہے۔

2۔ دو گروہ میں سے ایک کے یقینا باطل ہونے کی علامت:

امیر المومنین علیہ السلام کے عقیدہ کے مطابق اختلاف سے دچار ہونا وہی باطل کی پیروی کرنا ہے لہٰذا فرمایا: ما اختلف دعوتان الا کانت احداهما ضلالة،

---

(1) صحیح مسلم کے مطابق خلیفہ دوم حضرت عباس بن عبد اللہ اور حضرت علی علیہ السلام سے کہنے لگے: ((فملا توفی...)) ترجمہ: رسول خدا نے صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کی رحلت کے بعد جب ابوبکر نے اپنے خلیفہ رسول ہونے کا اعلان کیا تو تم دونوں اسے جھوٹا، دھوکے باز، عاصی اور خائن سمجھتے ...پھر ابوبکر کی وفات کے بعد جب میں خلیفہ رسول و خلیفہ ابوبکر بنا تو تم مجھے بھی کاذب، دھوکہ باز اور خائن سمجھتے ہو...، صحیح مسلم 5:4468152، کتاب الجھاد، باب15، حکم الفيئ...

(2) نہج البلاغہ، حکمت215۔

جب بھی دو نظریوں میں اختلاف ہو تو ان میں سے ایک یقینی طور پر باطل ہے۔[1]
یعنی ہمیشہ حق باطل کے مد مقابل ہے اور یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

3۔ شیطان کے غلبہ کا باعث:

علی علیہ السلام نے یہ سمجھانے کیلئے کہ تفرقہ بازی شیطان کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے سوا کچھ اور نہیں ہے فرمایا:

والزمواالسواد الاعظم فان یداللہ مع الجماعة ، وایاکم والفرقة !فان الشاذ من الناس للشیطان ،کماان الشاذ من الغنم للذئب،[2]

ترجمہ: اور سواد اعظم کے ساتھ رہو کہ خدا کا ہاتھ اسی جماعت کے ساتھ ہے اور خبردار تفرقہ کی کوشش نہ کرنا کہ جو ایمانی جماعت سے کٹ جاتا ہے وہ اسی طرح شیطان کا شکار ہوجاتا ہے جس طرح ریوڑ سے الگ ہوجانے والی بھیڑ بھیڑیئے کی نذر ہوجاتی ہے تو آگاہ ہوجاؤ کہ جو بھی اس انحراف کا نعرہ لگائے اسے قتل کردو چاہے وہ میرے ہی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو۔

---

(1) نہج البلاغة، حکمت:183۔

(2) نہج البلاغہ127۔

4۔باطل کے نجس ہونے کی علامت:

حضرت علی علیہ السلام ذلت کواثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وانما انتم اخوان علی دین اللہ ، مافرّق بینکم الا خبث السّرائروسوء الضمائر.[1]

ترجمہ:تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دینی بھائی ہو ، تم بری نیت اور برائی تم کو ایک دوسرے الگ نہیں کیا ہے۔

5۔فتنہ کاباعث:

حضرت علی علیہ السلام بخوبی آگاہ تھے کہ شیطان اختلاف کو ہوادے کر فتنہ ایجاد کرناچاہتا ہے لہٰذافرمایا:

ان الشیطان یسنی لکم طرقه ، ویرید ان یحل دینکم عقدة عقدةویعطیکم بالجماعة الفرقة ، وبالفرقة السفتنة ، [2]

ترجمہ :یقینا شیطان تمہارے لئے اپنی راہوں کو آسان بنا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک ایک کر کے تمھاری ساری گرہیں کھول دے۔ وہ تمھیں اجتماع کے بجائے افتراق دے کر فتنوں میں بتلا کرنا چاہتا ہے۔

6۔اختلاف ایجاد کرنے والے کی نابودی واجب ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

الامن دعاالی هذاالشعار فاقتلوه، ولوکان تحت عمامتی هذه،[3]

ترجمہ:آگاہ ہوجاؤکہ جو بھی اس انحراف کا نعرہ لگائے اسے قتل کروچاہے وہ میرے ہی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو۔

---

(1) نہج البلاغہ ، خطبہ 113

(2) نہج البلاغہ ، خطبہ 121

(3) نہج البلاغہ ، خطبہ 127

عصر حاضر میں وحدت و اتحاد کی اہمیت

اس میں شک نہیں ہے کہ ہم ایک ایسے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں جہاں دشمنان اسلام، اسلام کی نابودی کے لئے آپس میں معاہدہ کر چکے ہیں اور اپنے تمام تر سیاسی و اقتصادی امکانات اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے بروئے کار لا رہے ہیں ۔

اسی طرح امریکی سی آئی اے کے سابق معاون ڈاکٹر مائیکل برانٹ نے اپنی کتاب (مکاتب الہی کو جدا کرنے کا منصوبہ Aplantodivisanddnoyltheiology میں لکھتا ہے:

جو لوگ شیعوں سے اختلاف رائے رکھتے ہیں انھیں شیعوں کے خلاف منظم و مستحکم کر کے شیعوں کے کافر ہونے کے نظریہ کو عام کر کے انھیں معاشرے سے جدا کیا جائے اور ان کے خلاف نفرت انگیز تحریریں لکھی جائیں۔[1]

---

(1) اخبار جمہوری اسلامی 138335 اور ہفت روزہ افق حوزہ 1383228۔

Goldstone برطانوی سیاست دان اور سابق وزیر اعظم برطانیہ کہتا ہے:(یہ برطانوی سیاست دان 809ا۔1898)چار بار اس ملک کا وزیر اعظم رہ چکا ہے۔

مادام هٰذاالقرآن موجوداًفی ایدی المسلمین،فلن تستطع أروباالسيطرة علی الشرق و لا أن تکون هی نفسها فی أمان.[1]

جب تک مسلمانوں کے پاس قرآن موجود ہے تب تک نہ تو برطانیہ مشرق پر اپنا تسلط جما سکتا ہے اور نہ ہی خود امن کی سانس لے سکتا ہے۔

سابق اسرائیلی وزیر اعظم Ben Gurio[2]

کہتا ہے:"انّ اخشی ما نخشاه أن یظهر فی العالم العربی، مُحَمَّد جدید".[3]

جس چیز نے ہمیں وحشت زدہ کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ کہیں عالم عرب میں کوئی نیا محمد نہ ظاہر ہوجائے۔

---

(1) الاسلام علی مفترق الطرق:39۔

(2)یہی وہ شخص ہے جس نے اسرائیل کا نام تجویز کیا اور نو بار اس ملک کا وزیر اعظم بنا، اس نے اپنی زندگی کو صیہونزم کیلئے وقف کیا۔ 1948ئ میں فلسطین پر قبضہ کے لئے جنگ کی سربراہی اسی نے کی. اس کی وزارت کے دور میں جو واقعات رونما ہوئے وہ درج ذیل ہیں : 1۔1948ئ کی جنگ ،2۔یہودیوں کی بے سابقہ ہجرت ،3۔یہودی آبادیوں کی افزائش 4۔اسرائیل، برطانیہ اور فرانس کا 1956ئ میں مصر پر مشترکہ حملہ۔

(3) اخبار الکفاح الاسلامی 1955ئ۔

اگرچہ عیسائیوں کے مسلمہ اصول میں سے ایک حضرت عیسی علیہ السلام کا یہودیوں کے ہاتھوں تختہ دار پر لٹکایا جانا ہے جس کے باعث بیس صدیوں تک ان کے درمیان بغض و کینہ اور دشمنی عروج پر رہی ہے لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں عیسائی و یہودی اتحاد کی خاطر حکومت واٹیکان نے سرکاری طور پر اس اصل سے چشم پوشی کا اعلان کر کے یہودیوں کو اس گناہ سے بری الذمہ قرار دے دیا۔

اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ اعلان 1973ئ میں اسرائیل کی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے دوران کیا گیا تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کی پوری طاقت مسلمانوں کے مقابلے میں صرف کر سکیں۔[1]

مذکورہ بالا نکات سے پیغمبر ﷺ کے اس فرمان کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے:

"من اصبح و لم یهتم بأمور المسلمین فلیس بمسلم"[2]

ترجمہ: جو شخص اپنے دینی بھائیوں کی مشکلات کی فکر نہ کرے وہ مسلمان بھی نہیں ہے۔

واضح رہے کہ موجودہ حالات میں کسی قسم کی مشکوک حرکت جو مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ و جدائی کا باعث بنتی ہو، اسلام کے نفع میں نہیں ہے۔

اور ہر طرح کی گالی گلوچ اور ناروا گفتگو مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد

---

(1) مع رجال الفکر فی القاہرۃ 1:162۔

(2) اصول کافی 2:163۔

اور تقریب مذاہب کو نقصان پہنچانے سے بڑھ کر مکتب اسلام کے نورانی چہرے کو خدشہ دار کرنے اور اہل علم حضرات کے اسلام جیسے نورانی مکتب سے بدگمان ہونے کا باعث بنتی ہے۔

وحدت کے اہداف

وہ مسائل جن میں علمائے اسلام کے درمیان اختلاف پایاجاتاہے ان میں سے ایک وحدت کے اہداف کی جامع تعریف ہے اور یہ واضح ہونا چاہیے کہ وحدت کا مقصد تمام مذاہب کو ایک کرنا یا دوسرے مذاہب کو مٹانا نہیں ہے اور تقریب کے ادارے قائم کرنے والوں کی غرض بھی معتزلی کی جگہ اشعری، سنی کو شیعہ، حنفی کو حنبلی بنانایا اس کے برعکس نہیں تھی۔

اس لئے کہ یہ کام نہ تنہا دشوار بلکہ ناممکن ہے جب کہ ان کا مقصد تو مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو مشترک امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے نزدیک کرنا اور تمام مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے مقابلے میں ایک صف میں لا کر کھڑا کرنا تھا۔

مرحوم شیخ محمد تقی قمی بانی "دار التقریب بین المذاهب الاسلامیة" اور مدرسہ فیضیہ میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ بروجردی کے نمائندے فرمایا کرتے:

اس ادارے کی تأسیس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ شیعہ اپنے اصول و عقائد سے دوری اختیار کر لیں یا سنی اپنے عقائد کے مبانی سے دستبردار ہوجائیںمذاہب کے درمیان فاصلے کا سبب ان کا ایک دوسرے کے افکار و مبانی سے نا آشنا ہونا ہے. اس ادارے کی تأسیس کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک مذہب کے صاحب فکر حضرات آئیں اور اپنے اپنے عقائد کے مبانی کا تحفظ اور دوسروں کے عقائد کا احترام کرتے ہوئے پرسکون فضا میں اختلافی مسائل کو بیان کریں تاکہ ایک دوسرے کے افکار اور مذاہب کے درمیان مشترک امور سے آشنائی کے ضمن میں زیادہ سے زیادہ تفاہم پیدا ہو کہ جس کا فائدہ یقینا مذہب شیعہ کو ہے۔

24جنوری 2001ئ میں لندن کے اندر ایک ٹی وی چینل ANN نے وحدت مسلمین اور مذاہب اسلامی کے درمیان تقریب کے عنوان سے ایک کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں ایرانی، لبنانی، مصری اور برطانوی مفکرین نے شرکت کی. اس کانفرنس سے ٹیلی فون پر خطاب کرتے ہوئے "الازہر"یونیورسٹی کے معاون اور مذاہب اسلامی کے درمیان گفتگوکا اھتمام کرنے والی کمیٹی کے چئرمین جناب شیخ محمد عاشور نے کہا:

فکرة التقریب بین المذاھب الاسلامیةلاتعنی توحید المذ اھب الاسلامیة ولاصرف ایّ مسلم مذھبه وصرف المسلم عن مذھبه تحت التقریب تضلیل فکرة التقریب...فان الاجتماع علی فکرة التقریب یجب ان یکون اساسه البحث والاقناع والاقتناع ، حتی یمکن لسلاح العلم والحجة محاربة الافکار الخرافیّة ...وان یلتقی علماء المذاھب ویتبادلون المعارف والدراسات لیعرف بعضھم بعضا فی ھدوء العالم المتثبت الذی لاھم له الاان یدری یعرف ویقول فینتج.[1]

مذاہب اسلامی کے درمیان تقریب کا مقصد تمام مذاہب کو ایک کرنا اور ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو قبول کرنا نہیں ہے اس لئے کہ ایسی فکرتو تقریب کو اس کے ہدف سے ہٹانا ہے. تقریب کی بنیاد علمی گفتگو اور دوسرے کو قانع کرنے پر ہونی چاہیے تاکہ علم کے اسلحہ اور دلیل کے ذریعہ سے منحرف افکار کا مقابلہ کیا جا سکے... اور یہ کہ علمائے مذاہب مل بیٹھیں اور معارف کا تبادلہ کریں تاکہ پر امن ماحول میں ایک دوسرے کو سمجھیں اور نتیجہ حاصل کریں۔

شہید مطہری کی نگاہ میں وحدت کا غلط مفہوم لینا

شہید مطہری وحدت مسلمین سے غلط مفہوم لینے کے بارے میں لکھتے ہیں :

"....اس میں شک نہیں ہے کہ مسلمانوں کی واضح ترین ضروریات میں سے ان کا آپس میں اتفاق و اتحاد ہے اور عالم اسلام کا اساسی ترین درد مسلمانوں کے درمیان وہی پرانے کینے ہیں. دشمن بھی ہمیشہ انھیں سے فائدہ اٹھاتا ہے....

---

(1)مطارحات فکریۃفی القنوات الفضائیۃ، شمارۂ19:3سال1422ھج؛ بازخوانی اندیشۂ تقریب:31۔

اس آخری صدی میں اسلامی روشن فکر علماء و فضلاء کے درمیان اسلامی اتحاد کا جو مفہوم لیا جا رہا ہے کہ اعتقادی یا غیر اعتقادی اصول سے چشم پوشی اختیار کی جائے یا یہ کہ تمام فرقوں کے مشترک امور کو لے کر ان کے مختص امور کو ترک کردیا جائے یہ کام نہ تو منطقی ہے اور نہ ہی عملی طور پر انجام پانے والا ہے۔

کیسے ممکن ہے کہ ایک مذہب کے پیروکاروں سے یہ تقاضا کیا جائے کہ وہ وحدت اسلام و مسلمین کے تحفظ کی خاطر فلاں اعتقادی یا عملی اصل کو چھوڑ دیں جبکہ وہ اصل ان کے نزدیک دین اسلام کا جزو شمار ہوتی ہو؟

یہ تو بالکل ویسے ہی ہے جیسے اُسے کہا جائے کہ اسلام کے نام پر اسلام کے ایک جزو سے روگردانی کر لیں...![1]

ہم خود شیعہ ہیں اور اہل بیت علیہم السلام کی پیروی کرنے پر افتخار کرتے ہیں چھوٹی سے چھوٹی چیز حتی ایک مستحب یا مکروہ عمل پر بھی معاملہ کرنے کو تیار نہیں ہیں اس بارے میں ہم نہ توکسی سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اصول میں سے فلاں اصل کو اسلامی اتحاد کی خاطر ترک کردے اور نہ ہی اس بارے میں کسی کی فرمائش کو قبول کرتے ہیں۔

جس چیز کی ہم توقع رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ حسن تفاہم کا ماحول ایجاد کیا جائے تاکہ ہمارے پاس جو اصول و فروع، فقہ، حدیث، کلام، فلسفہ اور ادبیات ہیں انھیں ایک

---

(1) امامت و رہبری: 16، چاپ صدرا۔

بہترین چیز کے طور پر پیش کر سکیں اور شیعہ اس سے زیادہ زوال کی طرف نہ جائیں اسی طرح عالم اسلام کے بازارونکو بھی شیعہ معارف کے لئے کھولا جائے[1]

کیا مشترک امور پر عمل پیرا ہونا ممکن ہے؟

شہید مطہری اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں :

اسلام کے مشترک امور کو لینا اور ہر فرقے کے مختصات کو ترک کرنا اجماع مرکب کی مخالفت کرنا ہے اور اس کا نتیجہ ایسی چیز ہے جو یقینا حقیقی اسلام سے ہٹ کر کچھ اور ہے. اس لئے کہ کسی بھی فرقے کے مختص امور اسلام کا حصہ ہیں اور ان مشخصات و مختصات سے خالی اسلام کا کوئی وجود نہیں ہے۔

علاوہ ازیں اتحاد اسلامی کی بلند فکر پیش کرنے والی شخصیات شیعہ میں مرحوم آیت اللہ العظمیٰ بروجردی قدّس سرّہ اور اہل سنت کے اندر علامہ شیخ عبد المجید سلیم اور علامہ شیخ محمود شلتوت نے بھی اس طرح نہیں سوچا تھا۔

جو چیز ان کے مدنظر رہی وہ یہ تھی کہ اسلامی فرقے درعین حال اگرچہ کلام و فقہ وغیرہ میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن مشترکات جو زیادہ بھی ہیں ان کے واسطے سے اسلام کے خطرناک دشمن کے مقابلے میں دست برادری بڑھائیں اور ایک صف تشکیل دیں ان بزرگان نے ہرگزوحدت اسلامی کے عنوان سے وحدت مذہبی

ایجاد کرنے کا تصور نہیں کیا اس لئے کہ ایسی سوچ کبھی بھی عملی طور پر انجام پانے والی نہیں ہے۔[2]

---

(1) امامت و رہبری: 17۔

(2) امامت و رہبری:18۔

ایک گروہ یا ایک محاذ

شہید مطہری فرماتے ہیں :

عرف عام میں ایک گروہ اور ایک محاذ میں فرق پایا جاتا ہے ایک گروہ ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ لوگ شخصی مسائل کے علاوہ فکر، راہ و روش اور نظریات میں ہمرنگ ہوں۔

جبکہ ایک محاذ کا معنیٰ یہ ہے کہ مختلف گروہ اور تنظیمیں مسلک، نظریات اور راہ و روش میں اختلاف کے باوجود مشترک امور کی بناء پر مشترک دشمن کے مقابلے میں ملکر صف آرائی کریں۔

اور یہ واضح سی بات ہے کہ اپنے مسلک کا دفاع، دوسرے بھائیوں کے مسلک پر اعتراض اور محاذ آرائی میں موجود افراد کو اپنے مسلک کی دعوت دینا دشمن کے مقابلے میں صف واحد تشکیل دینے سے کسی قسم کی منافات نہیں رکھتا۔

خصوصاً مرحوم آیت اللہ العظمیٰ بروجردی جس چیز کی فکر میں تھے وہ یہ تھی کہ برادران اہل سنت کے درمیان معارف اہل بیت علیہم السلام کو منتشر کرنے کی راہیں

ہموار کر سکیں اور وہ معتقد تھے کہ یہ کام حسن تفاہم کے بغیر ممکن نہیں . شیعہ فقہی کتب کے مصر میں مصریوں کے ہاتھوں چھپوائے جانے کی جو کامیابی آیت اللہ العظمیٰ بروجردی کو حاصل ہوئی یہ اسی حسن تفاہم کا نتیجہ تھا جو انہوں نے ایجاد کیا تھا اور علمائے شیعہ کے لئے یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی جزاہ اللہ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزائ.[1]

کیا مسئلہ امامت اختلاف انگیز ہے؟

شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ شیعہ و سنی یا شیعہ و وہابی کے درمیان اختلافی مسائل کو زیر بحث لانا وحدت مسلمین سے منافات رکھتا ہے اور بعض لوگوں کے لئے دل آزاری و تفرقہ کا باعث بنتا ہے۔

شہید مطہری کی رائے:

شہید مطہری اس بارے میں فرماتے ہیں :

بہر حال "اسلامی اتحاد" کی حمایت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ حقائق کو بیان کرنے میں کوتاہی برتی جائے . جس چیز سے پرہیز کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل انجام نہ دیا جائے جو مخالف کے احساسات اور اس کے کینے کو ابھارنے کا باعث بنے. جبکہ علمی گفتگو کا تعلق عقل و منطق سے ہے نہ کہ عواطف و احساسات سے.[2]

---

(1) ایضا: 18۔

(2) ایضا: 19۔

آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی کی رائے:

حضرت آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی فرماتے ہیں :

بعض افراد جیسے ہی مسئلہ امامت کی بات آتی ہے تو فوراً بول اٹھتے ہیں کہ آج ان باتوں کا دن نہیں ہے!

آج وحدت مسلمین کا دن ہے اور جانشین پیغمبر ﷺ کے بارے میں گفتگو کرنا اختلاف و انتشار کا باعث بنتا ہے۔

آج ہم مشترک دشمن صہیونزم و استعمار شرق و غرب کے مقابلے میں کھڑے ہیں ہمیں ان کے بارے میں فکر کرنی چاہیے، لہٰذا اختلافی مسائل کو مت چھیڑیں. جبکہ اس طرح کا طرز تفکر یقینا غلط ہے اس لئے کہ:

اول: جو چیز اختلاف و انتشار کا باعث بنتی ہے وہ تعصب آمیز، غیر منطقی اور کینہ انگیز بحث و گفتگو ہے جبکہ منطقی، مستدل، تعصب سے پاک، ضد سے خالی دوستانہ انداز میں بحث و گفتگو کرنا نہ یہ کہ تنہا اختلاف کا باعث نہیں بنتی بلکہ آپس کے فاصلوں کو کم کرکے مشترک مسائل کو تقویت دینے کا موجب بنتی ہے۔

میں نے خانہ کعبہ کی زیارت کے دوران حجاز کے سفر میں بارہا علمائے اہل سنت سے بحثیں کی ہیں ہم نے بھی اور انھوں نے بھی یہی احساس کیا کہ ایسی بحثیں نہ صرف برا اثر نہیں رکھتی ہیں بلکہ تفاہم و خوش بینی کا باعث بنتی ہیں، فاصلوں کو کم اور سینوں سے نفاق کو دور کرتی ہیں۔

اس سے بھی اہم یہ کہ ان بحثوں میں ہمارے لئے واضح ہوجاتا ہے کہ ہمارے درمیان مشترکات بہت زیادہ ہیں کہ جن کی بناء پر ہم مشترک دشمن کے مقابلے میں متحد ہونے کی تاکید کریں۔[1]

---

(1) پنجاہ درس اصول عقائد:227۔

آیت اللہ العظمیٰ فاضل لنکرانی کی رائے:

حضرت آیت اللہ فاضل لنکرانی 2002ئ میں ایام فاطمیہ کی مناسبت سے اپنے ایک پیغام میں فرماتے ہیں:

"راہ ولایت میں شہید ہونے والی اس سب سے پہلی اور عظیم شخصیت کی شہادت کی یاد منانا مقام ولایت سے تجدید عہد کرنا ہے جس کے ذریعے سے دین خدا کامل اور نعمت پروردگار انتہا تک پہنچی ہے.......

یہاں پہ میں اس نکتہ کا تکرار کرنا لازم سمجھتا ہوں کہ ان ایام کی تعظیم اور مجالس عزا برپا کرنا امام خمینی کی مسلّمہ اور عملی سیرت ہے جس کا مسئلہ وحدت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسئلہ وحدت جس کی امام خمینی اور آیت اللہ بروجردی قدس سرّھما نے تاکید فرمائی اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ شیعہ اپنے مسلمہ عقائد کے بارے میں سکوت یا ان سے چشم پوشی کر لیں. بلکہ تمام مسلمانوں کا عالمی استکبار کے مقابلے میں متحد ہونا ہے جو سپر پاور ہونے کا دعویٰ کر رہا اور صہیونیوں کی پیروی میں اسلام کی بنیادونکو مسمار

کرنے کی فکر میں مشغول ہے۔

تین جمادی الثانی حکومت اسلامی کی طرف سے سرکاری چھٹی کا دن ہے اس دن شیعوں کو چاہیے کہ وہ عزاداری کے جلوس لے کر گلیوں اور سڑکوں پر نکلیں تاکہ یوں اس شہیدہ کا حق کسی حد تک ادا کر سکیں۔

اسی طرح 2001ئ میں ایام فاطمیہ کی مناسبت سے اپنے ایک پیغام میں فرمایا: "یہ درست ہے کہ بانی انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی مسئلہ وحدت پر بہت زور دیتے تھے لیکن ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ شیعہ اپنے یقینی اور محکم عقائد سے دستبردار ہوجائیں۔

امام جمعہ زاہدان کی رائے:

مولوی عبد الحمید امام جمعہ زاہدان نے سترہ بہمن 2006ئ نماز جمعہ کے خطبہ میں کہا: "جس کسی کے پاس جو بھی استدلال ہے اسے عقل و منطق کی روشنی میں بیان کرے اور اس پر کسی کو شکوہ نہیں ہے لیکن مقدسات کی توہین کسی بھی مذہب میں جائز نہیں ہے اور جو بھی اسے جائز سمجھے تو یہ نص قرآن و سنت کے خلاف ہے. ہمیں چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کے مقدسات کی بھی توہین و بے احترامی نہ کریں۔

وحدت کے لئے پیغمبر ﷺ کا بیان کیا ہوا راستہ

الف: امت اسلام کے درمیان اختلاف کی پیشنگوئی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ پیغمبر ﷺ امت مسلمہ کے مستقبل اور اس کے درمیا ن اختلا ف کے ایجاد ہونے سے با خبر تھے لہذا مسلمانوں کو تفرقہ بازی اور اختلاف کے تلخ نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں فرمایا:

تفرقت الیھود علی احدی وسبعین فرقة او اثنین و سبعین فرقة و النصاریٰ مثل ذٰلک و تفترق اُمّتی علی ثلاث و سبعین فرقة۔

ترجمہ: جس طرح امت موسی وعیسی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئیں اسی طرح میری امت بھی تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔[1]

اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

کلھم فی النار الا ملة واحدة. ایک فرقہ کے علاوہ سارے کے سارے جہنمی ہوں گے۔[2]

---

(1) سنن ترمذی 4:2778134، ابواب الایمان، باب افتراق الامۃ؛ مسند احمد2:1203332؛ سنن ابن ماجہ 2:39911321. ترمذی نے کہا ہے: "حدیث ابی ہریرۃ حسن وابو ہریرہ کی حدیث حسن ہے" سنن ترمذی 4:2778134۔

وہابی عالم ناصر الدین البانی کہتا ہے: یہ حدیث صحیح ہے. سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ1:204358 اور 3: 1492480۔

حاکم نیشاپوری کہتا ہے:"ہٰذا حدیث صحیح علی شرط مسلم "۔یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے" مستدرک حاکم 1:128 اور 4:430۔

نیز ہیثمی کہتا ہے: "یہ حدیث صحیح ہے" مجمع الزوائد 1:179 اور 189۔

(2) سنن ترمذی 4:2779135؛ مسند احمد 3:145؛ مستدرک حاکم 1: 129؛ مجمع الزوائد 1: 189 اور 6:233. مصنف عبد الرزاق صنعانی 10: 155؛ عمرو بن ابی عاصم، کتاب السنۃ: 7؛ کشف الخفاء عجلونی 1:149 اور 309۔

اوراس میں بھی کسی قسم کی تردید نہیں ہے کہ امت مسلمہ کا اہم اختلاف امامت کے مسئلہ پر تھا جیسا کہ مشہور عالم اہل سنت شہرستانی لکھتے ہیں :

واعظم خلاف بین الامة خلاف الامامة ، اذماسل سیف فی الاسلام علی قاعدة دینیة مثل ماسل علی الامامة فی کل زمان [1]

امت اسلام کے درمیان سب سے بڑااختلاف امامت کے بارے میں ہوااور کبھی بھی کسی دینی مسئلہ پراس قدر تلواریں میان سے نہ نکلیں جس قدر مسئلہ امامت پر۔

یہاں پہ یہ سوال پیش آتا ہے کہ وہ اسلامی حکومت جس کی تأسیس کیلئے پیغمبر ﷺ نے مسلسل تئیس سال زحمتیں اٹھائیں کیااس کے مستقبل کے بارے میں کوئی اقدام نہ کیا؟

کیا امت مسلمہ کی سرپرستی اورہدایت کیلئے اپنے جانشین کا انتخاب کیے بغیر دار فنا سے دار بقاء کی طرف منتقل ہوگئے؟

کیا رسول خدا ﷺ نے تفرقہ بازی اور اختلاف سے بچنے کی کوئی راہ معین نہ فرمائی؟

یہ اور اس طرح کے سینکڑوں سوالات ایسے افراد سے صحیح جواب کے منتظرہیں جو یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے اپنے بعد کسی کو جانشین معین نہیں فرمایا بلکہ یہ کام اُمت کے سپرد کرکے چلے گئے۔

---

(1)ملل ونحل:30

قرآن و عترت سے تمسک ہی وحدت کی تنہا راہ:

شیعہ و سنی کتب کی ورق گردانی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے امت مسلمہ کو اختلاف سے بچنے اور وحدت ایجاد کرنے کی راہ دکھا کر ہر شخص کی ذمہ داری معین فرمادی۔

آنحضرت ﷺ نے قرآن و اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام سے تمسک ہی کو وحدت کا تنہا سبب بیان فرمایا ہے۔

یہ کہا جاتا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان وحدت اور تقریب مذاہب کا منحصر ترین راستہ پیغمبر ﷺ کی وصیت پر عمل پیرا ہونا ہے اور وہ قرآن و اہل بیت علیہم السلام سے تمسک ہے جو ہدایت اور ہر طرح کی ضلالت و گمراہی سے بچانے کا ضامن ہے۔

رسول گرامی اسلام ﷺ نے بارہا لوگوں کو قرآن و اہل بیت علیہم السلام سے متمسک رہنے کا حکم فرمایا:

انی تارک فیکم ماان تمسّکتم به لن تضلوا بعدی ، احدهما اعظم من الآخر ، کتاب الله حبل ممدودمن السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ، فانظرواکیف تخلفونی فیهما،[1]

---

(1) صحیح ترمذی5:329، درالمنثور76و306الصواعق المحرقة147و226، اسد الغابہ2:12وتفسیرابن کثیر4 : 113.

میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر ان دونوں کا دامن تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہونے پاؤ گے ان میں سے ایک دوسری سے عظیم ہے کتاب خدا آسمان سے زمین کی طرف معلق رسی ہے اور میرے اہل بیت. یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے سے جا ملیں۔

بعض علمائے اہل سنت نے اس روایت کو صحیح شمار کیا ہے۔[1]

---

(1) ابن کثیر دمشقی کہتا ہے:" و قد ثبت فی الصحیح ان رسول الله صلی علیه و آله و سلم قال فی خطبته بغدیر خم: انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی و انهما لم یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض

صحیح روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے خطبۂ غدیر میں فرمایا: میں تمھارے درمیان دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کتاب خدا اور میرے اہل بیت یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملحق ہوں۔ تفسیر ابن کثیر4:122. اور اسی طرح کہا ہے:"قال شیخنا ابو عبد الله الذهبی: ہذا حدیث صحیح میرے استاد ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بدایہ و نہایہ5: 228۔

وہابی عالم ناصر الدین البانی نے بھی حدیث ثقلین کے صحیح ہونے کی وضاحت کی ہے۔ صحیح الجامع الصغیر2:217 2454 اور 1:2457482۔

حاکم نیشاپوری کہتے ہیں:"هٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه بطوله"

یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن طولانی ہونے کی وجہ سے اسے ذکر نہیں کیا حاکم مستدرک 3:290۔

نیز ہیثمی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مجمع الزوائد1:170۔

ابن حجر مکی شیعونکے خلاف لکھی جانے والی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

" روی هذا الحدیث ثلاثون صحابیاً و انّ کثیراً من طرقه صحیح و حسن"

یہ حدیث تیس صحابیوں نے نقل کی ہے ان میں اکثر احادیث کی سند صحیح اور حسن ہے۔ الصواعق المحرقة :122۔

اور بعض روایات میں ثقلین کی جگہ دو جانشین سے تعبیر کیا گیا ہے:

انی تارک فیکم خلیفتین: کتاب اللہ ... و عترتی أهل بیتی، و انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض.[1]

میں تمہارے درمیان دو جانشین چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب خدا ہے اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے جا ملیں گے۔

اور بعض روایات میں ذکر ہوا ہے:

فلا تقدموهما فتهلکوا، و لا تقصروا عنهما فتهلکوا، و لا تعلّموهم فانهم اعلم منکم.[2]

ان پر سبقت مت لیں اور نہ ہی ان سے پیچھے رہیں ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور نہ ہی ان کو سکھانے کی کوشش کریں اس لئے کہ وہ تم سے دانا تر ہیں ۔

ج: اہلبیت علیہم السلام حبل اللہ ہیں:

بعض اہل سنت مفسرین جیسے فخر رازی نے یہ حدیث اس آیت مجیدہ (وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہ جَمِيعًا وَلاَتَفَرَّقُوا) ،[3]و[4]

---

(1) مسند احمد5: 182 اور 189 دو صحیح واسطوں سے نقل ہوئی. مجمع الزوائد9:162؛ الجامع الصغیر1:402؛ تفسیر در المنثور2: 60۔

(2) معجم الکبیر طبرانی5:4971166؛ مجمع الزوائد9:163؛ تفسیر در المنثور2:60۔

(3) آل عمران:103۔

(4) فخر رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "روی عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ انه قال: انی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ تعالیٰ حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی(تفسیر فخر رازی 8:173)۔

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو کے ذیل میں ذکر کی ہے۔

اسی طرح آلوسی اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں یہی حدیث زید بن ثابت سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: "و ورد بمعنی ذلک اخبار کثیرة"

اس معنی میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں ۔[1]

ثعلبی (متوفی 427ھ) مفسر اہل سنت نے اسی آیت مجیدہ کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:
نحن حبل اللہ الذی قال اللہ :"واعتصموابحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا"

آج تو اس وحشی قوم کے مظالم اپنی انتہاء کو پہنچ چکے ہیں پارہ چنار کے نہتے ہم خدا کی وہ رسی ہیں جس کے بارے میں خداوند متعال نے فرمایا: خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو۔[2]

حاکم حسکانی (متوفی 470ھ تقریباً) اہل سنت عالم دین نے بھی رسول گرامی ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: من احبّ أ ن یرکب سفینة النجاة و یتمسکبالعروة الوثقیٰ ویعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیّاولیأتمّ بالھداة من ولده.(3

---

(1)تفسیر آلوسی 4:18. و اخرج احمد عن زید بن ثابت قال: قال رسول اللہ ﷺ : انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزو جل ممدود مابین السماء و الارض و عترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقاحتی یردا علی الحوض و ورد بمعنی ذٰلک اخبار کثیره۔

(2) تفسیر ثعلبی3:163، شواہد التنزیل 1:177168؛ینابیع المودة1:356 اور 2:368 اور 340؛الصواعق المحرقة: 151، باب 11 فصل 1۔

(3)شواہد التنزیل1: 177168۔

فصل دوم

وہابیت کی تاریخی جڑیں

اسلام کی پہلی صدی میں وہابیت کی بنیاد:

اگر آج ہم یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ وہابیوں کے عقائد میں سے محکم ترین عقیدہ پیغمبر ﷺ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی قبور کی زیارت کا حرام قرار دینا ہے تو ماضی پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ کوئی جدید موضوع نہیں ہے بلکہ اسلام اور سیرت مسلمین کے مخالف یہ انحرافی تفکر پہلے ہی سے تاریخ میں موجود تھا کہ جس کے بعض نمونوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

1۔ معاویہ بن ابو سفیان متوفی 60ھ :

مغیرہ بن شعبہ نے ایک ملاقات میں معاویہ سے کہا: بنو ہاشم اقتدار کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں اب ان کی طرف سے تیری حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ ان پر سختی نہ کر اور ان سے دوستی قائم کرے۔

معاویہ نے جواب میں کہا:

ابوبکر، عمر، عثمان آئے اور گزر گئے ان کا نام تک باقی نہیں ہے جبکہ ہر روز پانچ مرتبہ "اشھدانّ محمّدا لرسول اللہ" کی آواز کانوں تک پہنچتی ہے

" فاى عمل يبقىٰ مع هذا لا أم لک!؟ لا واللّٰہ دفناً دفناً"

ایسے میں بنو امیہ کے لئے کیا باقی بچا ہے خدا کی قسم ! جب تک نام پیغمبر ﷺ دفن نہ کردوں تب تک چین سے نہ بیٹھوں گا۔[1]

اسی طرح ایک دن معاویہ نے مؤذن کو پیغمبر ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے سنا تو اعتراضانہ انداز میں کہنے لگا:

اے فرزند عبد اللہ تو نے بہت ہمت کی .یہاں تک کہ اپنے نام کو نام خدا کے ساتھ ملانے سے کمتر پر راضی نہ ہوا۔[2]

یہی وجہ تھی کہ اہل سنت کے بہت بڑے عالم محمد رشید رضا لکھتے ہیں :

ایک مغربی دانشور نے کہا تھا: " کس قدر شایستہ تھا کہ ہم معاویہ کا مجسمہ سونے سے بنا کر اُسے اپنے ملک کے دارالخلافہ کے چوک میں نصب کرتے" جب اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب دیا:

---

(1) موفقیات زبیر بن بکار:576؛ مروج الذہب3: 454 شرح حوادث سال 121ھ؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید5:130؛ النصائح الکافیۃ:124۔

(2) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید10:101۔

لانه هوالذی حوّل نظام الحکم الاسلامی عن قاعدته الدیمقراطیة الی عصبیة الغلب ، ولولاذلک لعم الاسلام العالم کله ، ولکنانحن الالمان، وسائر شعوب اروبةعربامسلمین،[1]

اس لئے کہ یہ معاویہ ہی تھا جس نے اسلامی حکومت کے جمہوری نظام کو شاہانہ نظام میں تبدیل کیا. اگر وہ یہ کام نہ کرتا تو اسلام سارے عالم پر غالب آجاتا اور ہم اہل جرمن اوریورپ کے تمام ممالک کے لوگ عربی مسلمان ہوتے۔[2]

2۔مروان بن حکم متوفی 61ھ:

حاکم نیشاپوری اور (امام اہل سنت) احمد بن حنبل نقل کرتے ہیں :

مروان نے مسجد نبوی میں صحابی پیغمبر ﷺ ابو ایوب انصاری کو دیکھا کہ قبر پیغمبر ﷺ پر بیٹھا اپنا راز دل بیان کر رہا اور آنحضرت ﷺ سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہا ہے مروان نے انہیں گردن سے پکڑا اور کہا: أتدری ما تصنع؟ جانتا ہے کیا کر رہا ہے؟

ابو ایوب انصاری نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

" جئت رسول اللہ] ﷺ [ولم آت الحجر ، سمعت رسول اللہ] ﷺ [یقول : لا تبکوا علی الدین اذا ولیه اهله ، ولکن ابکوا

---

(1)تفسیر المنار،11:260، الوحی المحمدی :232، محمودابوریة:185،، مع الرجال الفکر،1:299،

(2)تفسیر المناد11:260؛الوحی المحمدی:232؛محمود ابوریہ:185؛مع رجال الفکرا:299۔

علیه اذا ولیه غیر اهله ".[1]

میں پیغمبر ﷺ کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے پیغمبر ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے: جب تک دین کی سرپرستی اسکے اہل افراد

کر رہے ہوں تب تک اس پر گریہ نہ کرنا بلکہ دین پہ گریہ اس وقت کرنا جب نا اہل اس کے سرپرست بن بیٹھیں۔

3۔ حجاج بن یوسف متوفی 95ھ

ابن ابی الحدید معتزلی شافعی [2]متوفی 95ھ لکھتا ہے:

جب حجاج بن یوسف مدینہ منورہ گیا تو دیکھا لوگ پروانہ وار قبر پیغمبر ﷺ کے اردگرد مشغول ہیں تو کہنے لگا:

تباهم!انمايطوفون باعواد ورمة بالية ، هلا طا فو ا بقصراميرالمومنين عبدالملک؟ الايعلمون ان خليفة المرء خير من رسوله ؟!

افسوس ان لوگوں پر جو پوسیدہ ہڈیوں کے اردگرد گھوم رہے ہیں (نعوذ باللہ)

---

(1) مستدرک علی الصحیحین، ج4، ص515؛ مسند احمد، ج5، ص22. تاریخ مدینہ دمشق، ج57، ص249، و مجمع الزوائد، ج5، ص245.

(2)ابن ابی الحدید کے مذہب کو جاننے کے لئے کتاب وفیات الاعیان ابن خلکان7: 372 اور فوات الوفیات ابن شاکر2:259 کا مطالعہ فرمائیں۔

یہ لوگ امیر المؤمنین عبد الملک کے قصر کا طواف کیوں نہیں کرتے؟ کیا انھیں یہ معلوم نہیں کہ خلیفہ کا مقام پیغمبر خدا ﷺ سے زیادہ ہے۔[1]

ادبیات عرب کے ماہر مبرد متوفی 286ھ لکھتے ہیں:

ان ذلک مماکفرت به الفقهاء الحجاج ،وانه انماقال ذلک والناس یطوفون بالقبر،

اسی بنا پر فقہاء نے حجاج کو کافر قرار دیا ہے چونکہ اس نے یہ بات اس وقت کہی جب لوگ قبر پیغمبر ﷺ کے ارد گرد مشغول تھے۔[2]

4۔ بربہاری متوفی 329ھ:

سب سے پہلی بار حسن بن علی بربہاری معروف حنبلی عالم نے زیارت قبور، نوحہ خوانی اور امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو پڑھنا حرام قرار دیا۔[3]

5۔ ابن بطّہ متوفی 387ھ:

ابن تیمیہ کے بقول حنبلی فقیہ عبید اللہ بن محمد بن حمدان عکبری معروف ابن بطّہ نے زیارت و شفاعت پیغمبر ﷺ کا انکار کیا اور وہ معتقد تھا کہ پیغمبر ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے لہذا اس سفر میں پوری نماز پڑھی جائے۔[4]

---

(1)شرح نہج البلاغہ 15:342، النصائح الکافیۃ:106

(2)الکامل فی اللغۃ والادب 1:222، طبع نہضت مصر،

(3)نشور المحاضرۃ، 2:134

(4)الرد علی الاخنائی ، ابن تیمیہ :27، شفاء السقام :263،

6۔ ابن تیمیہ متوفی 727ھ:

تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ مفکر وہابیت نے آٹھویں صدی ہجری میں مذکورہ بالا عقائد کو ایک جدید انداز میں بیان کر کے امت اسلام میں شدید تفرقہ ایجاد کیا۔

7۔ محمد بن عبد الوہاب متوفی 1205ھ:

بارہویں صدی ہجری میں بانی و رہبر وہابیت محمد بن عبد الوہاب نے شاہ فہد کے جد اعلی محمد بن سعود کے تعاون اور برطانوی فوجی مشیروں کی مدد سے سعودی عرب کے علاقے نجد اور درعیہ میں افکار ابن تیمیہ یا بالفاظ دیگر افکار بنو اُمیہ کی ترویج کا کام شروع کیا۔

وہابیت ایک نظر میں

الف: وہابی افکار کی بنیاد:

وہابی افکار کی تبلیغ باقاعدہ طور پر 698ھ میں شام میں ابن تیمیہ کے توسط سے عقائد میں شدید انحراف اور اسلامی فرقوں کے کفر و شرک کے اثبات کی بناء پر شروع ہوئی جسے اہل سنت اور شیعہ علماء کی سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا. ابن تیمیہ نے 727ھ میں دمشق کے ایک زندان میں وفات پائی اس کی موت کے ساتھ ہی اس کے افکار بھی دفن ہو گئے۔

1158ھ میں محمد بن عبد الوہاب نے حاکم درعیہ محمد بن سعود کے تعاون سے سرزمین نجد میں نئے سرے سے ابن تیمیہ کے افکار کو زندہ کیا جس کے نتیجہ میں سخت لڑائی ہوئی اور وہابیوں نے سواحل خلیج فارس اور حجاز کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

ب: سب سے پہلی سعودی حکومت:

خاندان سعود نے 75 سال مسلسل 1233ھ تک حکومت کی:

1۔ محمد بن سعود، حاکم اور امام وہابیت 1157ھ میں 1179ھ تک

2۔ عبد العزیز بن محمد اپنے باپ کے بعد وہابیوں کا حاکم 1133ھ سے 1218ھ تک

3۔ سعود بن عبد العزیز متوفی 1229ھ

4۔ عبد اللہ بن سعود 1233ھ میں استنبول میں قتل کر دیا گیا۔

استنبول میں عبد اللہ بن سعود کے قتل اور عثمانی حکمران ابراہیم پاشا کے ہاتھوں حکومت نجد کے قلع و قمع ہونے سے سعودی خاندان قدرت کو ہاتھ سے دے بیٹھا اور پھر اسّی (80) سال گوشہ نشینی میں گزارے۔

ج۔نابودی کے بعد وہابی قبیلوں کے سردار:

1۔ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود 1249ھ میں قتل کردیا گیا۔

2۔ فیصل بن ترکی بن عبداللہ ولادت1213ھ وفات1282ھ

3۔عبدالرحمن بن فیصل بن ترکی متوفی1346ھ

د: دوسری سعودی حکومت:

ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمن 1319ھ میں کویت سے سعودیہ واپس پلٹا اور وہابی مسلک کے بچ جانے والے پیروکاروں اور برطانیہ و فرانس کی بے تحاشا مدد سے بیس سال کی جد و جہد کے بعد دوبارہ حجاز پر قبضہ کر لیا. حجاز کا نام سعودی میں تبدیل کر کے آل سعود کی حکومت کی بنیاد رکھی اور 54 سال حکومت کرنے کے بعد 1373ھ میں مرا. اب بھی اسی کی اولاد اس ملک پر حکومت کر رہی ہے۔[1]

---

(1)تاریخ وھابیت و مجلہ ھفت آسمان سال اول شمارہ سوم وچھارم:177

ھ۔ عبدالعزیز کا حجاز پر قبضہ:

عبد العزیز بن عبد الرحمن آل سعود 1880ئ میں پیدا ہوا، حاکم ریاض (الرشید) کی سختیوں سے تنگ آکر جوانی میں اپنے خاندان کے ہمراہ اپنی پیدائش گاہ ریاض کو ترک کرکے کویت چلا گیا. دسمبر 1901ئ اکیس سال کی عمر میں اپنے چالیس کے قریب حامیوں کے ہمراہ نجد پر قبضہ کرنے کی نیت سے ریاض واپس پلٹا. 1902ئ کے اوائل میں ریاض کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اور (الرشید) کے اثر کو کم کرنے کی کوششیں کرنے لگا۔

1904ئ میں عثمانی فوجیوںکی حمایت سےپورے نجد کو (الرشید) سےچھین لیا اور پھر 1906ئ میں (الرشید) کی موت سے عبد العزیز کیلئے راستہ کھل گیا، آہستہ آہستہ (الرشید) کی حکومت کے تحت تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

1913ئمیں احساء کا علاقہ بھی اپنی حکومت میں شامل کر کے سواحل خلیج فارس تک پہنچ گیا۔

برطانوی حکومت نے جو عثمانیوں کو سر زمین عرب سے دور اور خود ان پر قبضہ کرنے کی تگ و دو کر رہی تھی 1916ئ پہلی جنگ عظیم کے اواسط میں نجد اور احساء پر

عبد العزیز کی حکومت کو باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا۔

عبد العزیز نے 1925ئ میں شریف مکہ اور برطانوی حکومت کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حجاز پر اپنا کنٹرول جما کر اپنے آپ کو نجد و حجاز کا بادشاہ اعلان کر دیا۔

سات جنوری1925ئ کو اپنی مملکت کا نام سعودی رکھ دیا. 1927ئ میں حکومت برطانیہ نے یثاق جدہ کے تحت پہلی عالمی جنگ کے دوران جو علاقہ عثمانیوں کے پاس تھا اُسے سعودی حکومت کا حصہ اعلان کر دیا. آٹھ شوال 1926ئ میں آل سعود نے جنت البقیع کو ویران کیا سعودی حکومت کی تاسیس کا باقاعدہ طور پر اعلان 23 ستمبر1932ئ بمطابق 23 جمادی الاول1351ھ کو ہوا۔

ملک سعودبن عبدالعزیز:

1319ہجری میں پیدا ہوا اوراپنے باپ کی وفات کے بعد 1377ھ سے 1388ھ تک گیارہ سال حکومت سنبھالی ۔

ملک فیصل بن عبدالعزیز:

13ھ میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی ملک سعود کی وفات کے بعد سات سال سعودی عرب پر حکومت کی اور اپنی حکومت کے دوران حرمین شریفین کو وسیع کیا۔

ملک خالد بن عبد العزیز:

1331ھ میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی شاہ فیصل کی وفات کے بعد 1395ھ سے 1402ھ سات سال حکومت کی۔

ملک فہد بن عبد العزیز: 1340 میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی خالد کی وفات کے بعد 1402ھ سے 1426ھ تک 24 سال تک سعودی عرب پر حکومت کی۔[1]

ملک عبد اللہ بن عبد العزیز:

1352ھ میں پیدا ہوا اور اپنے بھائی شاہ فہد کی وفات کے بعد 1426ھ میں 76 سال کی عمر میں سعودی عرب کا بادشاہ بنا۔

---

(1) رسائل ائمۃ الدعوۃ التوحید، ڈاکٹر فیصل بن مشعل بن سعود بن عبد العزیز،

وہابی فرقہ کے بانی

افکار وہابیت کا بانی ابن تیمیہ:

احمد بن تیمیہ مفکر وہابیت سقوط بغداد کے پانچ سال بعد 661ھ میں شام کے ایک علاقہ حرّان میں پیدا ہوا. ابتدائی تعلیم وہیں پہ حاصل کی اور پھر شام پر مغلوں کے حملے کے بعد اپنے خاندان کے ہمراہ دمشق میں جاکر رہائش پذیر ہوگیا۔[1]

1۔ ابن تیمیہ کا سب سے پہلا انحراف:

698ھ میں آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے منحرف عقائد ظاہر ہونے لگے. خاص طور پر حماۃ (دمشق سے ایک سو پچاس کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک شہر کا نام ہے) میں اس آیت شریفہ: (الرحمن علی العرش استویٰ) [2]

ترجمہ: وہ رحمان عرش پر اختیار اور قدرت رکھنے والا ہے۔

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا: خداوند متعال آسمانوں کی بلندی میں تخت پر بیٹھا ہے یوں خدا کے لئے سمت کو معین کیا۔[3]

---

(1) الدرر الکامنۃ 1:144.

(2) طٰہٰ:20۔

(3) اس نے عقدہ الحمویہ ص: 429 لکھا ہے: ان اللہ تعالی فوق کل شئی وعلی کل شئی وانہ فوق العرش وانہ فوق السمائ...،

یہ تفسیر ان قرآنی آیات کے مخالف ہے جن میں فرمایا: (لیس کمثله شئی) اور(ولم یکن له کفوااحد،)
ان آیات میں خداوند متعال کو مخلوقات کی صفات کے ساتھ تشبیہ سے منزہ قرار دیا گیا ہے۔

2۔ ابن تیمیہ کے افکار کا عکس العمل:

ابن تیمیہ کے باطل افکار نے دمشق اور اس کے اطراف میں غوغا مچا دیا. کچھ فقہاء نے اس کے خلاف قیام کیا اور قاضی وقت جلال الدین حنفی سے ابن تیمیہ کا محاکمہ کرنے کا تقاضا کیا لیکن اس نے عدالت میں پیش ہونے سے انکار کردیا۔

ابن تیمیہ ہمیشہ اپنے منحرف عقائد کے ذریعہ سے عمومی افکار کو آلودہ کرتا رہتا یہاں تک کہ 8 رجب 705ھ کو شہر کے تمام قاضی ابن تیمیہ کو لے کر نائب السلطنة کے قصر میں حاضر ہوئے اور اس کی کتاب "الواسطية" پڑھی گئی، کمال الدین بن زملکانی(1) کے ساتھ دوبار مناظرہ کرنے کے بعد جب ابن تیمیہ کے عقائد وافکار کے منحرف ہونے کا یقین ہوگیا تو اسے مصر جلاوطن کردیا گیا۔

---

(1) ابن زملکانی محمد بن علی کمال الدین متوفی 727ھ اپنے دور کا شافعی فقیہ اور مذہب شافعی کا لیڈر تھا(الاعلام6:284) یافعی کہتا ہے: وہ امام، علامہ اور منطقہ شامات کا تنہا مفتی تھا اپنے زمانہ میں مذہب شافعی کا استاد، قاضی القضاۃ، روایات کے متن، مذہب اور اس کے اصول کے بارے میں آشنائی میں نابغہ تھا.(مرآۃ الجنان4:178)

ابن کثیر کہتے ہیں: اپنے زمانہ میں مذہب شافعی کا استاد تھا تدریس، فتویٰ اور مناظرہ کا عہدہ اسی کے سپرد کیا گیا وہ اپنے ہم شافعی علماء سے برتری پا گیا (البدایۃ والنہایۃ14:152)
۔

وہاں پہ بھی اپنے غلط عقائد کو پھیلانے کے سبب قاضی وقت ابن مخلوف مالکی کے دستور پر زندان میں ڈال دیا گیا اور پھر 23 ربیع الاول 707ھ کو زندان سے آزاد ہوا۔

3۔ ابن تیمیہ کا محاکمہ:

ابن کثیر لکھتے ہیں:

شوال 707ھ میں ابن عربی کے خلاف جسارت کرنے کی بناء پر صوفیوں نے حکومت مصر سے ابن تیمیہ کے خلاف شکایت کی. شافعی قاضی کو فیصلے کا حکم دیا گیا مجلس محاکمہ تشکیل پائی لیکن ابن تیمیہ کے خلاف کوئی خاص بات ثابت نہ ہو سکی. اس نے اسی مجلس میں کہا:

استغاثہ فقط خدا ہی سے جائز ہے اور پیغمبر ﷺ سے مدد طلب نہیں کی جا سکتی ہاں ان سے توسل اور شفاعت طلب کی جا سکتی ہے۔

لیکن قاضی بدر الدین کو احساس ہوا کہ اس نے مسئلہ توسل میں پیغمبر ﷺ کے احترام کو مد نظر نہیں رکھا لہذا شافعی قاضی کو نامہ لکھا کہ اسے شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔

شافعی قاضی نے کہا: میں نے ابن تیمیہ کے بارے میں بھی وہی بات کہی جو دوسرے منحرف لوگوں کے بارے میں کہتا ہوں.
اس وقت حکومت مصر نے ابن تیمیہ کو دمشق، اسکندریہ یا زندان میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا حکم دیا جس پر ابن تیمیہ نے زندان کو انتخاب کیا اور زندان روانہ کردیا گیا۔[1]

بالآخر 708ھ میں زندان سے باہر آیا لیکن دوبارہ انہی عقائد کی تبلیغ کی وجہ سے 709ھ ماہ صفر کے آخر میں اسے اسکندریہ مصر جلاوطن کردیا گیا وہاں سے آٹھ ماہ کے بعد دوبارہ قاہرہ آگیا ابن کثیر لکھتے ہیں :

22رجب 720ھ ابن تیمیہ کو دارالسعادۃ میں حاضر کیا گیا اور مذاہب اسلامی (حنفی ، مالکی ، شافعی اور حنبلی) کے قاضیوں اور مفتیوں نے مذاہب اسلامی کے خلاف فتوی صادر کرنے کی بناء پر اس کی مذمت کی اور اسے زندان میں ڈالنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ دو محرم 721ھکو زندان سے رہائی ملی ۔[2]

---

(1)(ابن کثیر البرزاسی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ھیں :(وفی شوال منها شکی الصوفیه بالقاهره علی الشیخ تقی الدین وکلموه فی ابن عربی وغیره الی الدولة فردواالامر فی ذلک الی القاضی الشافعی فعقد له مجلس وادعی علیه ابن عطاء باشیا ء فلم یثبت علیه منها شئی لکنه قال :(لایستغاث الا بالله لا یستغاثة بمعنی العبادة ، ولکن یتوسل به ویتشفع به الی الله)فبعض الحاضرین قال لیس علیه فی هذا شئی

ورای القاضی بدرالدین بن جماعة ان هذا فیه قلّة ادب فحضرت رسالة الی القاضی ان یعمل معه ما تقتضیه الشریعة ، فقال القاضی قد قلت له مایقال لمثله ، ثم ان الدولة خیروه بین اشیاء اما ان یسیر الی دمشق اوالاسکندریة بشروط اوالحبس ، فاختار الحبس ، بدایة النهایه 14:51،)

(2)(وفی یوم الخمیس ثانی عشرین رجب عقد مجلس بدار السعادة الشیخ تقی الدین بن تیمیه بحضرة نائب السلطنة وحضر فیه القضاة والمفتیون من المذاهب وحضر الشیخ وعاتبوه علی العود الی الافتاء بمسالة الطلاق ثم حبس فی القلعة فبقی فیها خمسه اشهر وثمانیة یوما ، ثم ورد مرسوم من السلطان باخراجه یوم الاثنین یوم عاشوراء من سنة احدی وعشرین) البدایه والنهایه 14:111، حوادث سال 726هجری

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں :

ابن تیمیہ کو محاکمہ کے لئے مالکی قاضی کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس نے قاضی کے سامنے جواب دینے سے انکار کردیا اور کہا: یہ قاضی مجھ سے دشمنی رکھتا ہے قاضی نے جس قدر اصرار کیا اس نے جواب نہ دیا ، اس پر قاضی نے اسے ایک قلعہ میں بند کردینے کا حکم صادر کیا ۔

جب قاضی کو خبر ملی کہ کچھ لوگ ابن تیمیہ کے پاس آجارہے ہیں تو اس نے کہا: اس کفر کی وجہ سے جو اس سے ثابت ہوا ہے اگر اسے قتل نہ کیا جائے تو اس پر سختی ضرور کی جائے اور پھر اسے ایک الگ زندان میں منتقل کرنے کا حکم دیا ۔

جب قاضی اپنے شہر واپس پلٹا تو دمشق میں ایک عام اعلان کیا گیا :

(من اعتقد عقيدة ابن تيمية حل دمه وماله ، خصوصا الحنابلة) جو بھی ابن تیمیہ کا عقیدہ رکھے اس کا خون اور مال مباح ہے خاص طور پر حنبلی لوگوں کا ۔

دمشق کی جامع مسجد میں اہل سنت کے ایک بہت بڑے عالم نے یہ اعلان لوگوں کو سنایا کہ جس کے بعد حنبلی اور وہ لوگ جو ابن تیمیہ کی پیروی میں متہم تھے جمع ہوئے اور شافعی مذہب کے پیروکار رہونے کا اعلان کیا ۔[1]

---

(1)(فادعی علی ابن تیمیه عندالمالکی فقال :عدوّی ولم یجب عن الدعوی ، فکرر علیه فاصر، فحکم المالکی بحسبه فاقیم من المجلس وحبس فی برج، ثم بلغ المالکی ان الناس یتر دد ون الیه ، فقال :یجب التضیق علیه ان لم یقتل والا فقد ثبت کفره فنقلوه لیلة عید الفطر الی الجب وعاد القاضی الشافعی الی ولایه ونودی بدمشق من اعتقد عقیدة ابن تیمیة حل دمه وماله ، خصوصا الحنابلة ، فنودی بذلک وقری ء المرسوم وقراها ابن الشهاب محمود فی الجامع ثم جمعو ا الحنابلة من الصالحیة وغیرها واشهد وا علی انهم علی معتقد الامام الشافعی)الدررالکامنه 1:147

علماء اہل سنت اور ابن تیمیہ کی مخالفت

1۔ذہبی، ابن تیمیہ کے پیروکاروں کو پست،ذلیل اور مکار سمجھتا :

ذہبی متوفی 774ھاہل سنت کا بلند پایہ عالم، علم حدیث ورجال کا ماہر زمانہ اور خود بھی ابن تیمیہ کے مانند حنبلی مذہب کا پیروکار تھا اس نے ابن تیمیہ کو ایک خط میں لکھا :"یاخیبة !من اتبعک فانه معرض للذند قة والا نحلال ...فهل معظم اتباعک الا قعید مربوط،خفیف العقل ، اوعامی ، کذاب ، بلید الذهن ، اوغریب واجم قوی المکر ، اورناشف صالح عدیمالفهم فان لم تصدقنی ففتشهم وزنهم بالعدل ...،

اے بیچارے !جو لوگ تیری پیروی کررہے ہیں وہ کفر ونابودی کے ٹھکانے پر کھڑے ہیں ...کیا یہ درست نہیں ہے کہ تمہارے اکثر پیروکار عقب ماندہ ، گوشہ نشین، کم عقل ، عوام ، دروغ گو، احمق ، پست ، مکار، خشک ، ظاہر پسند اور فاقد فہم وفراست ہیں ، اگر میری اس بات پر یقین نہیں تو ان کا امتحان لے لو اور انہیں عدالت کے ترازو پر پرکھ کے دیکھ لو۔

یہانتک کہ لکھا :

فما اظنک تقبل علی قولی وتصغی الی وعظی ، فاذا کان ھذا حالک عندی وانا الشفوق المحب الواد ، فکیف حالک عند اعدائک ، واعداء ک واللہ فیھم صلحاء وعقلاء وفضلاء کماان اولیاء ک فیھم فجرة کذبة جھلة.(1)

میں یہ گمان نہیں کرتا کہ تو میری بات قبول کرے گا !اور میری نصیحتوں پر کان دھرے گا !تو میرے ساتھ دوست ہونے کے باوجود ایسا سلوک کررہا ہے تو پھر دشمنونکے ساتھ کیسا سلوک کرے گا ؟

خدا کی قسم !تیرے دشمنوں میں نیک ، شائستہ ، عقل مند اوردانشورافراد موجودہیں جیسا کہ تیرے چاہنے والوں میں اکثر آلودہ ، جھوٹے ، نادان اورپست لوگ دکھائی دیتے ہیں ۔(2)

2۔ابن حجر کا ابن تیمیہ کی طرف نفاق کی نسبت دینا :

ابن حجرعسقلانی (3)

اہل سنت میں حافظ علی الاطلاق اور علمی شخصیت شمار ہوتے ہیں وہ ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا :

تفرق الناس فیہ شیعا ، فمنھم من نسبہ الی التجسیم ، لما ذکر فی العقیدہ الحمویة والواسطیة وغیرھما من ذلک کقولہ:ان

---

(1)الاعلان بالتوبیخ :77وتکملة السیف الصیقل :218.

(2)الاعلان بالتوبیخ :77اور تکملة السیف الصیقل :218

(3)(سیوطی کہتاہے:ابن حجر شیخ الاسلام والامام الحافظ فی زمانہ،وحافظ الدیا ر المصر یة ، بل حافظ الدنیا مطلقا ، قاضی القضاة ، ابن حجر شیخ الاسلام ، پیشوا ، اپنے زمانہ میں مصر بلکہ پوری دنیا کے حافظ شمار ہوتے ۔طبقات الحفاظ :547)

اليد والقدم والساق والوجه صفات حقيقية لله ، وانه مستوعلى العرش بذاته...،

ابن تیمیہ کے بارے میں علماء اہل سنت کے مختلف نظرئے ہیں بعض معتقد ہیں کہ وہ تجسیم کا قائل تھا اس لئے کہ اس نے اپنی کتاب (العقیدۃ الحمویۃ) اور(واسطیہ)وغیرہ میں خداوندمتعال کے لئے ہاتھ ، پائوں ، پنڈلی اورچہرے کا تصورپیش کیا ہے۔

ومنهم من ينسبه الى الزندقة ، لقوله :النبى ﷺ لايستغاث به،وان فى ذلک تنقيصا و منعا من تعظيم النبى ﷺ ...،

بعض نے اسے پیغمبر ﷺ کی ذات سے توسل اوراستغاثہ کی مخالفت کرنے کے باعث زندیق اوربے دین قراردیا ہے اس لئے کہ یہ مقام نبوت کوکم کرنا اورآنحضرت ﷺ کی عظمت کی مخالفت کرنا ہے۔

ومنهم من ينسبه الى النفاق ، لقوله فی علی ماتقدم ای انه اخطافی سبعة عشرشيئا ولقوله :ای علیّ کان مخذولا حيثماتوجه ، وانه حاول الخلافة مرارافلم ينلها ، وانماقاتل للرئاسة لا للديانة ، ولقوله :وانه کان يحب الرئاسة ، ولقوله :اسلم ابوبکر شيخايدری مايقول ، وعلی ّاسلم صبيا ، والصبی لايصح اسلامه وبکلامه فی قصةخطبة بنت ابی جهل ...فانه شنع فی ذلک ، فالزموه بالنفاق ، لقوله صلی الله عليه واله وسلم :ولايبغضک الامنافق،[1]

اور بعض نے اسے علی (علیہ السلام) کے بارے میں نازیبا کلمات بیان کرنے کی وجہ سے منافق قرار دیا ہے، اس لئے کہ اس نے کہاہے: علی بن ابیطالب نے خلافت حاصل کرنے کے لئے بارہا کوشش کی لیکن کسی نے مدد نہ کی، ان کی جنگیں دین کی خاطر نہ تھیں بلکہ ریاست طلبی کی خاطر تھیں ۔ اسلام ابوبکر، اسلام علی (علیہ السلام) سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس لئے کہ بچپن کا اسلام درست نہیں ہے ۔ اسی طرح کہاہے کہ علی (علیہ السلام) کا ابوجہل کی بیٹی کی خواستگار کے لئے جانا ان کے لئے بہت بڑا عیب شمار ہوتا ہے ۔

یہ تمام کلمات اس کے نفاق کی علامت ہیں اس لئے کہ رسول خدا ﷺ نے علی سے فرمایا:منافق کے علاوہ کوئی آپ سے بغض نہیں رکھے گا ۔

3۔ سبکی متوفی 756ھ:[2]

معروف عالم اہل سنت اور معاصر ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

---

(1)الدرالکامنة فی اعیان المائة الثامنة 1:155.

(2)(سیوطی اس کے بارے لکھتا ہے: شیخ الاسلام ، امام العصر وتصانیفه تدل علی تبحره فی الحدیث ، وہ شیخ الاسلام ، امام عصر اور اس کی تصانیف علم حدیث میں اس کی علمی مہارت کی نشاندہی کررہی ہیں ، طبقات الحفاظ :55،ابن کثیر لکھتا ہے:الامام العلامة ....قاضی دمشق ...برع فی الفقه والاصول والعربية وانواع العلوم ...انتهت اليه رئاسة العلم فی وقته ،

سبکی امام ، علامہ ، قاضی دمشق ، علم فقہ ، اصول ، عربی اور دیگر علوم میں ماہر زمانہ تھے اس زمانہ میں علمی ریاست انہیں میں منحصر تھی ۔البدایۃ والنھایۃ1:551

اس نے قرآن وسنت کی پیروی کے ضمن میں اسلامی عقائد میں بدعت ایجاد کی ، ارکان اسلام کو درہم برہم کردیا ، اجماع مسلمین کی مخالفت کی اورایسی بات کہی جس کا لازمہ خدا کا مجسم ہونا اور اس کی ذات کا مرکب ہونا ہےیہاں تک کہ عالم کے ازلی ہونے کا دعوی کیا اوریوں تہتر(73)فرقوں سے خارج ہوگیا ۔[1]

4۔ حصنی دمشقی:[2]

لکھتے ہیں جس ابن تیمیہ کو دریائے علم توصیف کیا جاتا ہے بعض علماء اسے زندیق مطلق (ملحد)شمار کرتے ہیں ۔
ان علماء کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے ابن تیمیہ کے تمام علمی آثار کا مطالعہ کیا

---

(1)لما احدث ابن تيميه ما احدث فی اصول العقائد،ونقض من دعائم الاسلام الاركان والمعاقد ، بعد ان كان مستترا بتبعية الكتاب والسنة مظهر اانه داع الى الحق ، هاد الى الجنة فخرج عن الاتباع الى الاتباع،وشذ عن جماعة المسلمين بمخالفة الاجماع ، وقال بما يقتضى الجسمية والتركيب فى الذات المقدسة ، وان الافتقارالى الجزء ليس بمحال وقال بحلول الحوادث بذات الله تعالى ...فلم يدخل فى فرقة من الفرق الثلاثة والسبعين التى افترقت عليها الامة ، ولاوقفت به مع امة من الامم همة) طبقات الشافعيه 9:353، السيف الصيقل:177والدرة المضيئة فى الردعلى ابن تيميّة 5.

(2) (خیرالدین زرکلی وھابی ، حصنی دمشقی کے شرح حال میں لکھتا ہے :وہ امام ، پیشوا ، فقیہ ، باتقوی ، پرہیزگار اوربہت زیادہ کتب کے مئولف ہیں جن میں سے ایک (دفع الشبھۃ من شبہ وتمرد)ہے ۔الاعلام 2، 69:

شوکانی کہتا ہے :اگرچہ بہت سے لوگ اس کی تشیع جنازہ سے باخبر نہ ہو سکے لیکن پھر بھی شرکت کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ، البدرالطالع 1:166)

لیکن کوئی صحیح عقیدہ نظر نہیں آیا مگر یہ کہ اس نے متعدد مقامات پر بعض مسلمانوں کو کافر اور بعض کو گمراہ قرار دیا ہے۔

اس کی کتب خداوند متعال کو مخلوقات سے تشبیہ، ذات باری تعالی کی تجسیم، رسالت مآب ﷺ، ابوبکر عمر کی توہین اور عبد اللہ بن عباس کی تکفیر سے بھرپڑی ہیں۔

وہ عبد اللہ بن عباس کو ملحد، عبداللہ بن عمر کو مجرم، گمراہ اور بدعت گزار سمجھتا ہے. یہ ناروا مطالب اس نے اپنی کتاب "الصراط المستقیم" میں ذکر کئے ہیں۔[1]

حصنی دمشقی دوسری جگہ لکھتا ہے:(وقال (ابن تیمیه)(من استغاث بمیت اوغائب من البشر ...فان هذا ظالم، ضال، مشرک)هذا شئی تقشعرمنه الابدان، ولم نسمع احدا فاه، بل ولارمز الیه فی

1(وان ابن تیمیة الذی کان یوصف بانه بحرفی العلم، لایستغرب فیه ما قاله بعض الائمة عنه :من انه زندیق مطلق وسبب قوله ذلک انه تتبع کلامه فلم یقف له علی اعتقاد، حتی انه فی مواضع عدید ة یکفر فرقة ویضللها، وفی آخر یعتقد ماقالته اوبعضه ،مع انه کتبه مشحونة بالتشبیه والتجسیم، والاشارة الی الازدراء بالنبی ﷺ والشیخین، وتکفیر عبدالله بن عباس وانه من الملحدین، وجعل عبدالله بن عمر رضی الله عنهما من المجرمین، وانه ضال مبتدع، ذکر ذلک فی کتاب له سماه الصراط المستقیم والرد علی اهل الجحیم)دفع الشبه عن الرسول، تحقیق جماعة من العلماء :125.

زمن من الازمان ، ولابلد من البلدان قبل زنديق حرّان قاتله الله ، عزوجل ، وقد جعل الزنديق الجاهل الجامد ، قصة عمردعامة للتوصل بها الى خبث طويته فی الازدراء بسيد الاولين والآخرين واكرم السابقين واللاحقين ، وحط رتبته فی حياته ، وان جاه وحرمته ورسالته وغير ذلک زال بموته ،وذلک منه کفر بيقين وزندقة محققة۔[1]

ابن تیمیہ نے کہا ہے :جو شخص بھی مردہ یا غایب سے استغاثہ کرے ...وہ ظالم ، گمراہ اور مشرک ہے ۔

اس کی اس بات سے انسان کا بدن لرز اٹھتا ہے ، یہ ایک ایسی بات ہے جو زندیق حرّان سے پہلے کسی زمان ومکان میں کسی شخص کی زبان سے نہ نکلی اوراس نادان اور خشک زندیق نے عمر رضی اللہ عنہ اوریہ ادعا کیا ہے کہ پیغمبر ﷺ کی رحلت کے بعد ان کی رسالت وحرمت ختم ہوچکی ہے اس کا یہ عقیدہ یقینا اسکے کفر والحاد کی علامت ہے۔

5۔شافعی قاضی کا ابن تیمیہ کے پیروکاروں کا خون مباح قراردینا :

ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھاورشوکانی متوفی 1255ھ اہل سنت کے یہ دونوں عالم لکھتے ہیں : دمشق کے شافعی قاضی نے دمشق میں یہ اعلان کرنے کا حکم

دیا:(من اعتقد ة ابن تيميه حل دمه وماله)جو شخص ابن تیمیہ کے عقیدہ کی پیروی کرے اس کا خون اورمال حلال ہے ۔[2]

---

(1)دفع الشبہات عن الرسول:131.

(2)الدرر الکامنۃ1:147، البدر الطالع 1:67. مرآۃ الجنان 2:242.

6۔ابن حجر مکی کا ابن تیمیہ کو گمراہ اور گمراہ کن قرار دینا:

اہل سنت کے بہت بڑے عالم ابن حجر مکی متوفی 974ھ ابن تیمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: (ابن تیمیة عبد خذله الله ، واصله واعماه ، واصمه واذله ، وبذلک صرح الائمة الذین بینوا فساد احواله وکذب اقواله ...واهل عصرهم وغیرهم من الشافعیة والمالکیة والحنفیة ...والحاصل انه مبتدع ،ضال، مضل ، غال ، عاملها الله بعد له واجارنا من مثل طریقته)

علماء اہل سنت کے نزدیک ابن تیمیہ ایسا شخص ہے جسے خداوند متعال نے ذلیل، گمراہ، اندھا اور پست قرار دیا ہے، اس کے معاصر اور غیر معاصر شافعی، مالکی اور حنفی پیشوائوں نے اس کے فاسد احوال اور جھوٹے اقوال کو بیان کیا ہے...نتیجہ یہ کہ اس کے اقوال کی کوئی اہمیت نہیں اور وہ ایک بدعت گزار، گمراہ کن اور غیر معتدل انسان تھا خدا اس سے عادلانہ سلوک کرے اور ہمیں اس کے عقیدہ اور اس کے راہ ورسم کے شر سے محفوظ رکھے۔[1]

---

(1) الفتاوی الحدیثہ ص:86

7۔ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہنا کفر ہے:

اہل سنت کے بزرگ عالم شوکانی کہتے ہیں :(صرح مُحَمَّد بن مُحَمَّد البخاری الحنفی المتوفی سنة 841ببتبدیعه ثم تکفیر ه ، ثم صار یصرح فی مجلسه :ان من اطلق القول علی ابن تیمیة انه شیخ الاسلام فهو بهذاالاطلاق کافر)[1]

محمد بن محمد بخاری حنفی متوفی 841ھنے ابن تیمیہ کے بدعت گزار اورکافر ہونے کی وضاحت کی ہے یہاں تک کہ ایک مجلس میں آشکارا طور پر کہا :جو شخص ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہے وہ کافر ہے ۔

8۔ابن بطوطہ کا ابن تیمیہ کو مجنون قرار دینا :

مراکش کا مشہور سیاح ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے :(وکان بدمشق من کبار الفقهاء الحنابلة تقی الدین بن تیمیة کبیر الشام یتکلم فی الفنون الا ان فی عقله شیء)

دمشق میں حنبلیوں کے ایک بڑے عالم کو دیکھا جو مختلف فنون کے بارے میں گفتگو کرتا مگر یہ کہ اس کی عقل سالم نہیں ہے۔ [2]

---

(1)البدر الطالع 2:86۔

(2)رحلۃ ابن بطوطہ 1:57

ابن تیمیہ کی گوشہ نشینی کے عوامل اوراس کے افکار کے دوبارہ رشد کے اسباب

منطقہ شامات جو ابن تیمیہ کے علم کا گہوارہ تھا وہاں پر مختلف مذاہب کے علماء ودانشوروں کی ابن تیمیہ کے باطل افکار کی مخالفت اوراعتراضات اس کے گوشہ نشین ہونے کا باعث بنے اوراسی کے باعث اس کے عقائدونظریات خاموشی کی بھینٹ چڑھ گئے۔

لیکن بارہویں صدی ہجری میں منطقہ نجد میں محمدبن عبدالوھاب کے توسط سے مختلف اسباب کے تحت اس کے عقائد نے دوبارہ رشدپائی:

1۔منطقہ نجد تمدن وثقافت سے بے بہرہ اورایسی علمی شخصیات سے خالی تھا جو محمدبن عبدالوھاب کے منحرف عقائد کا مقابلہ کر سکتیں۔

2۔منطقہ نجد میں حکومت کے مسئلہ پر قبیلوں میں شدید اختلاف پایاجاتا تھا، محمدبن عبدالوھاب نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محمدبن سعود شاہ فھد کے جد اعلی سے فوجی اورثقافتی عہدوپیمان باندھا کہ محمدبن سعوداس کے افکارکی حمایت کرے گا اوروہ اپنے فتووں کے ذریعے اس کی حکومت کے وسیع ہونے کے لئے راہ ہموار کرے گا۔

3۔استعماری طاقت اورخصوصا برطانوی فوجی مشیروں کی حمایت نے وھابی ثقافت کے پھیلانے میں بہت زیادہ کردار ادا کیا۔

محمدبن عبدالوھاب کی زندگی پر ایک مختصر نظر

1۔ابن تیمیہ کے افکارکاباقاعدہ پرچار:

محمدبن عبدالوھاب 1155ھمیں نجد کے ایک شہر عیینہ میں پیدا ہوا وہیں پہ فقہ حنبلی کی تعلیم حاصل کی اورپھر مزید علوم کی تحصیل کے لئے مدینہ منورہ کا رخ کیا۔

وہ طالب علمی کے دورمیں ہی ایسے ایسے مطالب زبان پر لاتا جو اس کے فکری انحراف کی نشاندہی کرتے تھےیہاں تک کہ اس کے بعض اساتذہ اس کے مستقبل کے بارے میں پریشانی کا اظہار کرتے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ فرقہ وھابیت کا بانی ومئوسس نہیں ہے بلکہ ایسے عقائد صدیوں پہلے حنبلی علماء مانند ابن تیمیہ اوراس کے شاگردوں کی جانب سے بیان ہو چکے تھے لیکن علماء اہل سنت اورشیعہ کی مخالفت کی وجہ سے خاموشی کا شکار ہوگئے ، اہم ترین کام جو محمد بن عبد الوھاب نے کیا وہ یہ تھا کہ اس نے ابن تیمیہ کے عقائد کو ایک جدید فرقہ یا مذہب کی صورت میں پیش کیا جو اہل سنت کے چاروں مذاہب اور مذہب شیعہ سے بالکل الگ تھا ۔

2۔ محمد بن عبد الوھاب کا نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے لگائو :

وہ شروع میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں مانند مسیلمہ کذاب ، سجاج ، اسود عنسی اور طلیحہ اسدی کے زندگی ناموں کا مطالعہ کرنے سے بہت لگائو رکھتا تھا ۔[1]

3۔ آغاز ترویج وہابیت اور لوگوں کی مخالفت :

محمد بن عبد الوھاب اپنی تبلیغ کے آغاز میں بصرہ گیا اوروہاں پہ اپنے عقائد کا اظہار کیا تو بصرہ کے سرداروں نے سخت مخالفت کی ۔ ڈاکٹر منیر عجلانی لکھتا ہے :

(وتجمع علیه اناس فی البصرة من رئوساء ها وغیرهم بآذوه اشدالاذی واخرجو ه منها)بصرہ کے سرداروں اورعوام نے اس کے خلاف وقیام کیا اوراسے شہر سے نکال ڈالا ۔[2]

وہاں سے بغداد ، کردستان ، ہمدان اوراصفہان روانہ ہوا ۔[3]

اوربالآخر اپنی پیدائش گاہ کی طرف واپس پلٹ گیا ، وہ اپنے باپ کی زندگی میں اپنے عقائد کے اظہار کی جرئت نہیں رکھتا تھا

---

(1) کشف الارتیاب :12، نقل از خلاصۃ الکلام .

(2) تاریخ العربیۃ السعودیۃ:88.

(3) وہ چار سال بصرہ ، پانچ سال بغداد ، ایک سال کردستان ، دوسال ہمدان میں رہا اورکچھ عرصہ اصفہان اور قم میں گذارا اس کے بعد اپنے والد کی رہائش گاہ حریملہ جا پہنچا ، (وھابیت مبانی فکری وکارنامہ عملی :36)

لیکن 1153ھ میں باپ کی وفات کے بعد اس نے اپنے عقائد کے اظہار کے لئے راہ ہموار دیکھی اور لوگوں کو جدید آئین کی دعوت دی۔ [1]

لیکن لوگوں کے اعتراضات بلکہ اس کے قتل کا پروگرام باعث بنا کہ وہ مجبوراً اس جگہ کو ترک کرے اور اپنی پیدائش گاہ عیینہ جائے، وہاں کے امیر عثمان بن معمر سے پیمان باندھا کہ دونوں ایک دوسرے کا زور بازو بنیں گے لہذا اس کی حمایت سے اپنے عقائد کی برملا تبلیغ کرنے لگا لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ حاکم عیینہ نے احساء کے فرمانروا کے دستور پر اسے شہر سے نکال دیا۔

محمد بن عبدالوھاب نے مجبور ہوکر درعیہ میں رہائش رکھی اور محمد بن سعود حاکم درعیہ کے ساتھ جدید پیمان باندھا کہ حکومت محمد بن سعود کی ملکیت ہوگی اور تبلیغ کی ذمہ داری محمد بن عبدالوھاب کے ہاتھ ہوگی۔

4۔زیارت گاہ صحابہ اور خلیفہ دوم کے بھائی کی قبر کا خراب کرنا:

سب سے پہلا کام جو محمد بن عبدالوھاب نے انجام دیا وہ عیینہ کے اطراف میں صحابہ و اولیاء کرام کی قبروں کو ویران کرنا تھا جن میں سے ایک قبر خلیفہ دوم کے بھائی زید بن خطاب کی تھی۔ [2]

---

(1)زعماء الاصلاح فی عصر الحدیث :10تاریخ العربیۃ السعودیۃ:9، تاریخ نجد آلوسی: 111

(2)عنوان المجد فی تاریخ نجد:9، براھین الجلیۃ فی رفع تشکیکات الوھابیۃ:4،ھذہ ھی الوھابیۃ:125،السلفیۃ بین اھل السنۃ والامامیۃ:307

علماء ورئو ساکی شدید مخالفت کی نباء پر حاکم عیینہ نے ناچار ہو کر اسے شہر سے نکال دیا جیسا کہ پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ بارہویں صدی ہجری میں مسلمان انتہائی نامناسب اور سخت حالات سے گزر رہے تھے اسلامی ممالک چاروں طرف سے استعماری طاقتوں کے حملوں کا شکار بنے ہوئے تھے اور مرکز اسلام کو برطانیہ ، فرانس ، روس اور امریکہ کی طرف سے خطرات لاحق تھے ۔

ایسے زمانہ میں کہ جب مسلمانوں کو مشترک دشمن کے مقابلہ میں بے حد اور وحدت اتحاد کی ضرورت تھی لیکن افسوس کہ محمد بن عبدالوھاب نے مسلمانوں کو انبیاء واولیائے الھی سے توسل کے جرم میں مشرک اور بت پرست قراردے کر ان کے کفر کا فتوی دیا ، ان کا خون حلال ، قتل جائز اور ان کے مال کو جنگی غنیمت شمار کیا ، اس کے پیروکاروں نے اس فتوی کی پیروی کرتے ہوئے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو خون میں لت پت کیا کہ جس کا تذکرہ بعد والی فصل میں کیا جائے گا ۔

محمد بن عبد الوھاب اور علماء اہل سنت

1۔اس کے اساتذہ کی طرف سے اس کی گمراہی کی پیش بینی :

مفتی اعظم مکہ مکرمہ احمد زینی دحلان متوفی 1304 ھج لکھتے ہیں :

فاخذ عن كثير من علماء المدينه منهم الشيخ مُحَمَّد بن سليمان الكردى الشافعي والشيخ مُحَمَّد حياة السندى الحنفى وكان الشيخان المذكوران وغير هما من اشياخه يتفرسون فيه الالحادوالضلال، ويقولون :سيضل هذا ، ويضل الله به من ابعد ه واشقاه ، وكان الامر كذلک ، وما اخطات فراسهم فيه)[1]

محمد بن عبد الوھاب نے بہت سے علمائے مدینہ مانند شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندی حنفی سے علمی استفادہ کیا ، یہ دونوں استاد ابتداء ہی سے اس کے اندر بے دینی اورگمراہی کے آثار محسوس کررہے تھے اورکہا کرتے تھے کہ وہ گمراہ ہوجائے گا اوراس کے ہاتھوں رحمت خدا سے دور اورشقی لوگ بھی گمراہ ہوں گے ان کی یہ پیش گوئی بالکل درست ثابت ہوئی ۔

2۔محمد بن عبد الوھاب کا باپ بھی اس کی گمراہی کا گمان کرتا :

احمد زینی دحلان لکھتے ہیں :

(وكان والده عبدالوهاب من العلماء الصالحين فكان ايضا يتفرس فى ولده المذكور الالحادويذمه كثيراويحذرالناس منه).[2]

محمد بن عبد الوھاب کا باپ نیک علماء میں سے تھا اور وہ بھی دوسرے علماء کے مانند اپنے بیٹے میں الحادو بے دینی کے آثار کو محسوس کرتا اوراس کی شدید مذمت اورلوگوں کو اس سے بچنے کا حکم دیتا تھا۔

---

(1)الدررالسنیۃفی الردعلی الوھابیۃ:42

(2) حوالہ سابق.

3۔ محمد بن عبدالوھاب کے بھائی کا اس سے سخت رویہ:

مفتی مکہ مکرمہ زینی دحلان لکھتے ہیں: (وکذا اخوه سلیمان بن عبد الوهاب فکان ینکر مااحد ثه من البدع والضلال والعقائد الذائغة ، وتقدم انه الف کتابا فی الردعلیه).[1]

محمد بن عبدالوھاب کا بڑا بھائی سلیمان بھی اس کی بدعات ، گمراہی اور منحرف عقائد کا انکار کرتا اور اس نے اس کے عقائد کی رد میں ایک کتاب بھی لکھی ۔[2]

دوسرے مقام پر لکھا ہے: (کان مُحَمَّد بن عبد الوهاب الذی ابتدع هذه البد عة یخطب للجمعة فی مسجد الدرعیة ویقول فی کل خطبة :ومن توسل بالنبی فقد کفر ، وکان اخوه الشیخ سلیمان بن عبد الوهاب من اهل العلم فکان ینکر علیه انکارا شدید ا فی کل مایفعله ، او یامربه ولم یتبعه فی شئی مما ابتدا عه،وقال له اخوه سلیمان یوما : کم ارکان الاسلام یامُحَمَّد بن عبدا لوهاب ؟!فقال :

---

(1)ایضا.

(2)]اس کتاب کا نام (الصواعق الالھیۃفی الرد علی الوھابیۃ) ہے جو ابوطالب علیہ السلام اسلامک انسٹیٹیوٹ لاہور کی کاوشوں سے اردو زبان میں ترجمہ و تحقیق کے ساتھ شائع ہوچکی ہے، یہ وھابیت کے خلاف لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب ہے (مترجم)[

خمسة ، فقال :انت جعلتها ستة ، السادس من لم يتبعک فلیس بمسلم ، هذا عندک رکن سادس للاسلام ۔[1]

محمد بن عبد الوھاب درعیہ میں جمعہ کا خطبہ دیا کرتا اور ہر مرتبہ خطبے میں کہا کرتا :پیغمبر ﷺ سے توسل کفر ہے ، اس کا بھائی شیخ سلیمان بھی اہل علم تھا اس کی ہر ہر بات اور ہر ہر عمل کی سخت مخالفت کرتا اور اس کی بدعات میں سے کسی ایک میں بھی اس کی پیروی نہ کرتا ۔

ایک دن سلیمان نے اپنے بھائی محمد سے سوال کیا اسلام کے ارکان کتنے ہیں ؟محمد نے جواب دیا پانچ ،اس وقت سلیمان نے کہا:تونے تو چھ بنا رکھے ہیں اور چھٹا یہ کہ جو تیری پیروی نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں ۔

4۔محمد بن عبد الوھاب کے بھائی کا قتل سے خوفزدہ ہونا :

احمد زینی دحلان کہتے ہیں :

ولما طال النزاع بینه وبین اخیه خاف اخوه ان یامر بقتله فارتحل الی المدینه المنورة والّف رسالة فی الرد علیه وارسلها له فلم ینته والّف کثیر من علماء الحنابلة وغیر هم رسائل فی الرد علیه وارسلوها له فلم ینته.[2]

---

(1)الدرر السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ:39

(2)ایضا

جب سلیمان اوراس کے بھائی محمد کے درمیان اختلاف حد سے تجاوز کرگیا تو سلیمان اس خوف سے مدینہ منورہ ہجرت کرگیا کہ کہیں اس کا بھائی اس کے قتل کا حکم نہ دے دے وہاں پہ اس نے اس کی رد میں ایک رسالہ لکھا اورا سے بھیج دیا ، اسی طرح بہت سے حنبلی اور غیر حنبلی علماء نے بھی اس کی رد میں رسالے لکھے اوراسے بھجوائے لیکن کسی ایک نے بھی اسے فائدہ نہ دیا ۔

رسول خدا ﷺ کی ظہور وہابیت کی پیشگوئی

اہل سنت کی معتبر کتب کے اندر پیغمبر ﷺ سے ایسی روایات نقل کی گئی ہیں جن میں آنحضرت ﷺ نے وھابی فرقہ کے ظاہر ہونے کی طرف اشارہ فرمایا:جیسا کہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں :

ذكر النبی ﷺ ، اللهم بارک لنا فی شامنا ، اللهم بارک لنا فی يمننا قالوا:وفی نجدنا،قال اللهم بارک لنا فی شامنا، اللهم بارک لنا فی يمننا،قالوا :وفی نجدنا ، قال اللهم بارک لنا فی شامنااللهم بارک لنا فی يمننا ، قالوا يارسول الله وفی نجدنا ؟فاظنه قال فی الثالثة :هناک الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان.[1]

---

(1)کتاب الفتن ،باب 16، باب قول النبی ﷺ :الفتن من قبل المشرق.

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔ صحابہ نے عرض کی اور ہمارے نجد میں؟ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت دے، ہمیں ہمارے یمن میں برکت دے صحابہ نے عرض کی اور ہمارے نجد میں؟ میرا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ایجاد ہوں گے اور وہیں سے شیطان کی سینگ طلوع ہوگی۔[1]

اہل سنت کے بہت بڑے عالم عینی جس نے صحیح بخاری کی شرح لکھی وہ کہتے ہیں: شیطان کی شاخ سے مراد اس کا گروہ اور ٹولہ ہے۔[2]

اسی طرح بخاری نے اپنی صحیح میں ابو سعید خدری کے واسطے سے پیغمبر ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

يخرج ناس من قبل المشرق ويقرء ون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه حتى يعود السهم الى فوقه ، قيل ما سيما هم ، قال سيما هم التحليق اوقال : التسبيد.[3]

---

(1) صحیح بخاری 8:709495۔کتا بالفتن،باب16،باب قول النبی صلى الله عليه وآله و سلم:؛الفتنة من قبل المشرق،

(2) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری 7:59۔وبنجد یطلع قرن الشیطان ای ء: امتہ وحزبہ ،

(3) صحیح بخاری ج8:219۔7562۔

ترجمہ: مشرق سے کچھ لوگ قیام کریں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نہ اترے گا، یہ لوگ دین سے اسی طرح خارج ہوجائیں گے جس طرح تیر کمان سے خارج ہوتا ہے اور پھر دین کی طرف پلٹ کر نہ آئیں گے جس طرح تیر پلٹ کر نہیں آتا۔

عرض کیاگیا: ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ اپنے سر کے بال صاف کرتے ہوں گے۔

زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ اس حدیث کی طرف اشارہ کرنے کے ضمن میں لکھتے ہیں :

(ففی قولہ سیماھم التحلیق تصریح بھذہ الطائفة لانھم کانوا یامرون کل من اتبعھم ان یحلق راسہ ولم یکن ھذا الوصف لاحد من طوائف الخوارج والمبتدعة الذین کانوا قبل زمن ھئولاء)[1]

پیغمبر اکرم ﷺ کے فرمان میں اس گروہ کی آشکار ترین نشانی (سر منڈوانا) ہے اور یہ فرقہ وھابیت کی طرف واضح اشارہ ہے، اس لئے کہ یہی وہ تنہا فرقہ ہے جو اپنے پیروکاروں کو سر منڈوانے کا حکم دیتا ہے اور یہ صفت وہابیوں سے پہلے خوارج یا بدعت گزار فرقوں میں سے کسی ایک کے اندر نہیں دیکھی گئی ہے۔

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں :

---

(1)فتنة الوھابیة19

(وكان السيدعبدالرحمن الاهدل مفتی زبيد يقول :لاحاجة الى التاليف فی الرد علی الوهابية بل يكفی فی الرد عليهم قوله ﷺ سيما هم التحليق ، فانه لم يفعله احد من المبتدعة غيرهم)

مفتی منطقہ زبید سید عبدالرحمن اہدل کہا کرتے کہ وہابیوں کے عقائد کو رد کرنے کے لئے کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہی حدیث پیغمبر ﷺ جس میں اس فرقہ کی پہچان (سرمنڈوانا) بیان کی گئی ہے ان کے عقیدہ کے باطل ہونے پر کافی ہے اس لئے کہ وہابیوں کے سوا کسی بھی بدعت گزار فرقے میں یہ صفت نہیں پائی جاتی۔

(واتفق مرة ان امراة اقامت الحجة علی بن الوهاب لماكر هو ها علی اتباعهم ففعلت،امرها ابن عبد الوهاب ان تحلق راسها فقالت له حيث انک تامرالمراة بحلق راسها ينبغی لک ان تامر الرجل بحلق لحيته ، لان شعر راس المراة زينتها وشعر لحية الرجل زينته فلم يجد لها جوابا)[1]

ایک دن محمد بن عبد الوھاب نے ایک عورت کو سر کے بال منڈوانے کا حکم دیا تو اس عورت نے اس سے کہا: تو جو عورتوں کو سرمنڈوانے کا حکم دیتا ہے تو مردوں کو

---

(1)فتنة الوهابية:19

ڈاڑھی منڈوانے کا حکم دے اس لئے کہ جس طرح مرد کی زینت اس کی ڈاڑھی ہے اسی طرح عورت کی زینت اس کے سر کے بال ہیں محمد بن عبدالوھاب کوئی جواب نہ دے پایا۔

ابن تیمیہ کی عقائد کے رد میں لکھی جانے والی کتب اہل سنت

ابن تیمیہ کے ہم عصر اہل سنت کے بعض بڑے بڑے علماء نے اپنی اپنی کتب میں اس کے عقائد پر اعتراض کیا ہے اور بعض نے اس کے عقائد کی رد میں مستقل کتب تالیف کی ہیں جیسے:

تقی الدین سبکی متوفی 756ھ نے ابن تیمیہ کے عقائد کی رد میں دو کتابیں لکھیں ایک کا نام (الدرۃ المضیۃ فی الرد علی ابن تیمیہ)اوردوسری کانام (شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام)ہے۔

اس کتاب کی شرح معروف حنفی فقیہ ملا علی قاری متوفی 1014ھ مقیم مکہ نے انتہائی محققانہ انداز میں لکھی اوراس کانام (شرح شفاء السقام)رکھا۔

محمد بن ابوبکر اخنائی متوفی 763ھ نے ایک کتاب بنام (المقالۃ المرضیۃ فی الرد علی ابن تیمیہ) لکھی جس میں معتبر احادیث اور محکم ادلہ کے ساتھ ابن تیمہ کے عقائد کو رد کیا۔

جب ابن تیمیہ نے یہ کتاب پڑھی تو اس کی رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام (رداخنائی)ہے۔

شیخ الاسلام مدینہ علی بن محمد سمھودی شافعی مصری متوفی 911ھ نے ایک گرانبہا کتاب لکھی جس کا نام (وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفی)رکھا، اس نے اس کتاب میں زیارت پیغمبر، شفاعت، توسل اورآنحضرت ﷺ سے استغاثہ پر تفصیل کے ساتھ محققانہ بحث کی ہے۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ بھی علمائے اہل سنت نے ابن تیمیہ کے عقائد کی رد میں کئی ایک کتب تالیف کی ہیں جن میں سے چند ایک کی طرف اشارہ کررہے ہیں: (خیر الحجۃ فی الرد علی ابن تیمیہ فی العقائد۔ تالیف: احمد بن حسین بن جبرئیل شھاب الدین شافعی)(الدرہ المضیئة فی الرد علی ابن تیمیه)تالیف: محمد بن علی شافعی دمشقی کمال الدین معروف ابن زملکانی متوفی 727.

(دفع الشبّہ من شبّہ وتمرّد)تقی الدین ابوبکر حصنی دمشقی متوفی 829ھ کی لکھی ہوئی۔ یہ کتاب مکتبۃ الازھریۃ للتراث سے شائع ہوئی اور پھر 1418ھ میں تحقیق اور فہرست کے ساتھ (دفع الشبه عن الرسول ﷺ)کے نام سے دوبارہ شائع ہو چکی ہے۔

(الرد علی ابن تیمیه)تالیف: عیسی بن مسعود منکاتی۔

(الرد علی ابن تیمیه فی الاعتقادات)تالیف: محمد حمید الدین حنفی دمشق فرغانی (رد علی الشیخ ابن تیمیہ)تالیف: شیخ نجم الدین بن ابو الدر بغدادی

(الرد علی ابن تیمیه فی الاعتقادات)تالیف: محمد حمید الدین حنفی دمشقی فرغانی۔(رد علی الشیخ ابن تیمیہ)تالیف: شیخ نجم الدین بن ابو الدر بغدادی،

(رسالة فی الرد علی ابن تیمیه فی التجسیم والاستواء والجهة) تالیف: شیخ شہاب الدین احمد بن یحیی کلابی حلبی متوفی 733، معاصر ابن تیمیہ۔

(رسالة فی الرد علی ابن تیمیه فی مسالة حودث لااول لها) تالیف: شیخ بہاء الدین عبد الوھاب بن عبد الرحمن اخمینی شافعی معروف مصری متوفی 763ھ، یہ کتاب 1998ئ میں دار السراج عمان اردن سے سعید عبد الطیف کی تحقیق اور عبارات کی شرح کے ساتھ چھپ ہوچکی ہے۔

(رسالة فی مسئلة الزیارة فی الرد علی ابن تیمیه) تالیف: محمد بن علی مازنی (سیف الصیقل فی رد ابن تیمیه وابن قیم) تالیف: تقی الدین سبکی متوفی 756ھ یہ کتاب بھی مصر میں چھپ ہوچکی ہے۔

(شرح کلمات الصوفیه اوالردعلی ابن تیمیه) تالیف: محمود غراب۔

اس کتاب میں ابن عربی اور صوفیوں کے بارے میں ابن تیمیہ کے اقوال کو رد کیا گیا ہے۔

(فتاوی الحدیثة) تالیف: احمد شہاب الدین بن حجر ھیثمی مکی متوفی 974ھ اس کتاب کا اصلی نسخہ 1996ئ میں استنبول سے چھپ چکا ہے۔

اس کتاب کی رد میں نعمان بن محمود آلوسی بغدادی متوفی 1317ھ نے ایک کتاب بنام (جلاء العینین فی محاکمة الاحمد ین) لکھی (المقالات السنیة فی کشف ضلالات ابن تیمیة) تالیف: شیخ عبد اللہ بن محمد بن یوسف ہروی معروف حبشی مفتی ہرو (صومالیہ کا ایک منطقہ) متوفی 1328ھ۔ یہ کتاب دار المشاریع بیروت سے چوتھی بار 1998ء میں شائع ہوئی ہے۔

(نجم المهترین برجم المعتدین فی رد ابن تیمیة) تالیف: فخر بن معلم قرشی۔

ابن تیمیہ کے عقائد کی رد میں لکھی جانے والی کتب شیعہ

علامہ تہرانی نے اپنی مایہ ناز کتاب(الذریعہ)میں ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے جواب میں لکھی جانے والی علماء شیعہ کی کئی ایک کتب کا نام ذکر کیا ہے جیسے:(الانصاف فی الانتصاف لا ھل الحق من الاسراف)یہ کتاب آٹھویں صدی ہجری کے ایک عالم بزرگوار کی لکھی ہوئی ہے جو 757ھ میں مکمل ہوئی لیکن اس پر مولف کا نام درج نہیں کیا گیا ہے ۔[1]

اس کتاب کا ایک نسخہ کتابخانہ بزرگ ایران میں موجود ہے ۔[2]

(اکمال المنۃ فی نقض منہاج ا لسنۃ)تالیف: شیخ سراج الدین حسن یمانی معروف فداحسین ۔

(منہاج الشریعۃ)تالیف:دانشور مجاہد سید مھدی موسوی قزوینی متوفی 1358م (البراھین الجلیۃ فی کفر ابن تیمیۃ)تالیف :سید حسن صدر کاظمی متوفی 1354۔ (الامامۃ الکبری والخلافۃ العظمی)تالیف:سید محمد حسن قزوینی متوفی 1380۔یہ کتاب آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے ۔

اوران کی دوسری کتاب (البراھین الجلیۃ فی رفع تشکیکات الوھابیۃ)اس کتاب کا ترجمہ مولف توانمند جناب آقائے دوانی رضوان اللہ علیہ نے کیا اوراس کانام (فرقہ وھابی وپاسخ بہ شبہات آنھا)رکھا۔

تقریبا بیس 20 مستقل کتابیں علمائے شیعہ کی جانب سے ابن تیمیہ کے عقائد کی رد میں تالیف ہوچکی ہیں ۔

---

(1)(آقا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں :(لم یذکر المولف اسمہ بل ذکر فی اولہ ابن تیمیہ تعصب فی القول والخطاب فی نقضہ لمنہاج الکرامۃ وقال بالھوی المحض وھو داب المفلس العادم للجحۃ، الذاھب التایۃ عن المحجۃ ، الذریعہ 11:122

(2)(کتابخانہ آستانہ قدس رضوی مشہد،شمارہ کتاب 5643، کتاب کانہ ملی تہران شمارہ 485، کتاب خانہ ادانشکدہ حقوق تہران شمارہ 130، نقل از مجلہ تراثنا شمارہ 17:153)

فصل سوم

وہابیوں کا عملی کارنامہ

طول تاریخ میں وھابیوں کے مظالم

1۔ نجد میں وھابیوں کا قتل وغارت کرنا:

محمد بن عبدالوھاب نے مسلمانوں پر کفر، شرک اور بدعت کی تہمت لگاکر عرب بادیہ نشینوں کو ان کے خلاف جہاد پر اکسایا اور محمد بن سعود کی مدد سے لشکر آمادہ کیا جس نے مسلمانوں کے شہروں اور دیہاتوں پر حملے کر کے لوگوں کا قتل عام کیا اور ان کے اموال کو جنگی غنیمت کے نام پر غارت کیا۔[1]

اس فصل میں نجد کے علاقہ میں اور ریاض کے اطراف میں وھابیوں کے ظالمانہ قتل عام کے چند نمونوں کی طرف اشارہ کریں گے۔

---

(1)تاریخ نجد:95فصل سوم غزوات، تاریخ آل سعود1:31؛تاریخچہ نقد وبررسی وھابی ھا:13۔76

الف۔ مسلمانوں کا قتل عام، درختونکا کاٹنا اوردکانوں کی لوٹ مار:

مورخ آل سعود ابن بشرعثمان بن عبداللہ نے نجد کے علاقہ میں آغاز دعوت وھابیت اورشرک کے اتہام میں بے گناہ لوگوں کے قتل عام کے بارے میں لکھا ہے۔

عبدالعزیز ایک گروہ کے ہمراہ اہل ثادق سے جہاد کے قصد سے نکلا، وہاں کا محاصرہ کیا کچھ نخلستانوں کو قطع کیا اوران کے کچھ افراد کو قتل کردیا ،[1]

اس کے بعد عبدالعزیز جہادکی نیت سے(خرج)کی طرف چلا اورمنطقہ دلم میں آٹھ8مردوں کوقتل کیا، مال سے بھری دکانوں کولوٹا اورپھر سرزمین لعجان ، ثرمدا، دلم اورخرج کی طرف بڑھا ، کچھ لوگوں کو قتل کیا اوربہت زیادہ تعداد میں اونٹ غنیمت کے طورپر لے گئے۔[2]

---

(1)سار عبد العزیز رحمۃ اللہ غازیا بجمیع المسلمین وقصد بلد ثادق ونازلھم وحاصر ھم ووقع بینھم قتال وقطع شیئا من نخیلھم فاقام علی ذلک ایاما، وقتل من اھل البلد ثمانیۃرجال ،وقتل من المسلمین ثمانیۃ رجال عنوان المجد :34

(2)غذا عبدالعزیز الی الخرج فاوقع باھل الدلم وقتل من اھلھا ثمانیۃ رجال ونھبوا بھادکاکین فیھااموال ، ثم اغاروا علی اھل بلد نفجان وقتلواعودۃ بن علی ورجع الی وطنہ، ثم بعد ایام سارعبدالعزیز بجیوشہ الی بلد (ثرمدا)وقتل من اھلھا اربعۃ رجال واصیب من الغزومبارک بن مزروع ، ثم ان عبدالعزیز کرراجعا وقصد (الدولم) و (الخرج)فقاتل اھلھا وقتل من فزعھم سبعۃ رجال وغنم علیھم ابلاکثیرا عنوان المجد :43

ب۔ کھیتوں کو آگ لگانا:

ابن بشر آگے چل کر لکھتا ہے:

عبدالعزیز جہاد کے قصد سے (منفوحہ) میں داخل ہوا، ان کے کھیتوں کو آگ لگادی اور بہت زیادہ مقدار میں جواہرات، گوسفند اور اونٹ غنیمت بنائے اور دس افراد کو بھی قتل کردیا۔[1]

ج۔ حاملہ عورتوں کے بچوں کا ساقط ہونا: لشکر عبدالعزیز رات کے وقت منطقہ (حرمہ) میں داخل ہوا اور عبداللہ بن عبدالعزیز کے فرمان پر طلوع فجر کے بعد توپچیوں نے ایک ساتھ ملکر شہر کی طرف گولہ باری شروع کی، گولہ باری کی خوفناک آواز سے شہر پر لرزہ طاری ہوگیا یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے حمل ساقط اور لوگ وحشت زدہ ہوگئے، شہر کا محاصرہ کرلیا گیا لوگ نہ تو مقابلے کی توان رکھ سکتے تھے اور نہ ہی فرار کا کوئی امکان تھا۔[2]

د۔ اہل ریاض کا بھوک اور پیاس سے مرجانا:

ابن بشر ریاض پر وہابیوں کے حملے کے بارے میں لکھتا ہے:

---

(1)غذاعبدالعزیز منفوحة واشعل فی زروعهاالنار؟!واخذکثیرا من حللهم وغنم منهم ابلاکثیراوقتل من الاعراب عشرة رجال عنوان المجد:43.

(2)اتوابلاد حرمة فی اللیل وهم هاجعون ...فلماانفجر الصبح امرعبدالله علی صاحب بندق یثورها فثوروالبنادق دفعة واحدة فارتجت البلد باهلها وسقط بعض الحوامل، ففزعواواذاالبلاد قدضبطت علیهم ولیس لهم قدرة ولامخرج عنوان المجد:67.

ففراهل الرياض فی ساقته الرجال والنساء والاطفال لایلوی احد علی احد ، هربوا علی وجوههم الی البرية فی السهباء قاصدین الخروج وذلک فی فصل الصیف ، فهلک منهم خلق کثیرجوعا وعطشا.

اہل ریاض نے جیسے ہی لشکر وھابیت کے حملے کی خبر سنی تو مرد، عورتیں اور بچے سب صحرا کی طرف بھاگ نکلے لیکن چونکہ گرمی کا موسم تھا لہٰذا بہت زیادہ لوگ بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہی جان دے بیٹھے ۔[1]

ھ۔بھاگ نکلنے والوں کو قتل کرنا:

ابن بشر مزید لکھتا ہے:

فلمادخل عبدالعزیزالریاض وجدها خالیة من اهلها الاقلیلافساروافی اثرهم یقتلون ویغنمون ، ثم ان عبدالعزیز جعل فی البیوت ضبّاطاً یحفظون ما فیها و حاز جمیع ما فی البلد من الاموال والسلاح والطعام والامتاع وغیرذلک وملک بیوتها ونخیلها الاقلیلا.[2]

جب عبدالعزیز ریاض میں داخل ہوا تو دیکھا کہ بہت کم لوگ شہر میں باقی بچے ہیں تو اس وقت اس نے بھاگ جانے والوں کا پیچھا کرکے کچھ لوگوں کو قتل

---

(1)عنوان المجد:60 (2)حوالہ

کردیا اوران کے پاس جو مال تھا اسے غنیمت بنالیا۔

اورسپاہیوں کو حکم دیا کہ خالی گھروں کا خیال رکھیں اورتمام اموال اسلحہ، کھانے پینے کی اشیاء اورگھریلو استعمال کی چیزوں کو غنیمت کے طور پر جمع کیا اوراکثر گھروں اور کھجور کے باغات پر قبضہ جمالیا۔ (1)

و۔ موذن کو پیغمبر ﷺ پردرود بھیجنے کے جرم میں قتل کردینا:

زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ لکھتے ہیں :

ویمنعون من الصلاۃ علیه ﷺ علی المنابر ، بعد الاذان ، حتی ان رجلاصالحا کان اعمی ، وکان موذنا وصلی علی النبی ﷺ بعد الاذان ، بعد ان کان المنع منهم ، فاتو ابه الی ابن عبدالوهاب فامربه ان یقتل فقتل ، ولو تتبعت لک ماکانوایفعلونه من امثال ذلک،لملات الدفاتر والاوراق ، وفی هذا القدرکفایة والله سبحانه وتعالی اعلم،

وہابی منبروں پراور اذان کے بعد پیغمبر ﷺ پردرود بھیجنے سے منع کیا کرتے ایک دن نابینا موذن نے اذان کے بعد رسول خدا ﷺ پرصلوات پڑھی تو اسے محمد بن عبدالوھاب کے پاس پیش کیا گیا، اس نے اس نابینا شخص کو پیغمبر ﷺ پرصلوات بھیجنے کے جرم میں قتل کا حکم سنادیا۔

---

(1)عنوان المجد:60

زینی دحلان مزید لکھتے ہیں :

اگر وہابیوں کے ایسے قبیح اعمال کو لکھنا چاہیں تو کتابیں بھر جائینگی ۔[1]

جب کہ پیغمبر ﷺ کی ذات گرامی پردرود بھیجنے پر نص قرآن اوردستور الہی موجود ہے خداوندمتعال فرماتا ہے :

(ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنواصلواعلیہ وسلموا تسلیما)[2]

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول ﷺ پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبان ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو ۔

اس آیت شریفہ میں آنحضرت پردرود بھیجنے کے لئے کسی قسم کے زمان یا مکان کی کوئی قید نہیں لگائی گئی یعنی کسی بھی وقت اور کہیں بھی پیغمبر پردرود بھیجا جاسکتا ہے ۔

2۔کربلا کے شیعوں کا مظلومانہ قتل:

1316ھ میں کربلائے معلی میں وہابیوں کے قتل عام نے تاریخ کے اوراق کو سیاہ کردیا جس سے ہر مطالعہ کرنے والے کا دل کانپ اٹھتا ہے ۔

ڈاکٹر منیر عجلانی لکھتے ہیں :

دخل اثنی عشرالف جندی ولم یکن فی البلد ة الاعدۃ قلیل من الرجال المستضعفین لان رجال کربلاء کانوا قد خرجوا یوم

---

(1)فتنۃ الوھابیۃ:20

(2) سورہ احزاب:56

ذلک الی النجف الاشرف لزیارت قبرالامام امیرالمومنین یوم الغدیر ،فقتل الوهابیون کل من وجدوهم ، فقدرعددالضحایافی یوم واحدبثلاثة آلاف ، وامااالسلب فکان فوق الوصف ویقال ان مائتی بعیرحملت فوق طاقتها بالمنهوبات الثمینة۔ [1]

بارہ ہزار وھابی فوجی سعودبن عبدالعزیز کی سپہ سالاری میں کربلامیں وارد ہوئے جب کہ کربلاکے اکثر لوگ اس دن عید غدیر کی مناسبت سے امیرالمومنین علیہ السلام کی زیارت کے لئے نجف اشرف گئے ہوئے تھے اوربہت ہی کم بوڑھے اورناتوان لوگ باقی رہ گئے تھے انہوں نے جس کسی کو وہاں پایا قتل کیا یہاں تک کہ اس دن مارے جانے والوں کی تعدادتین ہزار پانچ ہزار پہنچ گئی اور دوسو اونٹ ایسے قیمتی مال سے لادکر لے گئے جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

محمد قاری غروی تاریخ نجف میں مجموعہ شیخ خضر سے نقل کرتے ہیں :

وہابیوں نے حبیب ابن مظاہر کی قبر کے لکڑی سے بنے ہوئے صندوق کو توڑا اورروضہ کے قبلہ کی جانب والے صحن میں اسی سے قہوہ بنایا ، انہوں نے حسین کی قبرشریف کے صندوق کو بھی توڑنا چاہا لیکن چونکہ اس کے اردگرد لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں لہذا اسے توڑنے میں کامیاب نہ ہوسکے ۔ [2]

---

(1)تاریخ العربیہ السعودیہ :126.

(2)نزھۃ الغری فی تاریخ النجف الغری السری:52.

نجد کا وھابی مورخ شیخ عثمان بن بشر لکھتا ہے :

(سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی قبر کے) گنبد کو ویران کیا اور قبر کا صندوق جس میں یاقوت ، زمرد اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اٹھا کر لے گئے اور شہر میں جتنا مال ، اسلحہ ، لباس ، فرش ، سونا ، چاندی اور قرآن کے عمدہ نسخے ملے لوٹ لئے اور ظہر سے پہلے شہر کو ترک کر گئے ۔[1]

صلاح الدین وھابی لکھتا ہے :

1216ھج میں امیر سعود نجد ، جنوبی قبائل ، حجاز اور دوسرے علاقوں کے افراد پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر لیکر عراق کے قصد سے چلا ، ذیعقدہ کے مہینہ میں کربلا پہنچا اس نے شہر کے تمام برج خراب کردیئے ، گلیوں اور بازاروں میں جتنے لوگ موجود تھے سب کو قتل کردیا اور ظہر سے پہلے بہت زیادہ مال غنیمت جمع کر کے شہر سے خارج ہو گیا۔

مال غنیمت کا پانچواں حصہ خود امیر سعود نے لیا اور باقی مال میں سے ہر پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دو حصے تقسیم کئے ۔[2]

شیخ عثمان نجدی لکھتا ہے :

وہابی ایسی حالت میں کربلا میں وارد ہوئے کہ وہاں کے لوگ غافل تھے بہت

---

(1)عنوان المجد فی تاریخ نجد 1:121

(2)تاریخ مملکۃ السعودیۃ 3:73

سے لوگوں کو گلی کوچوں ، بازاروں اورگھروں میں قتل کیا، قبرحسین علیہ السلام کوویران کردیا اورقبہ میں جوکچھ تھا اسے غارت کیا اورشہر کے اندر جتنا مال ، اسلحہ ، لباس ، فرش ، سونا، چاندی اورقرآن کے نفیس نسخے ملے اٹھاکرلے گئے ، ظہر کے نزدیک جب اہل کربلا میں سے دوہزار کے قریب لوگ مارے جاچکے تھے شہر کوترک کرگئے ۔[1]

بعض نے لکھا ہے کہ وہابیوں نے ایک ہی رات میں بیس 20ہزار افراد کو قتل کیا۔[2]

مرزاابوطالب اصفہانی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں :

لندن سے واپسی پر کربلاونجف سے گزرتے وقت میں نے دیکھا کہ پچیس 25 ہزار وہابی کربلامیں وارد ہوئے اور(اقتلوا المشرکین واذ بحوا الکافرین)مشرکوں کوقتل کرڈالو اور کافروں کوذبح کردو۔

کی فریادبلندکررہے تھے ، انہوں نے پانچ ہزار لوگوں کوقتل کیا اورزخمی ہونے والوں کی کوئی تعداد نہ تھی ، حرم امام حسین علیہ السلام کا صحن مبارک لاشوں سے بھرگیااورسربریدہ لاشوں سے خون جاری تھا ۔

گیارہ ماہ بعددوبارہ کربلاگیاتودیکھاکہ لوگ اس دل خراش حادثہ کونقل کرکے گریہ کررہے ہیں جس کے سننے سے بدن کانپ اٹھتاتھا ۔[3]

---

(1)عنوان المجدفی تاریخ نجد1:121، حوادث سال ، 1216ھ

(2)تاریخچہ نقدوبررسی وھابی ھا:162

(3)مسیرطالبی:408

3۔ نجف اشرف پر حملہ:

عراق پروہابیوں کے حملے 1214ھج ہی سے شروع ہو چکے تھے چونکہ اسی سال انہوں نے نجف اشرف پر حملہ کیا لیکن خزاعل کے عربوںنے انکاراستہ روکا اوران میں سے تین 3سوافراد کوقتل کرڈالا،۔1315ھ میں پھر ایک گروہ حضرت علی کے روضہ کو گرانے کی خاطر نجف اشرف روانہ ہوا لیکن راستے میں موجودیہاتیوں سے ٹکراؤ میں شکست کھا گیا۔[2]

تقریبا دس سال تک کربلا اور نجف اشرف پر کئی بار شدید حملے کئے ۔[3]

1216ھ میں وہابی لشکر اہل کربلا کے مظلومانہ قتل عام اورروضہ امام حسین علیہ السلام کی بے حرمتی کے بعد سیدھا نجف اشرف کی طرف بڑھا لیکن نجف کے لوگ کربلا میں ہونے والے قتل وغارت سے باخبر ہو چکے تھے لہٰذا دفاع کے لئے تیار ہو گئے یہاں تک کہ عورتیں گھروں سے باہر نکل آئیں اوراپنے مردوں کو دفاع کرنے پر تشویق دلانے لگیں تاکہ وہابیوں کے قتل وکشتار کانشانہ نہ بنیں ،جس کے نتیجہ میں وہابی لشکر نجف اشرف میں داخل نہ ہوسکا ۔[4]

1220ھ یا 1221ھ وہابیوں نے سعودکی قیادت میں دوبارہ نجف اشرف

---

(1)وہابیان :337

(2)ماضی النجف و الحاضرھا1:325.

(3)تاریخ المملکۃ السعودیۃ ا:92(4)ماضی النجف وحاضرھا 1:325

پر حملہ کیا لیکن چونکہ شہر برجوں پر مشتمل تھا اور باہر سے دفاع کے لئے خندق کھودی ہوئی تھی علاوہ ازیں دو سو کے قریب طالب علم اور عام افراد شیخ جعفر نجفی (کاشف الغطائ) کی قیادت میں دن رات شہر کے دفاع میں مشغول رہے، شیخ کاشف الغطاء خود مرجع اعلم اور انتہائی بہادر انسان تھے جس کی وجہ سے وہابی کچھ حاصل نہ کرپائے.

شیخ جعفر کاشف الغطاء کا گھر اسلحہ کا انبار بنا ہوا تھا اور انہوں نے شہر کے ہر دروازہ اور ہر برج پر کچھ طالبعلموں اور دوسرے افراد کو دفاع کے لئے تیار کر رکھا تھا۔

شیخ حسین نجف، شیخ خضر شلال، سید جواد عاملی صاحب مفتاح الکرامۃ، اور شیخ مھدی جیسی عظیم شخصیات شہر کا دفاع کرنے والے علماء میں موجود تھی۔

اس حملہ میں وہابی لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی لیکن نجف اشرف کے لوگوں نے انہیں سر سخت کوشش کے باوجود شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔

ایک دن بعض وہابی سپاہی شہر کی دیوار پر چڑھے اور نزدیک تھا کہ شہر کو کنٹرول میں لے لیں لیکن دفاع کرنے والے مسلح افراد سے آمنا سامنا ہوا اور مجبور ہو کر واپس پلٹ گئے، محاصرہ نجف کے دوران چونکہ دفاع کرنے والے لوگ برجوں اور شہر کی دیوار کے اوپر سے وہابی لشکر کو نشانہ بنا رہے تھے لہذا ان کے سات سو افراد کو قتل کردینے میں کامیاب ہوئے، سرانجام سعود اپنی بچ جانے والی فوج کو لیکر نجف اشرف سے ناامید واپس پلٹ گیا۔

اہل نجف نے لشکر سعود کے پہنچنے سے پہلے ہی خزانہ امیرالمومنین علیہ السلام کو بغداد اور وہاں سے کاظمین منتقل کرکے وہاں پہ امانت کے طور پر رکھ دیا یوں خزانہ اس وحشی غارتگر قوم کے ہاتھ لگنے سے محفوظ رہ گیا۔

نجدی مورخ ابن بشر تاریخ نجد میں سعود کے نجف اشرف پر حملہ کے بارے میں لکھتا ہے :

1220ھ میں سعود نجد اور اس کے نواح سے ایک بہت بڑا لشکر لے کر عراق کے مشہور شہر (نجف اشرف) پہنچا ، سپاہ اسلام (وہابیوں) کو شہر کے اطراف میں پھیلا دیا اور شہر کے برج و دیوار کو خراب کرنے کا حکم دیا ۔

جیسے ہی اس کے ساتھی شہر کے نزدیک پہنچے تو بہت گہری اور چوڑی خندق کو پایا جس سے عبور نہ کر سکے ، فریقین کے درمیان ہونے والی اس جنگ میں شہر کے برجوں اور دیوار سے ہونے والی گولہ باری کے اثر میں مسلمانوں (وہابیوں) کے کچھ لوگ مارے گئے جس کی وجہ سے انہوں نے شہر سے عقب نشینی کی اور گرد و نواح کو لوٹ مار کا شکار بنایا ۔[1]

اگلے سال 1222ھ میں پھر سعود نے بیس 20 ہزار کا لشکر لیکر نجف اشرف پر حملہ کردیا لیکن جب دیکھا کہ لوگ کاشف الغطاء کی قیادت میں توپوں اور بندوقوں سے دفاع کے لئے آمادہ ہیں تو نجف کو چھوڑ کر حلہ کا رخ کرلیا ۔[2]

---

(1) عنوان المجد فی تاریخ نجد 1:137.

(2) مفتاح الکرامۃ 5:512 محقق توانمند علی دوانی کا کتاب فرقہ وہابی ، سید محمد حسن قزوین کے شروع میں مقدمہ ملاحظہ فرمائیں ۔

4۔مکہ مکرمہ میں بزرگان دین کے آثار کو ویران کرنا:

وہابیوں نے 1218ھ میں مکہ مکرمہ پر مسلط ہونے کے بعد بزرگان دین کے تمام آثار کو ویران کردیا ۔(معلی)میں محل ولادت پیغمبر اکرم ﷺ کے قبہ اوراسی طرح حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ، حضرت خدیجہ (سلام اللہ علیہا)اوریہاں تک کہ ابوبکر کے محل ولادت کو بھی ویران کرکے سطح زمین کے برابر کردیا.

خانہ کعبہ کے اردگرداورزمزم کے اوپر جتنے آثار موجود تھے سب کو خراب کردیا اورجن جن علاقوں میں قابض ہوتے جاتے وہاں پہ صالحین کے آثار کو نابود کرتے جاتے اورپھر خراب کرتے وقت طبل ، رقص اورموسیقی کا اہتمام کرتے ۔[1]

اہل سنت کویت کے بہت بڑے عالم رفاعی وہابی علماء کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :(رضیتم ولم تعارضواهدم بيت السيد ة خديجة الكبرى ام المومنين والحبيبة الاولى لرسول رب العالمين صلى الله عليه وآله المكان الذى هومهبط الوحى الاول عليه من رب العزة والجلال وسكتم على هذاالهدم راضين ان يكون المكان بعد هدمه دورات مياه وبيوت خلاء وميضات ، فاين الخوف من الله ؟واين الحياء من وسوله الكريم عليه الصلاة والسلام ۔[2]

---

(1)کشف الارتیاب :27نقل از تاریخ جبرتی.

(2)نصيحة لاخوانناعلماء نجد:59تالیف :یوسف بن السید ہاشم الرفاعی ہمراہ مقدمہ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی۔

حبیبہ اول رسول خدا ﷺ ام المومنین حضرت خدیجہ کا گھر ویران ہوتا رہا اور تم دیکھتے رہے کوئی عکس العمل انجام نہ دیا جبکہ وہ وحی قرآنی کے نزول کا محل تھا ان مظالم کے سامنے خاموشی اختیار کرکے تم اس پر راضی رہے کہ اس مقدس مکان کو بیت الخلاء بنادیا جائے ،پس کہاں ہے تمہارا خوف خدا ؟اور کہاں ہے تمہارا پیغمبر سے حیا؟

رفاعی مزید لکھتے ہیں :رسول گرامی اسلام ﷺ کے محل ولادت کو ویران کرکے حیوانوں کی خرید وفروش کی جگہ میں تبدیلی کردیا یہاں تک کہ نیک اور مخیر حضرات نے وہابیوں کے چنگل سے نکال کر اسے کتابخانہ میں تبدیل کردیا ...

ان آخری سالوں میں تم وہابیوں نے تہدید وانتقام کے ذریعہ سے اپنی ناپاک نیتوں کو عملی جامہ پہنانے کا پکا ارادہ کررکھا ہے اوررسول خدا ﷺ کے محل ولادت کو نابود کرنے کی پوری پوری کوشش کی یہاں تک کہ سعودی عرب کے بڑے بڑے علماء سے اس مقدس مکان کوویران کرنے کی اجازت بھی لے لی لیکن شاہ فہد نے اس کے برے اثرات کو بھانپ لیا اوراس قبیح عمل سے روک دیا ۔

یہ کیسی بے احترامی ہے جس کو انجام دے رہے ہو ؟ !

اور یہ کیسی بے وفائی ہے جو پیغمبر ﷺ کے حق میں روا رکھے ہوئے ہو۔ ؟!

جب کہ خداوند متعال نے آنحضرت ﷺ کو ہمیں آپ اور ہمارے آبائو اجداد کو شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور اسلام کی طرف ہدایت کا وسیلہ قرار دیا۔

آگاہ ہوجائو! جب پیغمبر ﷺ وسلم کے پاس حوض کوثر پر پہنچو گے تو سوا بے حیائی کے تمہیں کچھ نصیب نہ ہوگا اور یہ بھی یقین کرلو کہ نبی مکرم ﷺ کے مقدس آثار کو نابود کرنے کی شقاوت کا نتیجہ دیکھ لوگے جس کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی ناراضگی کا باعث بنے ہو۔ (1)

رفاعی ایک اور مقام پر لکھتا ہے :

صحابہ ، امہات المومنین اور اہل بیت کی قبور کے آثار کو نابود کیا ، مادر گرامی رسول اکرم ﷺ آمنہ بنت وہب کی قبر مبارک پر پٹرول چھڑک کر اسے آگ لگا کر اس کا اثر تک باقی نہ چھوڑا۔ (2)

---

(1)(حاولتم ولازلتم تحاولون وجعلتم دابکم ھدم البقعة الباقیة من آثاررسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه واله وسلم الا وھی البقعة الشریفة التی ولد فیھا)،التی ھدمت ، ثم جعلت سوقا للبھائم ، ثم حولھا بالحیلةالصالحون الی مکتبة ھی (مکتبة مکة المکرمة) فصرتم یرمون المکان بعیون الشروالتھدید والانتقام ، وتتربصون به الدوائروطالبتم صراحة بھدمه واستعد یتم السلطة وحرضتموھا علی ذلک بعد اتخاذ قراربذلک من ھیئة کبار علمائکم قبل سنوات قلیلة (وعندی شریط صریح بذلک)غیران خادم الحرمین الشریفین الملک فھد العاقل الحکیم العارف بالعواقب تجاھل طلبکم وجمده

فیاسوء الادب وقلة الوفاء لھذا لنبی الکریم الذی اخرجنااللہ به ایاکم والاجداد من الظلمات الی النور !ویاقلة الحیاء من یوم الورود علی حوضه الشریف !ویابوس وشقاء فرقة تکره نبیھا سواء بالقول اوبالعمل وتحقره وتسعی لمحواثاره!نصیحة لاخواننا علماء نجد 60.

(2)ھد متم قبور الصحابة وامھات المومنین وآل بیت الکرام رضی اللہ عنھم وترکتموھا قاعا صفصفا وشواھدا حجارة مبعثرة لایعلم ولایعرف قبر ھذا من ھذا،بل وسکب علی بعضھا البنزین فلاحول ولاقوة الاباللہ ، ثم ذکر فی الھامش ، قبرالسیدة آمنه بنت وھب ام الحبیب المصطفی نبی ھذه الامة ﷺ 38 نصیحة لاخواننا علماء نجد :

5۔بڑے بڑے کتب خانوں کوآگ لگانا:

افسوس ناک ترین کام جو وہابیوں نے انجام دیا جس کے بدترین آثار اب بھی باقی ہیں وہ ایک عظیم کتاب خانہ (المکتبۃ العربیۃ)کو آگ لگانا تھا جس میں ساٹھ60ہزار سے زیادہ انتہائی قیمتی اورکم نظیر کتب موجود تھیں اس کے علاوہ چالس 40ہزار خطی نسخے ایسے تھے جو کہیں اورموجود نہ تھے جن میں زمانہ جاہلیت ،یہود، کفار قریش اوراسی طرح علی علیہ السلام ، ابوبکر، عمر، خالدبن ولید، طارق بن زیاداوربعض دیگر اصحاب پیغمبر ﷺ کے خطی آثار اورعبداللہ بن مسعود کے ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن مجید تھا۔

اسی طرح اس کتاب خانہ میں رسول خدا ﷺ کا مختلف قسموں کا اسلحہ اورظہور اسلام کے وقت پرستش کئے جانے والے بت مانند لات، عزی، مناۃ، اورہبل موجود تھے۔

(ناصر السعید)نے ایک مورخ کے قول کو نقل کیا ہے کہ جب وہابی نے جب قابض ہوئے تو انہوںنے یہ بہانہ بناکر اس کتاب خانہ کو راکھ کردیا کہ اس کے اندرکفریات موجودہیں۔ (1)

6۔مدنیہ منورہ پرقبضہ:

سعودنے1220ھ یا1221ھمیں مدینہ منورہ پرحملہ کیا اورڈیڑھ سال کے محاصرہ کے بعد سرانجام اس شہر مقدس پرقبضہ کرلیا روضہ رسول ﷺ میں موجودتمام قیمتی اشیاء کو لوٹ لیافقط مسلمانوں کے خوف سے قبر مقدس پیغمبر ﷺ پرتجاوز کرنے سے پرہیزکیا۔

انہوں نے الماس، یاقوت اورگرانبہاجواہرات سے بھرے چارصندوق غنیمت بنائے جن میں زمرد سے بنے ایسے چار شمعدان تھےجن میں شمع کے بجائے الماس کے دمکتے ہوئے ٹکڑے رکھے جاتے اورایک سو شمشیرجن کے غلاف خالص سونا اورالماس ویاقوت سے اوردستے زمرد سے مرصع تھے جن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایاجاسکتا۔ (2)

---

(1)تاریخ آل سعود،1:158کشف الارتیاب:55،187و324 اعیان الشیعہ 2:7،

الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم 1:81آل سعود من این الی این:47.

(2)فرقہ وھابی وپاسخ بہ شبہات آنھا۔مقدمہ علی دوانی:40.

دولت عثمانی میں نیوی کالج کے انچارج میجر (ایوب صبری) لکھتے ہیں : سعود
بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ پر قبضہ کے بعد تمام اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور مسجد کے تمام دروازے بند کرکے اپنی تقریر کا آغاز یوں کیا :

اے اہل مدینہ !اس آیت شریفہ (الیوم اکملت لکم دینکم) آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کردیا) کے مطابق آج تم لوگ نعمت اسلام سے مشرف ہوئے ہو، خدا تم سے راضی اور خوشنود ہوگیا ۔

اپنے بڑوں کے باطل ادیان کو ترک کردو اور ہرگز انہیں نیکی سے یاد نہ کرنا ، ان کے لئے طلب رحمت کی دعا سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ سب شرک پر مرے ہیں ۔ [1]

7۔مکہ مکرمہ اورطائف میں قبروں کاویران کرنا:

ایک بارپھر 1343ھجری میں وہابیوں نے عبداللہ بن عباس ،جناب عبدالمطلب،جناب ابوطالب اورزوجہ پیغمبر ﷺ حضرت خدیجہ کی قبوراورطائف کی دیگر قبور کے اوپر بنی ہوئی عمارات ، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا محل ولادت اورمکہ مکرمہ کے اندر موجود تمام شعائر اسلامی کو ویران کرڈالا۔ [2]

8۔جنت البقیع میں ائمہ علیہم السلام کی قبروں کو خراب کرنا:

1344ہجری میں وہابیوں نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کے بعد مدینہ منورہ کارخ کیا ،
شہرکا محاصرہ کیا اورجنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ کرلیا ، جنت البقیع میں آئمہ علیہم

---

(1)تاریخ وھابیان :107، تاریخ الوھابیة:126طبع مصر.

(2)کتاب فرقہ وہابی پرعلامہ دوانی کا مقدمہ :55.

السلام کی قبور اوراسی طرح باقی قبروںمانند قبرابراھیم فرزند پیغمبر ﷺ ، ازواج آنحضرت کی قبور، قبرحضرت ام البنین مادرحضرت عباس، قبہ جناب عبداللہ والد گرامی رسول خدا ﷺ ، قبہ اسماعیل بن جعفرصادق علیہ السلام اور تمام اصحاب وتابعین کی قبورپرموجود قبوں کوخراب کرڈالا۔[1]

اسی طرح مدینہ منورہ میں امام حسن اورامام حسین علیہما السلام کے محل ولادت، شہدائے بدرکی قبورنیزبیت الاحزان جسے حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے تعمیر کروایا تھا اسے بھی ویران کردیا۔[2]

---

(1)کتاب فرقہ وہابی، مقدمہ دوانی:56

(2)مرکز اطلاع رسانی اسناد انقلاب اسلامی www.irdc.ir

9۔ اہل طائف کا قتل عام:

بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہابیوں نے فقط شیعہ آبادی کے علاقوں کو تاراج کیا جب کہ حجاز اور شام میں ان کے کارناموں کا مشاہدہ کرنے سے روشن ہوجاتا ہے کہ اہل سنت آبادی کے علاقے بھی ان کے حملات سے محفوظ نہ رہ سکے۔

زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ لکھتے ہیں :

(ولما ملكواالطائف فى الذيقعدة سنة 1217، الف ومائتين وسبعة عشرقتلوا الكبير والصغير والمامور والامر ولم ينج الامن طال عمره ، وكانوايذبحون الصغير على صدرامه ونهبوا الاموال وسبواالنساء [1]

1217 ہجری میں جب وہابیوں نے طائف پر قبضہ کیا تو چھوٹے، بڑے، سردار و غلام سب کو قتل کرڈالا، بوڑھے افراد کے علاوہ کوئی ان کے ہاتھوں سے نجات نہ پاسکا، یہاں تک ماؤں کی آغوش میں ان کے شیر خوار بچوں کے سر تن سے جدا کردیئے، لوگونکا مال لوٹا اور عورتوں کو قیدی بنالیا۔

حنفی مورخ جبرتی لکھتے ہیں :

(وفى اواخر سنة 1217 اغارالوهابيون على الحجاز ، فلماقاربواالطائف خرج اليهم الشريف غالب فهذموه ، فرجع الى الطائف واحرقت داره وهرب الى مكة ، فحاربوا الطائف ثلاثة ايام حتى دخلوهاعنوة ، وقتلو االرجال واسرواالنساء والاطفال ، وهذا دابهم فى من يحاربهم ، وهدمواقبة ابن عباس فى الطائف)[2]

1217 ہجری میں وہابیوں نے حجاز پر دھاوا بولا جب طائف کے قریب پہنچے تو حاکم طائف شری غالب ان کا مقابلہ کرنے کے لئے شہر سے باہر نکل آیا لیکن جب شکست ہوئی تو وہ شہر واپس پلٹ گیا انہوں نے اس کے گھر کو نذر آتش کردیا جب کہ وہ خود مکہ بھاگ گیا اس کے بعد تین دن تک اہل طائف سے جنگ

---

(1) الدرر السنیۃ:45.

(2) عجائب الآثار، 2:554، اخبار الحجاز، غالب محمد ادیب، تاریخ جبرتی:93

کی ان کے مردونکوقتل کردیا عورتوں اور بچوں کوقیدی بنالیاوہابیوں کا طریقہ کارہرجگہ یہی تھا اورطائف میں عبداللہ بن عباس کی قبر کوبھی ویران کردیا ۔

عراق کے ایک سنی عالم جمیل صدقی زہاوی طائف پروہابیوں کے حملہ کے بارے میں لکھتے ہیں : وہابیونکے بدترین کارناموں میں سے ایک 1217ہجری میں اہل طائف کاقتل عام کرنا ہے ،جہاں کسی چھوٹے بڑے پررحم نہ کیا ، شیر خوار بچونکوان کی مائوں کی گود میں ذبح کیا، کچھ لوگ قرآن مجیدحفظ کرنے میں مشغول تھے ان کوقتل کردیایہاں تک کہ کچھ کوتوحالت نمازمیں ہی مارڈالااوران کے پاس موجودقرآن مجید، صحیح بخاری، صحیح مسلم اوردیگر حدیثی وفقہی کتب کو اٹھاکر گلیوں اوربازاروں میں پھینک کرپائوں سے روندڈالا۔[1]

---

(1)(ومن اعظم قبائح الوهابية اتباع ابن عبدالوهاب قتلهم الناس حين دخلوا الطائف قتلاعاماحتى استاصلوا الكبيروالصغير ، واودوبالماموروالامير، والشريف والوضيع ، وصاروايذبحون على صدرالام طفلهاالرضيع،ووجدوا جماعة يتدارسون القرآن فقتلوهم عن آخرهم ، ولماابادوامن فى البيوت جميعاخرجواالى الحودانيت والمساجد وقتلوا من فيها وقتلواالرجل فى المسجد وهوراكع اوساجد ، حتى افنواالمسلمين فى ذلک البلد ولم يبقى فيه الاقدرنيف وعشرين رجلاتمنعوا فى بيت الفتنى بالرصاص ان يصلوهم وجماعة فى بيت الفعر قدرالمئتانى وسبعين قاتلوهم يومهم ثم قاتلوهم فى اليوم الثانى والثالث حتى راسلوهم بالامان مكراوخديعة فلمادخلوا عليهم واخذوامنهم السلاح قتلوهم جميعا ، واخرجواغيرهم ايضا، بالامان والعهود الى وادى (وج)وتركوهم هناک فى البرد والثلج حفاة عراة مكشوفى السوات ، هم ونسائوهم من مخدرات المسلمين ونهبواالاموال والنقود والاثاث ، وطرحوا الكتب على البطاح وفى الازقة والاسواق تعصف بهاالرياح ، وكان فيهاكثير من المصاحف ومن نسخ البخارى ومسلم وبقية كتب الحديث والفقه وغيرذلک تبلغ الوفامولفة فمكثت هذا الكتب اياماوهم بطئوونها بارجلهم ولايستطيع احد ان يرفع منها ورقة ، ثم اخربوالبيوت وجعلوها قاعاصفصفاوكان ذلک سنة 1217، (3)

وہابیوں نے اہل طائف کے قتل عام کے بعد مکہ مکرمہ کے علماء کو ایک خط لکھا جس میں انہیں اپنے دین کی دعوت دی اہل مکہ خانہ کعبہ کے پاس جمع ہوئے تاکہ وہابیوں کے نامے کا جواب دیں لیکن اچانک دیکھا کہ اہل طائف کا ایک ستم دیدہ گروہ مسجد الحرام میں داخل ہوا اور اپنے اوپر ہونے والے مظالم کو بیان کیا، جس سے لوگ اس قدر وحشت زدہ ہوگئے کہ گویا قیامت برپا ہوگئی ہو۔

اس وقت مکہ مکرمہ اور حج پر گئے ہوئے چاروں مذاہب اہل سنت کے علماء وفقہاء نے وہابیوں کے کفر کا فتوی دیا اور امیر مکہ پر واجب قرار دیا کہ وہ ان کے خلاف قیام کرے اور ساتھ یہ بھی فتوی دیا کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس جہاد میں شرکت کریں اور جو مارا جائے گا وہ شہید شمار ہوگا۔ [1]

10۔ علمائے اہل سنت کا قتل عام:

نیوی کے میجر ایوب صبری لکھتے ہیں: سعود بن عبد العزیز جو کہ محمد بن عبد الوھاب سے متاثر ہو چکا تھا اس نے قبائل کے سرداروں سے اپنے پہلے خطاب میں کہا: ہمیں چاہیئے کہ تمام شہروں اور آبادیوں پر قبضہ کریں اور انہیں اپنے عقائد کی تعلیم دیں... [2]

---

(1) سیف الجبار المسلول علی الاعداء: 2

(2) تاریخ وھابیان: 33، اور طبع مصر میں یوں ہے: هاانااذامرحامية فاستطيع الان ان افصح عمااضمره فى خلدى ان هدفى من حشدهذاالجيش هوان انطلق من دارالخلافة ، وهى الدرعية ونجد ، بجحفل اشوس لايقهر فاحتل جميع الديار والقفاراعلم الناس الاحكام والشرائع ، واضم بغداد وبجميع توابعها الى فتنهم فى ظل العدل الذى نتصف به ،

تاريخ الوهابيه :54. (3) الفجر الصادق 22

یہاں تک کہ کہنے لگا: اپنی اس آرزو کو پروان چڑھانے کے لئے ہمیں مجبورا علمائے

اہل سنت کوروئے زمین سے نابود کرنا ہوگا جو سنت نبویہ اور شریعت محمدیہ کی پیروی کے مدعی ہیں ،دوسرے لفظوں میں یہ مشرک جو اپنے کو اہل سنت کے علماء کہلواتے ہیں ان کو تہہ تیغ کرنا ہوگا خاص طور سے بااثر اور معروف علماء کو ، اس لئے کہ جب تک یہ لوگ زندہ ہیں تب تک ہمارے پیروکاروں کو خوشی نصیب حاصل نہیں ہو سکتی ، لہذا سب سے پہلے اپنے کو عالم ظاہر کرنے والوں کو ختم کرنا ہوگا اور اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنا ہوگا ۔[1]

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :

1218ہجری میں سعودبن عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ پر قبضہ کے دوران بہت سے اہل سنت علماء کو بغیر دلیل کے شہید کیا اور بہت سے بااثر سرداروں کو بغیر کسی جرم کے تختہ دار پر لٹکایا ، اور جس کسی کو عقائد پر ثابت قدم دیکھتے اسے طرح طرح کی اذیتیں اور شکنجے کرتے ، اور پھر گلیوں اور بازاروں میں منادی چھوڑے جو یہ ندا

---

(1)تاریخ وہابیان :33، طبع مصر میں یوں ہے :ولاجل تحقیق هذاالامل فلابد من ان نجت دابر علماء العامة الذين يدعونهم يتبعون السنة النبوية السنية الشريعة المحمد ية العلية وبعبارة اخرى نستاصل شافة المشركين الذين يسمون انفسهم باسم علماء اهل السنة ولاسيما من يشاراليه بالبنان منهم

اذمادام هئولاء فی قیدالحیاة فسوف لایرون لاتباعنا بلغة من العيش ، فلذاينبغى ان نبيد من يظهر بعنوان عالم اولا، ثم نحتل بغداد ثانيا تاريخ الوهابية ، ص55، ط، الهدف للاعلام والنشر ،قاهره سال 2003م

دے رہے تھے (ادخلو افی دین سعود ، وتظلّوابظله الممدود) لوگو! دین سعود میں داخل ہوجائو اوراس کے وسیع سایہ میں پناہ لو ۔[1]

11۔ غیروہابی ممالک سے تجارتی بائیکاٹ:

روسی مستشرق فاسیلیف لکھتے ہیں :

وقدبلغ تعصب الوهابيين الى حد حملهم على قطع العلاقات التجارية مع غيرهم ، وكانت التجارة الى عام1269مع الشام والعراق محرمة .[2]

وہابیوں کاتعصب اس قدربڑھ گیاکہ سعودی تاجروں کوغیروہابی ممالک سے تجارتی تعلقات ختم کرنے پرآمادہ کیا اور1269ہجری تک شام اورعراق کے ساتھ تجارت کرنا حرام تھا۔

وہابی مورخ ابن بشرلکھتاہے :

(وكانوا اذااوجدواتاجرافى طريق يحمل متاعا الى

---

(1)تاریخ وہابیان :74، طبع مصرمیں یوں لکھاہے :قتل سعود الوخيم العاقبة كثيرامن علماء العامة بدون ذنب واعدم شنقاكثير امن الاعيان والاشراف دون اى همة ، وهددبانواع العذاب كل من يبدى تمسكا بماعليه من عقائد دينية وحينئذ ارسل وجالايناودون بغاية الوقاحة فى الازقة والاسواق باعلى اصواتهم (ادخلوافى دين سعود ، وتظله الممدود ، وبهذا النداء المسعودد عوالناس عملاالى اعتناق دين محمّد بن عبدالوهاب تاريخ الوهابيه:95.

(2)تاریخ العربیۃ السعودیۃ:105.

المشرکین صادروامالہ)وہابی اگرکسی تاجر کو مشرکوں (غیروہابیوں)کی طرف مال لے جاتے راستے میں دیکھ لیتے تو اس سے وہ مال چھین لیتے۔ (1)

12۔بیت اللہ کے حاجیوں کاقتل:

الف ۔یمنی حاجیوں کاقتل :1341ہجری میں خالی ہاتھ یمنی حجاج کرام کاراستہ روکا پہلے تو انہیں پناہ دی لیکن جب پہاڑ کے اوپرپوزیشن لے لی تونیچے موجود حاجیوں پرتوپوں کے دہانے کھول دیئے جس سے فقط دوحاجی جان بچاکر نکلے اور لوگوں کو اس وحشیانہ حملے کی خبردی ۔

ب۔منٰی میں مصری حاجیوں کا قتل:1344ہجری میں وہابیوں نے منی میں مصری حاجیوں کے بعض اعمال کو حرام قرار دیتے ہوئے ان میں سے کئی ایک کومارڈالا۔

ج۔ایرانی حجاج کا قتل: چارذی الحجہ 1407ہجری کو آل سعود کے وہابی خدام نے ہزاروں حاجیوں کو مکہ میں مشرکین سے برائت کی صدابلند کرنے کے جرم میں خون میں لت پت کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان موجودملاّئیہ فریادبلند کررہے تھے: مشرکوں اور مجوسیوں کوقتل کرڈالو، اس تلخ واقعہ کے ایک عینی شاہدیوں نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھاکہ سعودی ہاتھ میں لاٹھیاںلئے اپنے دونوںہاتھوںسے زور زورسے عورتوں کے سروں پہ مارکرانہیں زمین پرگرا

---

(1)عنوان المجدفی تاریخ نجد 1:122

تے جارہے تھیاے کاش!کہ اسی مارنے پرہی اکتفا کیا ہوتا لیکن جب کوئی خاتون گرتی تو پیچھے سے آنے والا اس کے سر میں ڈنڈا مار کر اسے جان سے ماردیتا۔[1]

د۔بحرینی حجاج پر حملہ: مہرماہ 1386بمطابق 2007 مسجدالحرام کے اطراف میں گلیوں میں چھپے ہوئے متعصب وہابیوں نے جیسے ہی بحرینی شیعوں کو بس سے اترتے دیکھا تو تیزدھار کاٹنے والے شیشے کے ٹکڑوں سے ان پر حملہ کردیا اورطرح طرح کی گالیاں، جیسے شیعہ کتے، کافر وغیرہ دینے لگے،[2]

13۔اردن کے بے دفاع لوگوں کا قتل:

1343ھ میں وہابیوں کے ایک گروہ نے اچانک اردن پردھاوابول دیا اورام العمد اوراس کے اطراف میں بے خبر لوگوں پر حملہ کیا، بے گناہ عورتوں اورمردوں کو قتل اوران کے اموال کو غارت کیا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد بعض کے راندے جانے اور بعض کے اسیر ہوجانے سے باقی پیچھے ہٹ گئے البتہ گرفتار ہوجانے والے وہابیوں کو برطانیہ کے حکم پر رہا کردیا گیا، 1346ھ میں وہابیوں نے دوبارہ تیس ہزار کا لشکر لے کر اردن پر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں بہت زیادہ قتل وغارت اورخونریزی ہوئی۔[3]

---

(1)روزنامہ جمہوری اسلامی ایران، 16آذر1366، سید رضا سوی کاظمی محمدی نائنی کے واقعات۔

(2) www.shi n_news.com

(3) www.sal af _bl ogf a.com

14۔امام موسی کاظم علیہ السلام کے عزادرونکا قتل:

25رجب 2006ء میں امام موسی کاظم علیہ السلام کی شہادت کے دن وہابیوں نے امام علیہ السلام کے روضہ مبارک کے اطراف میں مسموم غذا تقسیم کرکے اورنیز کاظمین میں عزاداروں کے دستوّمیں متعدد بم دھماکے کرکے پندرہ سو شیعہ عزاداروں کوشہید کردیا۔

15۔افغانستان میں وھابی طالبان کے مظالم:

1996ء میں وہابیوں کا ایک گروہ طالبان کے نام سے افغانستان میں میدان جنگ میں اتراجسے سعودی عرب اورامریکہ کی حمایت حاصل تھی 1996ء میں انہوں نے کابل پرقبضہ کرکے شیعوں کاقتل عام کیا، 1999ء میں مزارشریف کے لوگوں کو تہہ تیغ کیا اورپھر ہسپتالوں پرحملہ کرکے شیعہ بیماروں کوتختوں پرہی شہید کردیا۔

روز عاشورہ جب قندھارکے شیعہ امام بارگاہومیں عزاداری میں مشغول تھےتو ظالم وہابیوں نے اچانک حملہ کرکے دردناک طریقے سے کئی ایک کو شھید کردیا۔[2]

---

(2)شہدائے پیشاور،1:346، تحقیق عبدالرضادرایتی۔

فصل چہارم

وہابیت اور خدا کی شناخت

1۔ابن تیمیہ مروج افکار تجسیم :

بانی افکار وہابیت ابن تیمیہ نے جن عقائد کو پھیلانے کی کوشش کی ان میں سے ایک خداوندمتعال کے جسم ہونے اور جسم وجسمانیت کے لوازم جیسے کرسی پر بیٹھنا ، ہنسنا اور چلنا وغیرہ پر عقیدہ رکھنا ہے ۔

ابن تیمیہ کہتا ہے :"لیس فی کتاب اللہ ولاسنة رسوله ولاقول احد من سلف الامة وائمتها انه لیس بجسم وان صفاته لیست اجساما واعراضا ؟!فنفی المعانی الثابتة بالشرع والعقل بنفی الفاظ لم ینف معناها شرع ولاعقل، جهل وضلال "(1)

---

(1)التأسیس فی رد اساس التقدیس 1:101

کتاب خدا، سنت رسول خدا ﷺ اور اسی طرح آئمہ سلف کے اقوال میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ خداجسم نہیں رکھتا اور جسم وعرض ہونے سے منزہ ہے لہذاایک ایسے معنی کا انکار کرنا جسے عقل وشریعت نے رد نہیں کیا ایک طرح کی نادانی اور گمراہی ہے۔

اور پھر لکھتا ہے:

"والکلام فی وصف اللہ بالجسم نفیاواثباتا بدعة ، لم یقل احد من سلف الامة وائمتها ان اللہ لیس بجسم ، کمالم یقولوا ان اللہ جسم "[1]

خداوندمتعال کے جسم ہونے کی نفی واثبات کے بارے میں بحث کرنا بدعت ہے آئمہ امت اور سلف میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ خداجسم نہیں رکھتا جیساکہ یہ بھی نہیں کہا کہ وہ جسم رکھتا ہے۔ایک اور مقام پر لکھا ہے:[2]

قرآن وسنت اور صحابہ وتابعین کے کلام میں کہیں پہ مشبہ (جو خداکو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں) کی مذمت نہیں کی گئی ہے ۔[3]

---

(1)الفتاوی 5:192

(2)فاسم المشبهة لیس له ذکر بذم ، فی الکتاب والسنة ولاکلام احد من الصحابة والتابعین .

(3).بیان تلبیس الجهمیة فی تاسیس بدعهم الکلامیة1:109

2۔جسمانیت خدا وند متعال اور سعودی عرب کی فتوی دینے والی اعلی کمیٹی :

خدا وند متعال کی جسمانیت کے بارے میں ہونے والے سوال کے جواب میں سعودی عرب کی فتوی دینے والی اعلی کمیٹی نے یوں لکھا ہے :[1]

چونکہ جسمانیت خدا کی نفی واثبات کے بارے میں روایات میں بیان نہیں کیا گیا بنا بر ایں مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اسکی نفی یا اثبات کے بارے میں بحث کرے اسلئے کہ صفات خدا توقیفی ہیں (یعنی جو کچھ آیات وروایات میں بیان ہوا اسکے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے)۔

3۔وہابیوں کے خدا کا مسکرانا :

ابن تیمیہ اپنے رسالۂ عقیدہ الحمویۃمیں لکھتا ہے :

خدا مسکراتا ہے اور روزقیامت مسکراتے ہوئے اپنے بندوں پر تجلی کرے گا۔[2]

4۔وہابیوں کے خدا کا عرش سے زمین پر آنا :

ابن تیمیہ کہتا ہے :خدا ہر رات آسمان سے زمین پر اتر کر صدا دیتا ہے کہ ہے کوئی جو مجھے پکارے تاکہ میں اسکی حاجت پوری کروں ؟ہے کوئی جو مجھ سے بخشش

---

(1)ونظراً الی ان التجسیم لم یرد فی النصوص نفیه ولااثباته فلا یجوز للمسلم نفیه ولااثباته لان الصفات توقیفیة (**فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء** 3:227.

(2) *مجموعہ الرسائل الکبری* :451، رسالہ 11

طلب کرے تاکہ میں اسے بخش دوں....؟اور یہ کام طلوع فجر تک انجام دیتا ہے اسکے بعد لکھتا ہے :

"فمن انکرالنزول اوتاول فھو مبتدع ضالّ "[1]جو بھی خدا کے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا انکار کرے یا اسکی توجیہ کرے وہ بدعت گزار اور گمراہ ہے ۔

ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں لکھتاہے :

جب میں دمشق کی جامع مسجد میں تھا تو ابن تیمہ نے منبر پہ کہا :

ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا کنزولی ھذا .خداعالم دنیا کی طرف ایسے ہی اترتا ہے جیسے میں اتر رہا ہوں اور پھر منبر سے ایک زینہ نیچے اترا ۔

مالکی فقیہ ابن الزہراء نے اس پر اعتراض کیا اور اس کے عقائد کو ملک ناصر تک پہنچایا ۔اس نے اسے زندان میں ڈالنے کا حکم صادر کیا اور وہ زندان میں ہی مرگیا ۔[2]

5۔وہابیوں کا خدا آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے ۔

ابن تیمیہ علامہ حلی کی کتاب منھاج الکرامہ کے رد میں لکھی گئی اپنی کتاب منھاج السنۃمیں لکھتا ہے :

---

(1)مجموعہ الرسائل الکبری :451، رسالہ 11

(2)رحلۃابن بطوطہ :113

آئمہ سلف و گزشتگان اور مذاہب اربعہ کے تمام مسلمانوں کا قول یہی ہے کہ آخرت میں خدا کو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور علماء حدیث نے اس بارے میں پیغمبر ﷺ کی احادیث کو تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے ۔[1]

6۔وہابیوں کا خدا ہر جگہ نہیں ہوسکتا :

سعودی عرب میں فتوی جاری کرنے والی اعلی کمیٹی سے سوال کیا گیا :

ایسا شخص جو خدا وند متعال کے ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اسکا شرعی حکم کیا ہے ؟اور اسے کیسے جواب دیا جاسکتا ہے ؟

تو اس کمیٹی نے یوں جواب دیا:

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا عرش پر ہے اور دنیا میں نہیں ہے بلکہ اس عالم سے خارج ہے خدا کے مخلوقات سے بلندی پر ہونے کی دلیل وہی اسکی طرف سے قرآن کا نزول ہے اور واضح ہے کہ نزول ہمیشہ اوپر سے نیچے کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجیدمیں بیان ہوا : (وانزلنااليک الکتاب بالحق)۔[2]

ترجمہ: ہم نے قرآن کو آپکی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ۔

---

(1)اماثبات رويةالله بالابصار فی الآخر ة فهو قول سلف وائمتها وجماهير المسلمين من اهل المذاهب الاربعة وغيرها وقد تواترت فيه الاحاديث عن النبی ﷺ عندعلماء الحديث ۔منہاج السنہ3:341.

(2)مائدہ، 5: 48

رسول اکرم ﷺ نے جب ایک کنیز کو آزاد کروانا چاہا تو اس سے پوچھا : خدا کہا ں ہے ؟ کہنے لگی : آسمانوں میں ، فرمایا : میں کون ہوں ؟ عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں ۔

اس وقت آنحضرت ﷺ نے اسکے مالک سے فرمایا : یہ خاتو ن صاحب ایمان ہے اور تو اسے آزاد کر سکتا ہے ۔

اسی طرح رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں : میں اس ذات کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے اور آسمانوں کی خبریں ہر صبح و شام مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں ۔

اور پھر سعودی فتوی کمیٹی لکھتی ہے :

(من اعتقد ان الله فی کل مکان فهو من الحلولية ويرد عليه بما تقدم من الادلة على ان الله فی جهة العلو، وانه مستوعلى عرشه ، بائن من خلقه ، فان انقاد لمادل عليه الكتاب والسنة والاجماع ، والافهوكافر مرتدعن الاسلام،[1]

جو بھی یہ عقیدہ رکھے کہ خداوند متعال ہر جگہ موجود ہے تو وہ دنیا میں خدا کے حلول کا قائل ہوا ایسے شخص کو سابقہ ادلة سے بیان کرنا چاہئے کہ خدا بلندی میں عرش پر موجود ہے اور اس عالم سے خارج ہے ، اگر قبول کر لے تو صحیح ورنہ کافر ،مرتد اور اسلام کے دائرہ سے خارج ہے ۔

---

(1)فتاوی اللجنة للبحوث العلمیة والافتاء 3 :216و218.

7۔وہابیوں کے خدا کا مچھر پر بیٹھنا:

ابن تیمیہ کہتا ہے:(ولوقد شاء لاستقرعلی ظھر بعوضة فاستقلت به بقدرته ولطف ربوبیته فکیف علی عرش عظیم،
اگر خدا چاہے تو مچھر کی پشت پر بھی بیٹھ سکتا ہے تو پھر عرش عظیم پر کیوں نہیں ؟[1]

8۔وہابیوں کا خدا نوجوان اور گھنگھریالے بالوں والا ہے :

ابویعلی نے عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:(رایت ربی عزوجل شاب امردجعدقطط ، علیه حلیة حمرائ،
میں نے اپنے رب کو دیکھا وہ نوجوان اورابھی اس کی ڈاڑھی کے بال نہیں آئے تھے سر کے بال گھنگریالے اورسرخ زیور سے مزین تھا۔

ابویعلی اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے :

ابوزرعہ دمشقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیاہے...اوراحمد بن حنبل نے کہاہے(ھذاحدیث رواہ الکبری عنالکبر عن الصحابة عن النبی ﷺ فمن شک فی ذلک اوفی شئی منه فھو جھمی لاتقبل شھادته ولایسلم علیه ولایعادفی مرضه، اس حدیث کو بزرگان نے اکابر صحابہ کے واسطے سے پیغمبر ﷺ سے نقل کیا ہے اورجو بھی اس کے صحیح ہونے میں شک کرے وہ جہنمی ہے اس کی شہادت قبول نہیں ہوگی نہ اس پر سلام کیاجائے گا اورنہ ہی بیمار ہونے کی صورت میں اس کی عیادت کی جائے گی۔[2]

---

(1)التاسیس فی رداساس التقدیس 1:568

(2)طبقات الحنابلة3:8281، ابطال التاویلات ،1:141، تالیف ابویعلی

9۔وہابیوں کے خدا کا آنکھ کے درد میں مبتلا ہونا :

شہرستانی متوفی 548ہجری مشبھہ کے خرافات کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے :

وزادوافی الاخبار اکاذیب وضعوھا ونسبوھا الی النبی علیہ الصلاۃ والسلاماواکثر ھا مقتبسۃ من الیھود فان التشبیہ فیھم طباع حتی قالوا :شتکت عیناہ فعادتہ الملائکۃ وبکی علی طوفان نوح حتی رمدت عیناہ)[1]

مشبہہ نے جھوٹی احادیث جعل کرکے انہیں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف نسبت دے دی ان میں سے اکثر روایات یہودیوں سے لی گئی ہیں اس لئے کہ آئین یہود کی اساس تشبیہ ہےیہاں تک کہ کہتے ہیں :خدا کی آنکھوں کے درد میں مبتلا ہوا تو ملائکہ عیادت کے لئے گئے اورطوفان نوح میں ہونے والی نابودی کی وجہ سے خدا نے اتنا گریہ کیا کہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہوگیا ۔[2]

10۔وہابیوں کے خدا کا پیغمبر ﷺ سے مصافحہ کرنا :

شہرستانی کے مطابق مشبہہ پیغمبر ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

---

(1)ملل ونحل 1:153

(2)ملل ونحل 1:153

لقینی ربی فصافحنی ووضع یدہ بین کتفیی حتی وجدت بردانامله،

میں نے اپنے رب سے ملاقات کی تو اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو میرے شانوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے ہاتھوں کی ٹھنڈک کو محسوس کیا۔[1]

11۔ وہابیوں کا خدا فقط ڈاڑھی اور شرمگاہ نہیں رکھتا :

ابوبکر عربی کہتا ہے : ایک معتبر شخص نے مجھ سے نقل کیا کہ ابویعلی (ابن تیمیہ کا امام) کہتا ہے :

(اذاذکر اللہ تعالی وماورد من ھذہ الظواھر فی صفاته ، یقول: الزمونی ماشئتم فانی التزمه، الاالل‍حیة والعورۃ.[2]

جب بھی خدا کی صفات کے بارے میں بات ہو جو روایات میں بیان ہوئیں تو وہ کہتا ہے : اس میں میری پیروی کرو اور میں ڈاڑھی اور شرمگاہ کے علاوہ اس کے تمام اعضاء کا قائل ہوں ۔

12۔ وہابیوں کے نبی کا ان کے خدا کے پاس بیٹھنا :

ابن تیمیہ کا شاگرد ابن قیم لکھتا ہے :

---

(1) ملل و نحل 1:100

(2) العواصم من القواصم : 210، الطبعة الحدیثة 2:283، ودفع شبه التشبیه باکف التنزیه :95و130(حاشیه)

(ان اللہ یجلس علی العرش ویجلس بجنبہ سید نا محمدؐ ﷺ وھذا ھوالمقام المحمود)

خدا عرش پر بیٹھتا ہے اور رسول خدا ﷺ اس کے پہلو میں بیٹھتے ہیں اور یہی وہ مقام محمود ہے ۔[1]

13۔وہابیوں کا خدا عرش سے چار انگلیاں بڑا ہے:

ابن عربی اس آیت شریفہ ، علی العرش استوی ، (طہ ،5)کی تفسیر میں لکھتا ہے :

انہ جالس علیہ ، متصل بہ ،وانہ اکبرباربع اصابع ، اذلایصح ان یکون اصغرمنہ ، لانہ العظیم ، ولایکون مثلہ لانہ (لیس کمثلہ شئی)فھواکبر من العرش باربع اصابع،

خدا عرش پر بیٹھا ہے اور اس سے ملا ہوا ہے وہ عرش سے چار انگلوں کی مقدار چوڑا ہے اور ممکن نہیں کہ وہ عرش سے چھوٹا ہو اس لئے کہ خدا عظیم ہے اور یہ بھی صحیح نہیں کہ وہ اس کے برابر ہو کیونکہ وہ بے مثل ہے لہذا وہ عرش سے چار انگلیاں بڑا ہے۔[2]

طبری اپنی تفسیر میں اس آیت شریفہ (وسع کرسیہ السموات والارض)[3]

---

(1)بدائع الفوائد4:39.

(2)العوصم من القواصم :209.

(3)بقرہ:255۔

کے ذیل میں عبداللہ بن خلیفہ سے رسول اکرم ﷺ کا قول نقل کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وانہ لیقعد علیہ فمایفضل منہ مقدار ربع اصابع ، ثم قال باصابعہ ،

خدا عرش پر بیٹھا ہے اور اس کے چاروں طرف چار چار انگلوں کی مقدار بڑھا ہوا ہے اس کے بعد پھر فرمایا: خدا اپنی چار انگلیوں کی مقدار ، (1)

دیلمی نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے :

ان اللہ ملاعرشہ یفضل منہ کمایدورالعرش اربعۃ اصابع باصابع الرحمن عزوجل(2)

خداوند متعال عرش پر اس طرح چھایا ہوا ہے کہ اس کے چاروں طرف اپنی چار انگلیوں کی مقدار بڑھا ہوا ہے ۔

14۔ کرسی کا خدا کے بوجھ سے چیخنا:

سیوطی نے مختلف اسناد کے ساتھ عمر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں :

ایک عورت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے جنت میں داخل کرے ، رسول خدا ﷺ نے خدا کی عظمت بیان کی اور پھر فرمایا: ان کرسیہ وسع السموات والارض وان لہ اطیطاکاطیط الرحل الجدید اذا رکب من ثقلہ.

خدا کی کرسی نے تمام زمین وآسمان کو گھیرا ہوا ہے اور جب خدا اس پر بیٹھتا

---

(1) جامع البیان 3، 16:۔

(2) فردوس الاخبار 1:219

ہے تووہ اسی طرح چیختی ہے جس طرح اونٹ کے بچے پر سوار ہوں تو وہ چیختا ہے۔[1]
ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ۔[2]

15۔وہابیوں کے خدا کا تیز تیز چلنا :

سعودی عرب میں فتویٰ صادر کرنے والی اعلیٰ کمیٹی سے سوال کیا گیا : "هل لله صفة الهرولة؟" کیا خدا میں تیز تیز چلنے کی صفت پائی جاتی ہے ؟ تو انھوں نے یوں جواب دیا :

"نعم ! صفة الهرولة على نحو ما جاء فى الحديث القدسى الشريف على مايليق به قال تعالىٰ : اذا تقرب الى العبد شبرا تقربت اليه ذراعا ، واذا تقرب اليه ذراعا تقربت منه باعا ، واذا اتانى ماشيا اتيته هرولة؛ رواه البخارى ومسلم ".[3]

---

(1)قال السيوطى :واخرج عبدبن حميد وابن ابى عاصم فى السنة والبزار وابو يعلى وابن جرير ابوالشيخ والطبرانى وابن مردويه والضياء المقدسى فى المختار ة عن عمر، ان امراة اتت النبى ﷺ فقالت :ادع الله ان يدخلنى الجنة ، فعظم الرب تبارک وتعالى وقال :ان كرسيه وسع السماوات و الارض ،ان له اطيطاً كأطيط الرحل الجديد اذا ركب من ثقله ، درالمنثور 1:328.

(2) مجمع الزوائد 1:83 پہ لکھتا ہے :"راوه البزار ورجاله رجال الصحیح دوسری جگہ لکھتا ہے((رواه ابو يعلىٰ فى الكبير و رجاله الصحيح)) عبد الله بن خليفة الهمذانى وهو ثقة مجمعالزوائد 10:159".

(3)فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث والافتاء 3: 196، فتویٰ شمارہ 6932.

ہاں ! صحیح بخاری اور مسلم نے خدا کے تیز تیز چلنے کی صفت کے بارے میں حدیث قدسی میں لکھا ہے کہ خدا فرماتا ہے : جو کوئی ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک قدم اس کی طرف بڑھتا ہوں اور جب وہ چل کر میری طرف آئے تو میں تیز چل کر اس کی طرف بڑھتا ہوں۔

سابق سعودی مفتی اعظم عبد العزیز بن باز ایک سوال کے جواب میں لکھتا ہے :

"اما الوجه واليدان والعينان والساق والاصابع فقد ثبتت فی النصوص من الكتاب والسنة الصحيحة وقال بها اهل السنة والجماعة واثبتوها لله سبحانه على الوجه اللائق به سبحانه وهكذا النزول والهرولة جاء ت بها الاحاديث الصحيحة ونطق بها الرسول]صلى الله عليه و آله وسلم [واثبتها لربه عزوجل على الوجه اللا ئق به سبحانه".[1]

البتہ خدا کے چہرہ، ہاتھ، آنکھ اور انگلیوں کے بارے میں کتاب اور سنت صحیح میں بیان ہوا ہے اور اہل سنت الجماعت کا عقیدہ اسی پر استوار ہے اسی طرح خدا کا عالم مادہ کی طرف نزول اور تیز تیز چلنے کی صفت بھی صحیح احادیث میں ذکر ہوئی ہے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے ان صفات کو خدا کی شان کے مطابق ثابت کیا ہے۔

---

(1) فتاویٰ بن باز 5: 374.

افکار وہابیت انصاف کے ترازو پر

1۔ ابن تیمیہ اور وہابیوں کے اقوال قرآن و سنت کے مخالف ہیں :

جسمانیت خدا کے اثبات کے بارے میں ابن تیمیہ اور اس کے وہابی پیروکاروں کے اقوال قرآن و سنت کے مخالف ہیں اس لئے کہ آیت شریفہ: (لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ)[1]

ترجمہ: اس کے مثل کوئی شیء نہیں ۔

واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ خدا کا کوئی مثل نہیں ، اور نیز آیت شریفہ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ)[2]

خداوند متعال کے بے مثل ہونے پر دلالت کر رہی ہے۔

حاکم نیشاپوری متوفیٰ 405 ہجری نے ایک روایت میں ابی ابن کعب سے نقل کیا ہے :

مشرکین نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)سے خدا کا نسب بیان کرنے کا تقاضا کیا تو خدا وند متعال نے سورۂ توحید نازل کی اور فرمایا :

اے پیغمبر ﷺ ! ان مشرکین سے کہہ دے :(قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ

---

(1) سورۂ شوریٰ: 11.

(2) سورۂ اخلاص : 4.

الصَّمَدُ) خدا یکتا و بے نیاز ہے (لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ) اس لئے کہ جو پیدا ہوگا وہ مرے گا اور جو مرے گا وہ میراث چھوڑے گا جب کہ خدا موت و میراث کی صفت سے منزہ ہے (وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَد)

حاکم نیشاپوری اور ذہبی نے کہا ہے: یہ روایت صحیح ہے ۔[1]

2۔ احمد بن حنبل کا نظریہ تجسیم کو باطل قرار دینا:

معروف عالم اہل سنت بیہقی متوفی 458 ہجری کہتے ہیں :

امام احمد بن حنبل نے خدا کے جسم ہونے کے نظریہ کو باطل قرار دیتے ہوئے کہا ہے: اسماء کو شریعت اور لغت سے لیا جاتا ہے اور اہل لغت کلمہ "جسم "کو ایسی چیز پر اطلاق کرتے ہیں جو طول ، عرض ، ارتفاع، ترکیب اور شکل وصورت پر مشتمل ہو جب کہ خداوند متعال ان تمام اشیاء سے منزہ ہے لہذا شائستہ نہیں کہ ہے اسے جسم کہا جائے اس لئے کہ وہ جسم کے ہر طرح کے معنی و مفہوم سے خارج ہے اور شریعت میں بھی یہ لفظ بیان نہیں ہوا ۔ بنا بر ایں عقیدہ جسمانیت (خدا) باطل ہے ۔[2]

---

(1) مستدرک الصحیحین 2: 540.

(2) وانكر احمد على من قال بالجسم وقال: ان الاسماء ماخوذة من الشريعة واللغة، واهل اللغة وضعوا هذا الاسم على ذى طول وعرض وسمک وتركيب وصورة و تاليف ، والله سبحانه خارج عن ذلک كله ،فلم يجز ان يسىّ جسماً؛ لخروجه عن معنى الجسمية ولم يجئى فى الشريعة ذلک فبطل . طبقات الحنابله 2: 298؛ اعتقاد الامام ابن حنبل : 298. العقيده احمد بن حنبل :110 وتهنئة الصديق المحبوب :39 .

3۔ علمائے اہل سنت کا مجسمہ کو کافر قرار دینا :

امام قرطبی متوفیٰ 671 ہجری مجسمہ (جو خدا کو جسم قرار دیتے ہیں) کے بارے میں ایک عالم کا قول نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں

:"والصحيح القول بتكفيرهم ؛ اذلا فرق بينهم وبين عباد الاصنام الصور ".[1]

صحیح قول یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں اس لئے کہ ان کے اور بت پرستوں و چہرہ پرستوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

عالم برجستہ اہل سنت نووی متوفیٰ 676 ہجری لکھتے ہیں :

"فممن يكفر ، من يجسم تجسيما صريحا ومن ينكر العلم بالجزئيات"[2]

جن لوگوں کا کفر ثابت ہے ان میں سے جسمانیت خدا کے قائل اور جزئیات کے بارے میں خدا کے علم کا انکار کرنے والے ہیں

۔

عبد القاہر بغدادی متوفی 429 ہجری مشہور متکلم اہل سنت لکھتے ہیں :

"واما جسمية خراسان من الكرامية فتكفيرهم واجب؛لقولهم: بان الله تعالىٰ له حد نهاية من جهة السفل ومنها يماس عرشه ولقولهم: بان الله تعالىٰ محل للحوادث ".[3]

---

(1) تفسیر قرطبی 4: 14 و تذکار: 208.

(2) المجموع 4: 253.

(3) اصول الدین ، 337؛ التندید بمن عدد التوحید: 52.

خراسان کے کرامیہ فرقہ کو جو جسمانیت خدا کا قائل ہے اسے کافر قرار دینا واجب ہے اس لئے کہ وہ خداوند متعال کے لئے حد قرار دیتے ہیں اور پستی کی نسبت اس کے انتہا کے قائل ہیں چونکہ کہتے ہیں وہ عرش سے ملا ہوا اور محل حوادث ہے...۔

"وقالوا بنفی النهاية والحد عن صانع العالم ".[1]اور علمائے اہل سنت خدا کے بارے میں ہر طرح کی حدو حدود کی نفی کرتے ہیں :

واجمعوا علی ان لا یحویه مکان ولا یجری علیه زمان ، خلاف قبول من زعم من الشهامية والكرامية انه مما س لعرشه، وقد قال امیر المومنین رضی الله عنه : ان الله تعالیٰ خلق العرش اظهارا لقدرته لا مکانا لذاته ".[2]

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ خداوند متعال نہ تو مکان میں سماتا ہے اور نہ ہی زمان کا اس پر گذر ہے شہامیہ اور کرامیہ کے باطل نظریہ کے بر عکس کہ وہ کہتے ہیں : خدا کی ذات عرش سے ملی ہوئی ہے جب کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : خدا نے عرش کو اپنی قدرت کے اظہار کے لئے خلق کیا نہ کہ اپنے لئے مکان کے طور پر۔

نجیم متوفی 570 ہجری مصر میں اہل سنت کے معروف فقیہ کہتے ہیں :

---

(1)الفرق بین الفرق ، تحقیق لجنۃ احیاء التراث العربی : 40.

(2) الفرق بین الفرق : 41.

"والمشبهة ان قال: ان لله يداوا رجلا كما للعباد فهو كافر،وان قال:انه جسم ،لاكاالاجسام فهو مبتدع".[1]

مشبہ (جو خدا کو بندوں سے تشبیہ دیتے ہیں) اگر کہیں کہ خدا بھی بندوں کے مانند ہاتھ پاؤں رکھتا ہے تو وہ کافر ہیں اور اگر کہیں کہ خدا جسم رکھتا ہے لیکن باقی اجسام کے مانند نہیں تووہ بدعت گذار ہیں ۔

اسی طرح عالم اہل سنت غزالی متوفیٰ 505 ہجری لکھتے ہیں :

"فان خطر بباله ان الله جسم مركب من اعضاء فهو عابد صنم ؛ فان كل جسم فهو مخلوق ، وعبادة المخلوق كفر، وعبادة الصنم كفر؛ لانه مخلوق وكان مخلوقا ؛ لانه جسم، فمن عبد جسما فهو كافر باجماع الائمةالسلف منهم والخلف ".[2]

اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ خدا وند متعال جسم رکھتا ہے جو متعدد اعضاء پر مشتمل ہے تو وہ بت پرست ہے اس لئے کہ ہر جسم مخلوق ہے اور آئمہ سلف و خلف کا اس پر اجماع ہے کہ مخلوق کی پرستش کفر و بت پرستی ہے ۔

4۔یہودیوں کے ذریعہ تجسیم کا داخل ہونا :

شہرستانی کہتے ہیں :"وضع كثير من اليهود الذين اعتنقوا الاسلام

---

(1)البحر الرائق 1: 611.

(2)الجام العوام عن علم الکلام :209و دراسات فی منہاج السنۃ : 145 ۔ الرسالۃ التدمریۃ: 92.

احادیث متعددة فی مسائل التجسیم والتشبیه وکلها مستمدة من التوراة".[1]

اسلام میں داخل ہونے والے یہودیوں نے تجسیم و تشبیہ کے بارے میں بہت سی احادیث جعل کیں جو سب تورات سے لی گئی ہیں ۔

5۔ کتب اہل سنت میں اسرائیلیات کا داخل ہونا :

ماضی کے حالات اور تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کی حدیثی ، تاریخی اور تفسیری کتب میں اسرائیلیات کے وارد ہونے سے تاریخی واقعات کا حقیقی چہرہ مسخ ہو گیا اس حقیقت کو تشخیص دینا انتہائی مشکل و دشوار کام ہے اس لئے کہ یہ چیز محققین کے لئے ایک تاریخی واقعہ کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے مشکل سے دچاری بلکہ بسا اوقات تو ناکامی کا باعث بنتی ہے ۔

ابن خلدون لکھتا ہے :

صدر اسلام کے عرب علم و کتابت سے بے بہرہ تھے لہٰذا کائنات کی خلقت اور اس کے اسرار کے بارے میں یہودی علماء اور اہل تورات یا نصاریٰ مانند کعب الاحبار ، وہب بن منبہ اور عبد اللہ بن سلام سے پوچھا کرتے :

یہاں تک کہ لکھتا ہے :

"فامتلات التفاسیر من المنقولات عندهم وتساهل

---

(1) ملل و نحل 1: 117.

المفسرون فی مثل ذلک وملاوا کتب التفسیر بھذہ المنقولات، واصلھاکلھا کما قلنا من التوراۃ او مما کانوا یفترون".[1]

تفاسیر اہل سنت یہود و نصاریٰ کے اقوال سے بھر گئیں، مفسرین نے بھی اس مسئلہ میں سستی سے کام لیا اور ان جیسی روایات سے تفاسیر کو بھر کر دیا جب کہ ان تمام روایات کا سرچشمہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا تورات اور یہودیوں کے خود ساختہ جھوٹ ہیں ۔

افسوس کہ اہل سنت کی دو معتبر کتب صحیح بخاری اور صحیح مسلم بھی اس مصیبت سے محفوظ نہ رہ سکیں ۔ ان کے اندر بھی ایسی روایات کثرت سے دکھائی دیتی ہیں جن میں سے ایک خود ساختہ حدیث مندرجہ ذیل ہے جو یہودیوں کے افکار سے مسلمانوں کے درمیان رواج پاگئی :

ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا :

"ینزل اللہ الی السماء الدنیا کل لیلۃ حین یمضی ثلث اللیل الاول فیقول انا الملک انا الملک من ذاالذی یدعونی فاستجیب لہ من ذاالذی یسالنی فاعطیہ من ذا الذی یستغفرنی فاغفرلہ فلایزال کذلک حتی یضی ء الفجر ".[2]

---

(1)تاریخ ابن خلدون (مقدمہ) 1: 439.

(2) صحیح مسلم 2: 175 1657 و صحیح بخاری 2: 114547 و 7: 149 6321.

بعض روایات میں ہے :"فا ذا طلع الفجر صعد الی عرشه".[1] جب طلوع فجر ہوتی ہے تو عرش کی طرف واپس پلٹ جاتا ہے ۔

شاید ایک زمانہ میں سادہ لوح لوگوں کو ان جیسی بے بنیاد باتوں سے بہلانا آسان تھا لیکن آج جب کہ علم اتنی ترقی کر چکا ہے اور انسان کی عقل کمال کی بلندیوں کو چھو رہی ہے تو ایسی باتیں تمسخر کا باعث بنتی ہیں اس لئے کہ کرہ زمین کا کوئی ایسا حصہ نہیں کہ جہاں ہر وقت دن یا رات نہ ہو یعنی کہیں دن ہے تو کہیں رات ۔ جب تک زمین باقی ہے تب تک دن اور رات گردش میں ہیں لہذا اگر خدا زمین پر آئے گا تو پھر کبھی عرش پر پلٹ کے نہ جا سکے گا اسی لئے تو بعض علمائے اہل سنت اس روایت کی توجیہ کرنے میں حیرت و سرگردانی کا شکار ہو گئے ہیں ۔[2]

---

(1) فتح الباری 13:390 و عمدۃ القاری 25: 159.

(2) تفسیر قرطبی 4: 39؛ فتح الباری 13: 390.

ابن تیمیہ کے دیگر اقوال پر ایک نظر

قرآن و احادیث اور علمائے اہل سنت کے بیان کردہ اقوال کی روشنی میں ابن تیمیہ کی عبارت پر ایک بار پھر نگاہ ڈالتے ہیں :

"لیس فی کتاب اللہ ولا سنة رسوله ولا قول احد من سلف الامة وائمتها انه لیس بجسم "[1]

---

(1) التاسیس فی رد اساس التقدیس 1: 101.

کتاب خدا، سنت رسول اللہ ﷺ ، صحابہ اور دینی پیشواؤں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ خدا جسم نہیں رکھتا...

کیا (لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ)[1] اور (وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَد)[2] قرآن کی آیات نہیں ہیں ؟

یا ابی بن کعب کی نقل کی ہوئی حدیث جس کے صحیح ہونے کی گواہی حاکم نیشاپوری اور ذہبی نے دی ہے کیا وہ سنت رسول ﷺ سے خارج ہے ؟!یا یہ کہ احمدبن حنبل ، بیہقی، قرطبی ، عبد القاہر بغدادی اور شہرستانی و...اہل سنت کے علماء نہیں ہیں ؟!

کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ابن تیمیہ کے تجسیم کے بارے میں باطل عقیدہ کی بناء پر اس کے ہم عصر علماء نے اسے زندان میں ڈالنے کا فتویٰ دیا ؟

جیسا کہ ابو الفداء اپنی تاریخ میں لکھتا ہے :

"استدعی تقی الدین احمد بن تیمیه من دمشق الی مصر و عقد له مجلس وامسک واودع الاعتقال بسبب عقیدته ؛ فانه کان یقول بالتجسیم..."[3]

ابن تیمیہ کو دمشق سے مصر طلب کیا گیا محاکمے کے بعد اس کے عقیدہ کی وجہ

---

(1)سورۂ شوریٰ :11.

(2) سورۂ اخلاص :4.

(3)تاریخ ابو الفداء 2: 392 حوادث 705وکشف الارتیاب : 122.

سے اسے گرفتار کرکے زندان میں ڈال دیا گیا اس لئے کہ وہ خدا کے بارے میں جسم ہونے کا عقیدہ رکھتا تھا۔

ابن حجر عسقلانی کے مطابق مالکی قاضی نے اعلان کیا : "فقد ثبت كفره".[1] کہ ابن تیمیہ کا کافر ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

اسی طرح اہل سنت کے دو عظیم عالم دین ابن حجر عسقلانی اور شوکانی لکھتے ہیں :

شافعی قاضی نے دمشق میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا :

"من اعتقد عقيدة ابن تيميه حل دمه وماله ".[2]

جو بھی ابن تیمیہ کا عقیدہ اپنائے اس کا جان و مال مباح ہے۔

---

(1) الدرر الکامنہ 1:145.

(2) الدرر الکامنہ:147 و البدر الطالع 1: 67.

فصل پنجم

وہابی اور مسلمانوں کو کافر قرار دینا

1۔ ابن تیمیہ کا مسلمانوں کو کافر اور انھیں قتل کرنے کا حکم دینا :

خطرناک ترین کام جو بانئ افکار وہابیت ابن تیمیہ نے اپنی دعوت کے آغاز میں کیا اور جس سے عمومی افکار کو آلودہ اور عوام الناس کے عقائد کو مجروح کیا وہ مسلمانوں پر کفر و شرک کی تہمت لگانا تھا اس نے با قاعدہ طور پر اعلان کیا :

"من یاتی الی قبر نبی او صالح، ویساله حاجته ویستنجده ...فهذاشرک صریح ، یجب ان یستتاب صاحبه ، فان تاب والا قتل ".[1]

جو شخص بھی قبر پیغمبر(صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) یا صالح افراد میں سے کسی کی قبر کے پاس آئے اور اس سے حاجت طلب کرے وہ مشرک ہے اسے توبہ کا حکم دیا

---

(1)زیارۃ القبور والاستنجاد بالمقبور:156 و الہدیہ السنیہ :40.

جائے اگر توبہ کرلے تو صحیح ورنہ قتل کر دیا جائے۔

2۔ محمد بن عبد الوہاب کا مسلمانوں کو کافر اور ان سے جہاد کا حکم دینا:

محمد بن عبد الوہاب مجدد افکار ابن تیمیہ کہتا ہے:

"وان قصد هم الملائكة والانبياء والاولياء ، يريدون شفاعتهم والتقرب الى الله بذلك ، هو الذى احل دماء هم واموالهم ".[1]

ان کا مقصد ملائکہ، انبیاء اور اولیاء سے شفاعت طلب کرنا اور انہیں خدا سے تقرب کا وسیلہ قرار دینا ہے۔یہی چیز ان کے جان و مال کے حلال ہونے کا باعث بنی ہے۔

یہاں تک کہ کہتا ہے:

"ان هذا الذى يسميه المشركون فى زماننا (كبير الاعتقاد) هو الشرك الذى نزل فى القرآن وقاتل رسول الله]صلى الله عليه و آله وسلم [الناس عليه . فاعلم ان الشرك الاولين اخف من شرك اهل زماننابامرين :

احدهما : ان الاولين لايشركون ولا يدعون الملائكة والاولياء والاوثان مع الله الا فى الرخاء ، واما فى الشدة فيخلصون لله الدعائ...

---

(1) کشف الشبہات :58؛ مجموع المولفات الشیخ محمد بن عبد الوہاب، 6 رسالۃ کشف الشبہات :115.

الامر الثانى : ان الاولين يدعون مع الله اناسا مقربين عند الله، اما انبياء واما اولياء ، واما الملائكة، او يدعون اشجارا او احجارا مطيعة لله ليست عاصية .واهل زماننا يدعون مع الله انا سا من افسق الناس ... ان الذين قاتلهم رسول الله اصح عقولا واخف شركا من هؤلاء ".[1]

محمد بن عبد الوہاب کہتا ہے : یہ (توسل) جس کے معتقد ہمارے زمانہ کے مشرکین ہیں یہ وہی شرک ہے جیسے قرآن میں .بیان کیا گیا اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)نے اس کی خاطر لوگوں سے جنگ کی ۔

اس سے آگاہ رہنا چاہئے کہ زمانۂ پیغمبر ﷺ کے مشرکین کا شرک ہمارے زمانے کے مسلمانوں کے شرک سے دو دلیلوں کی بناء پر کمتر ہے :

1۔ اس زمانہ کے مشرک فقط خوشحالی کی صورت میں ملائکہ اور بتوں کو صدا کرتے لیکن جب کسی مشکل میں بتلا ہوتے تو مخلصانہ طور پر خدا کو پکارتے ۔جب کہ ہمارے زمانہ کے مشرک مسلمان خوشی اور مصیبت دونوں صورتوں میں غیر خدا کو پکارتے ہیں ۔

---

(1) مجموع مولفات محمد بن عبد الوہاب :6:124،"رسالہ کشف الشبہات": 124.

2۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے زمانہ کے مشرک وبت پرست خدا کے

مقرب بندوں کو اس کی اطاعت کے لئے پکارتے تھے جیسے انبیاء ، اولیاء اور ملائکہ یا درخت وپتھر جب کہ ہمارے زمانہ کے مشرک (مسلمان) ان افراد کو پکارتے ہیں جو فاسق ترین انسان ہیں ۔

پس اس سے واضح ہو گیا کہ جن لوگوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنگ کی ان کی عقل ہمارے زمانہ کے مشرکوں سے کامل اور ان کا شرک ان سے کمتر تھا ۔

3۔ مسلمانوں کو مشرک ، کافر اور بت پرست کہنا :

محمد بن عبد الوہاب نے رسالہ "کشف الشبہات"میں چوبیس سے بھی زیادہ بار مسلمانوں کو مشرک اور پچیس مقامات پر مسلمانوں کو کافر ، بت پرست ، مرتد ، منافق ، منکر توحید ، دشمن توحید، دشمن خدا ، مدعیان اسلام ، اہل باطل ، نادان اور شیاطین کہا ہے اسی طرح کہا ہے کہ نادان کافر وبت پرست ان مسلمانوں سے دانا تر ہیں ان کا امام اور پیشوا شیطان ہے ...[1]

---

(1) سید محسن امین فرماتے ہیں :"وقد اطلق مُحَمَّد بن عبد الوهاب فی رسالة "كشف الشبهات" اسم الشرک والمشركين على عامة المسلمين عدى فيما يزيد عن اربعة و عشرين موضعا واطلق عليهم اسم الكفر والكفار وعباد الاصنام والمرتدين والمنافقين وجاحدى التوحيد واعدائه واعداء الله ومدعى الاسلام واهل الباطل والذين فی قلوبهم زيغ والجهال والجهلة والشياطين وان جهال الكفار عبد الاصنام اعلم منهم ان ابليس امامهم ومقدمهم ، الی غير ذلک من الالفاظ الشنيعة فيما يزيد عن خمسة وعشرين موضعا ".كشف الارتياب :147 نقل از کشف الشبهات : 5772.

رجوع کریں : مجموع مولفات محمد بن عبد الوہاب ،6: 114؛ رسالہ کشف الشبہات ، 143 و رسالۃ القواعد الاربع .

4۔ وہابی مذہب میں داخل ہونے کی شرط مسلمانو کے کفر کی گواہی دینا ہے :

مفتی مکہ مکرمہ احمد زینی دحلان لکھتے ہیں :

کان مُحَمَّد بن عبد الوهاب اذا تبعه احد وكان قد حج حجة الاسلام ، يقول له : حج ثانيا! فان حجته الاولی فعلتها وانت مشرک ، فلا تقبل ، لا تسقط عنک الفرض .

واذا اراد احد الدخول فی دينه ، يقول له بعد الشهادتين : اشهد علی نفسک انک كنت كافرا ، وعلی والديک انهما ماتا كافرين ، وعلی فلان و فلان ، ويسمی جماعة من اكابر العلماء الماضين انهم كانوا كفارا ، فان شهد قبله ، والا قتله ،وكان يصرح بتكفير الامة منذ ستمائة سنة ، ويكفر من لايتبعه، ويسميهم المشركين ، ويستحل دماء هم واموالهم ".[1]

جب کوئی شخص وہابی مذہب قبول کرتا اور اس نے حج واجب بجالایا ہوتا تو محمد بن عبد الوہاب اسے کہتا دوبارہ حج بجالاؤ اس لئے کہ پہلے والا حج تونے شرک کی

---

(1) الدرر السنیہ 1: 46؛ الفجر الصادق لجمیل صدقی زہاوی: 17 وکشف الارتیاب: 135 نقل از خلاصۃ الکلام دحلان: 229۔ 330.

حالت میں انجام دیا لہذا وہ قبول نہیں ہے اور فریضہ ساقط نہیں ہوا ۔

اور اگر کوئی شخص وہابی ہونا چاہتا تو محمد بن عبد الوہاب اسے کہتا : شہادتین کے بعد کہے کہ وہ پہلے کافر تھا اور اس کے ماں باپ بھی کفر پر مرے ہیں اور اسی طرح گواہی دے کہ سابقہ اکابر علماء کفر پر مرے ہیں اور اگر وہ یہ گواہی نہ دیتا تو اسے قتل کر دیا جاتا ۔

ہاں ! وہ معتقد تھا کہ گذشتہ بارہ صدیوں کے مسلمان کافر تھے اور جو شخص وہابی مکتب کی پیروی نہ کرتا اسے مشرک سمجھ کر اس کا مال و جان مباح قرار دے دیتا.

5۔ امت مسلمہ کے کفر و ارتداد کا حکم :

محمد بن عبد الوہاب کا بھائی سلیمان لکھتا ہے :

یہ امور (آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات گرامی سے توسل) جنھیں تو کفر و شرک کا باعث سمجھتا ہے امام احمد بن حنبل کے زمانہ سے بھی پہلے موجود تھے۔ بعض علماء نے انھیں قبیح جانا ہے لیکن یہ اعمال تمام اسلامی سرزمینوں میں موجود ہونے کے باوجود ائمہ اربعہ میں سے کسی نے ان اعمال کے بجالانے کی وجہ سے لوگوں کو کافر قرار نہیں دیا اور نہ ہی انھیں مرتد کہا ہے اور نہ ہی ان کی سرزمین کو سرزمین شرک قرار دے کر ان سے جنگ کا حکم دیا ہے ۔

یہ وہ باتیں ہیں جو تم ہی کرتے ہو ! یہاں تک کہ ان اعمال کے انجام دینے والوں کو اگر کوئی کافر نہ کہے تو تم اسے بھی کافر سمجھتے ہو ۔

کیا واقعاً !تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ وہی واسطے ہیں جنھیں ابن تیمیہ نے اپنی عبارت میں ذکر کیا ہے ؟

ائمہ اربعہ سے لے کر آج تک آٹھ سو سال گذر چکے ہیں لیکن علمائے اسلام میں سے کسی نے ان اعمال کو کفر نہیں جانا اور کوئی عاقل ایسا گمان بھی نہیں کرسکتا ۔

"واللہ ! لازم قولکم : ان جمیع الامة بعد زمان الامام احمدرحمة اللہ علماء ھا ، امراؤھا ، وعامتھا کلھم کفار، مرتدون ...".

خدا کی قسم ! تمہاری اس بات کا نتیجہ تو یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کے بعد ساری امت چاہے علماء ہوں یا حکام و عوام سب کے سب کافر و مرتد ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) خدا سے پناہ چاہتا ہوں ، خدا سے پناہ چاہتا ہوں ۔

یا تم یہ گمان کرتے ہو جیسا کہ تم میں سے بعض نے کہا ہے"ان الحجة ما قامت الابکم ، والا قبلکم لم یعرف دین الاسلام ".کہ تمہارے سوا حجت تمام نہیں ہوتی ؟اور سلف نے اسلام کو نہ پہچانا ؟[1]

---

(1)الصواعق الالھیة فی الرد علی الوھابیة: 38. یہ کتاب اردو زبان ابو طالب علیہ السلام اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاھور کی جانب سے شائع ہو چکی ھے اور اس کی عربی عبارت یوں ھے: ان ھذہ الامور حدثت من قبل زمن الامام احمد فی زمان ائمة الاسلام وانکرھا من انکرھا منھم ولا زالت حتی ملات بلاد الاسلام کلھا وفعلت ھذہ الافاعیل کلھا التی تکفرون بھا، ولم یرو عن احد من ائمه المسلمین انھم کفروا بذلک ولا قالوا : ھؤلاء مرتدون ولا امروا بجھادھم ، ولا سموا بلاد المسلمین بلاد شرک و حرب ،کما قلتم انتم ؛ بل کفرتم من لم یکفر بھذہ الافاعیل ، وان لم یفعلھا

.ایظنون ان ھذہ الامور من الوسائط التی فی العبارة الذی یکفرفاعلھا اجماعا ، وتمضی قرون الائمة من ثمان مائة عام ومع ھذا لم یرو عن عالم من علماء المسلمین انھا کفر؛بل مایظن ھذا عاقل ؛بل واللہ لازم قولکم : ان جمیع الامة بعد زمان الامام احمد ، علماء ھا، وامراؤ ھا ، وعامتھا ،کلھم کفار، مرتدون ، فانا للہ وانا الیہ راجعون ، واغوثاہ الی اللہ ثم واغوثا، ام تقولون کما یقول بعض عامتکم ان الحجة ما قامت الا بکم ، والا قبلکم لم یعرف دین الاسلام "

6۔ آیت اکمال کی وہابی مذہب پر تطبیق:

دولت عثمانی میں نیوی کالج کے میجر ایوب صبری لکھتے ہیں : سعود بن عبد العزیز نے مدینہ منورہ پر قبضہ کے بعد تمام اہل مدینہ کو مسجد النبی میں جمع کیا اور مسجد کے دروازے بند کروانے کے بعدیوں اپنی گفتگو کا آغاز کیا :

"یا اھالی المدینة ! ان دینکم الیوم قد کمل وغمرتکم نعمة الاسلام ورضی اللہ عنکم طبق قولہ تعالیٰ(الیوم اکملت لکم دینکم) فذرو ادیان آبائکم الباطلة ولا تذکروھم باحسان ابداً، واحذرو ان تترحموا علیھم؛لانھم ماتوا علی الشرک باسرھم".[1]

اے اہل مدینہ ! اس آیت شریفہ (الیوم اکملت لکم دینکم)[2]

---

(1)تاریخ الوہابیۃ:126.

(2)مائدہ5: 3.

کے مطابق آج تمہارا دین کامل ہوگیا اور تم نعمت اسلام سے مشرف ہو گئے ، خدا وند متعال تم سے راضی و خوشنود ہو گیا ۔ پس اپنے آباؤ اجداد کے باطل ادیان کو چھوڑ دو اور انھیں ہر گز نیکی سے یاد نہ کرو اور نہ ہی ان کے لئے رحمت کی دعا کرو اس لئے کہ وہ سب مشرک مرے ہیں ۔[1]

7۔ ابن جبرین کا شیعوں کے کفر کا فتویٰ دینا :

سعودی عرب کے ایک مفتی سے پوچھا گیا: کیا شیعہ فقراء کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے ؟

تو اس نے یوں جواب دیا: علماء اسلام کا کہنا ہے کہ کافر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور شیعہ چار دلیلوں کی بناء پر کافر ہیں :

1۔وہ قرآن پر تہمت لگاتے ہیں اور معتقد ہیں کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن کا 23 حصہ حذف ہو گیا ہے ۔ لہٰذا جو بھی قرآن پر تہمت لگائے وہ کافر اور اس آیت شریفہ : (وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ)[2](ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)کا منکر ہے ۔

2۔ سنت رسول اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث پر بھی تہمت لگاتے ہیں اور ان دونوں کتابوں کی احادیث پر عمل نہیں کرتے اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان

---

(1)تاریخ وہابیان : 107.

(2) سورۂ حجر : 9

دونوں کتابوں کی احادیث صحابہ سے نقل ہوئی ہیں اور صحابہ کو کافر سمجھتے ہیں نیز معتقد ہیں کہ پیغمبر ﷺ کے بعد علی، ان کی اولاد اور چند ایک صحابہ مانند سلمان و عمار وغیرہ کے سوا سب کافر و مرتد ہو گئے تھے۔

3۔ شیعہ، اہل سنت کو کافر سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے اور اگر پڑھ بھی لیں تو اس کو دوبارہ پڑھتے ہیں بلکہ وہ معتقد ہیں کہ اہل سنت نجس ہیں لہٰذا اگر کسی سنی سے مصافحہ کرتے ہیں تو ہاتھوں کو پانی سے پاک کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں کو کافر قرار دے وہ خود کفر کا سزاوار ہے جس طرح وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں اسی طرح ہم بھی انھیں کافر سمجھتے ہیں۔

4۔ شیعہ علی اور اولاد علی کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور انھیں خداوند متعال کی صفات سے متصف کرتے ہیں اور انھیں خدا کے مانند پکارتے ہیں۔

وہ اہل سنت کے اجتماعات میں شرکت نہیں کرتے اور نہ ہی سنی فقراء کو صدقہ دیتے ہیں اگر دیں بھی سہی تو ان کے دل میں ہمارے فقراء کا کینہ موجود ہے اور یہ سب کچھ تقیہ کی بناء پر انجام دیتے ہیں۔

یہاں تک کہ کہتا ہے:"من دفع الیهم الزکاة فلیخرج بدلها ؛ حیث اعطاها من یستعین بها علی الکفار، وحرب السنه ".(1)

---

(1) یہ وہابی مفتی کے تعصب اور مذہب شیعہ کے عقائد سے نا آشنائی کی واضح علامت ہے اس لئے کہ شیعہ عقائد سے آشنائی رکھنے والے افراد بخوبی آگاہ ہیں کہ ان چاروں میں سے کسی ایک عقیدہ کا بھی شیعہ عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ مزید معلومات کے لئے شیعہ عقائد کی کتب کا مطالعہ فرمائیں (مترجم) 1

1۔ سوال:"ماحکم دفع زکاة اموال اهل السنة لفقراء الرافضة "الشیعة "و هل تبرأ ذمة المسلم الموکل بتفریق الزکاة اذا دفعها للرافضی الفقیر ام لا ؟

جواب :" لقدذکر العلماء فی مولفاتهم فی باب اهل الزکاة انها لا تدفع لکافر ، ولا مبتدع، فالرافضة بلا شک کفارلاربعة ادلة:

الاول: طعنهم فی القرآن ، وادعاؤهم انه حذف منه اکثر من ثلثیه ، کما فی کتابهم الذی الفه النوری وسماه فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب وکما فی کتاب الکافی ، وغیره من کتبهم ، ومن طعن فی القرآن فهو کافر مکذب لقوله تعالیٰ :(وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُون)حجر(15) آیت 9.

الثانی : طعنهم فی السنة واحادیث الصحیحین ، فلا یعملون بها؛ لانها من روایة الصحابة الذین هم کفار فی اعتقادهم ، حیث یعتقدون ان الصحابة کفروا بعد موت النبی]صلی الله علیه و آله وسلم [الا علی و ذریته ، وسلمان و عمار، ونفر قلیل ، اما الخلفاء الثلاثة، وجماهیر الصحابه الذین بایعوهم فقد ارتدوا فهم کفار، فلا یقبلون احادیثهم ، کما فی کتاب الکافی وغیره من کتبهم .

الثالث : تکفیر هم لا هل السنة ، فهم لا یصلون معکم ، ومن صلی خلف السنی اعاد صلاته ؛ بل یعتقدون نجاسة الواحد منا، فمتٰی صافحنا هم غسلوا ایدیهم بعدنا ، من کفر المسلمین فهو اولی بالکفر ، فنحن نکفرهم کما کفرونا و اولیٰ .

الرابع: شرکهم الصریح بالغلو فی علی و ذریته ، ودعاؤهم مع الله ، وذلک صریح فی کتبهم وهکذا غلوهم ووصفهم له بصفات لا تلیق الابرب العالمین ، وقد سمعنا

ذلک فی اشرطتهم

.ثم انهم لا یشترکون فی جمعیات اهل السنة، ولا یتصدقون علی فقراء اهل السنة ، ولو فعلوا فمع البغض الدفین ، یفعلون ذلک من باب التقیة ، فعلی هذ ا من دفع الیهم الزکاة فلیخرج بدلها ؛ حیث اعطاها من یستعین بها علی الکفر، وحرب السنة ، ومن وکل فی تفریق الزکاة حرم علیه ان یعطی منها رافضیا ، فان فعل لم تبرا ذمته، وعلیه ان یغرم بدلها ، حیث لم یؤد الامانة الی اهلها ، ومن شک فی ذلک فلیقراء کتب الرد علیهم ، ککتاب القفاری فی تفنید مذهبهم ، وکتاب الخطوط العریضة الخطیب وکتاب احسان الهی ظهیر وغیرها . والله الموفق" اللؤ لؤ المکین من فتاوی فضلیة الشیخ ابن جبرین: 39.

اگر کوئی شخص کسی شیعہ کو زکوٰۃ دے تو اسے چاہیئے کہ دوبادرہ ادا کرے اس لئے کہ اس نے ایسے شخص کو زکوٰۃ دی ہے جو کفر کو تقویت دے رہا اور سنت رسول خدا ﷺ سے جنگ کر رہا ہے۔

8۔ شیعوں کے خلاف جہاد کا کھلا اعلان:

سعودی عرب کے ایک اور مفتی شیخ عبد الرحمان برّاک سے فتویٰ طلب کیا گیا: "هل يمكن ان يكون هناک جهاد بين فئتين من المسلمين "السنة مقابل الشيعة"؟ کیا شیعہ اور سنی کے درمیان جہاد ممکن ہے؟

اس نے جواب میں لکھا: "..ان كان لاهل السنة دولت وقوةواظهر الشيعة بدعهم ، وشركهم واعتقاداتهم ،فان على اهل السنة ان يجاهدوهم با لقتال ...[1]

---

(1) المنجد سائٹ سوال نمبر 10272 اور سائٹ (edaa.net)

اگر اہل سنت کے پاس طاقت حکومت ہو اور شیعہ اپنی بدعات ، شرک اور عقائد کا اظہار کریں تو اہل سنت پر واجب ہے کہ ان سے جہاد کر کے انھیں قتل کر ڈالیں ۔

بالکل اسی طرح کا فتویٰ شیخ عبد اللہ بن جبرین نے بھی صادر کیا ہے (و- talal sm.maktoobblog.com/forum maktoob.com)

9۔ سعودی عرب میں فتویٰ کی اعلیٰ کمیٹی کا شیعوں کے کفر کا فتویٰ:

سعودی عرب میں فتویٰ صادر کرنے والی اعلیٰ کمیٹی نے شیعوں کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھا :

"ان كان الامر كما ذكر السائل من ان الجماعة الذين لديه من الجعفرية يدعون عليا والحسن والحسين وسادتهم فهم مشركون مرتدون عن الاسلام "۔[1]

جیسا کہ سوال کیا گیا کہ وہ (یا علی) اور (یا حسن) اور (یا حسین) کہتے ہیں تو وہ مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔

اور اس فتویٰ پر اعلیٰ کمیٹی کے مندرجہ ذیل چار ارکان نے دستخط کئے ۔

چئرمین کمیٹی: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز ارکان کمیٹی : عبد الرزاق عفیفی ،

عبد اللہ بن غدیان اور عبد اللہ بن قعود

---

(1) فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء 3: 373، فتویٰ نمبر 3008.

10۔ زرقاوی کا شیعوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ:

عراق میں وہابیوں کے لیڈر نے انٹرنیٹ پر ایک اشتہار دیا:

ہمارے مخالف (شیعہ) آستین کا سانپ اور حیلہ گر بچھو ہیں اب ہم اپنے کافر و حیلہ گر دشمن سے جہاد کریں گے جو دوستی کا لبادہ اوڑھ کر اتحاد کی دعوت دیتے ہیں جب کہ اختلاف اور شر انھیں میراث میں ملا ہے۔

ایک تحقیق کرنے والا شخص بآسانی درک کر سکتا ہے کہ شیعہ ایک خطرہ ہیں اور تاریخ اس بات کی تائید کر رہی ہے کہ شیعہ اسلام کے علاوہ دوسرا دین ہے۔ یہ لوگ اہل کتاب کا شعار بلند کر کے یہود و نصاریٰ سے ملاقات کرتے ہیں۔ شیعوں کا شرک اس قدر واضح ہے کہ قبروں کی پرستش اور اپنے آئمہ کی قبور کا طواف کرتے ہیں اور اس قدر تجاوز کا شکار ہو چکے ہیں کہ یاران پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو کافر، امہات المومنین کو گالیاں اور قرآن کریم کو جعل کرتے ہیں۔

شیعہ کتب میں جو ابھی چھپ رہی ہیں اس گروہ نے اپنے لئے نزول وحی کا دعویٰ کیا ہے یہ بھی ان کے کفر کی ایک علامت ہے ۔

جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ شیعہ اپنا موروثی کینہ فراموش کر دیں گے تو یہ لوگ وہم و خیال کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس لئے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے عیسائیوں سے کہا جائے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر لٹکائے جانے کو بھول جائیں۔ کون عاقل ہے جو ایسا کام کرے گا؟

یہ قوم اپنے کفر کے علاوہ حکومتی بحران اور حکومت میں اپنی تعداد بڑھا کر سیاسی مکر وحیلہ کے ذریعے اپنے ہم پیمانوں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ۔

اس خیانت کار قوم نے طول تاریخ میں اہل سنت سے جنگ کی اور صدام کے زوال کے بعد "انتقام، تکریت سے انبار تک انتقام" کا نعرہ بلند کیا جو اہل سنت سے ان کے کینہ پر دلالت کر رہا ہے ۔[1]

11۔ وہابی مفتیوں کا حزب اللہ کے لئے دعا نہ کرنے کا فتویٰ دینا :

اسرائیل کے لبنان پر وحشیانہ حملے اور حزب اللہ کے شجاعانہ دفاع کے دوران متعصب وہابی مفتی شیخ عبد اللہ بن جبرین نے اسلام کے دشمنوں امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ حمایت کا اظہار کرنے کی خاطر یہ فتویٰ دیا :

حزب اللہ کی کسی قسم کی حمایت جائز نہیں ہے اور ان کی فتح کی دعا کرنا حرام ہے ۔ نیز تمام اہل سنت پر واجب ہے کہ وہ اس گروہ سے بیزاری کا اعلان کریں اور جو لوگ ان کے ساتھ ملنے کی فکر میں ہیں ان کی مذمت کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ شیعہ اسلام کے پرانے دشمن ہیں اور انہوں نے ہمیشہ اہل سنت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے ۔[2]

---

(1) ویب سائٹ BAZTAB.COM تاریخ 48 1384 بمطابق 2004 ئ۔

(2) سوال : "ھل یجوز نصرۃ (ما یسمّیٰ) حزب اللہ الرافضی ؟ وھل یجوز۔

انٹر نیشنل سروس "بازتاب" کی آسوشیٹڈپریس سے نقل کی گئی رپورٹ کے مطابق وہابی مفتی شیخ صفر الحوالی نے اپنی ویب سائٹ پر اعلان کیا:

"حزب اللہ جس کا معنی خدا کا شکر ہے در حقیقت حزب الشیطان ہے" اسی طرح یہ بھی کہا ہے: حزب اللہ کے لئے ہر گز دعا نہ کریں۔

یہ فتویٰ وہابیوں نے اس نظریہ کی بناء پر دیا ہے کہ شیعہ رافضیہ ہیں اور یہ فتویٰ اس فتویٰ کی پیروی میں صادر کیا گیا ہے جو تین ہفتے پہلے ایک مشہور سعودی مفتی شیخ عبد اللہ بن جبرین نے دیا تھا۔

آسو شٹڈ پریس نے اس بات کا اضا بھی فہ کیا ہے:

یہ فتویٰ اس وقت صادر کیا گیا ہے جب عرب ممالک کے روڈ اور سڑکیں حزب اللہ کی حمایت اور اسرائیل کی مذمت کے بارے میں نکالے جانے والے جلوسوں

الا نضوا ء تحت امرتهم وهل يجوز الدعاء لهم بالنصر والتمكين ؟ وما نصيحتكم للمخدعين بهم من اهل السنة؟"

جواب : "لايجوز نصرةهذا الحزب الرافضی ، ولايجوز الانضواء تحت امرتهم ، ولا يجوز الدعاء لهم بالنصر والتمكين ، نصيحتنا لاهل السنة ان يتبروا منهم، وان يخذلوا من ينضموا اليهم ، وان يبينوا عداوتهم للاسلام والمسلمين وضرر هم قديما وحديثا على اهل السنة ، فان الرافصة دائما يضمرون العداء لاهل السنة ، ويحاولون بقدر الاستطاعة اظهار عيوب اهل السنة والطعن فيهم و المكرهم ، واذاكان كذلک فان كل من والاهم دخل فی حكمهم لقول الله تعالیٰ (ومن يتولهم منكم فانه منهم)" ودعوا الى نصرة الحزب بالدعاء والنصرة المادية ، كما تسببت فتوىٰ بن جبرين فی تصادم مواقف رجال الد ين السلفين والوهابيين "سائٹ (www. watan. com) الرياض، الاسلام اليوم، 12 277 14 ، م 86 2006

شيخ عبد الله بن جبرين ، شماره فتوی، 15903 تاريخ فتوی 1427621 ھ (526 85) بمطابق1772006 شبكه نور الاسلام (www.islamlight. net)

سے بھری ہوئی ہیں یہاں تک کہ اردن جیسے ملک میں بھی لوگوں نے ان جلوسوں میں شرکت کی ہے جہاں کی اکثر آبادی یورپ سے متاثر اہل سنت پر مشتمل ہے۔

کہا گیا ہے کہ اب جب جنگ اپنے انتہائی مراحل کو پہنچ چکی ہے تو ایسی حالت میں اس طرح کا فتویٰ دینے کا مقصد فقط وہابی لیڈروں کا عالم اسلام کے اتحاد اور حزب اللہ کے نقش قدم پر چل کر کسی بھی غیر مسلم آزادی خواہ شہری سے اپنی ناراضگی کا اظہار کرنا ہے۔(1)

---

(1) *اس مطلب کو الوطن سائٹ پریوں بیان کیا گیا ہے* :"قالالحوالی عصر یوم الخميس امام تجمع استقبله فی مدينة النماص الجنوبية القريبة من قرية الحولة مسقط راسه على حدود منطقة عسير والباحة: انه لايجوز الدعاء لحزب الله بالنصر على اسرائيل ؛ كما هاجم الحوالى الشيعة فی السعودية ووصمهم بالشرک .

ورغم معاناة الحوالى من جلطة دماغية اصابته العام الماضى وسببت له اعاقة دائمة وشلل جزئى الا انه مستمر فی اصدار الفتاوى .

واكد موقع (امة الاسلام) الذى يشرف عليه الشيخ على بن مشعوف احد منظمى زيارة الحوالى ، ان الفتوى صدرت بحضور قاضى محافظة النماص الشيخ محمّد المهنا، وعدد كبير من مشائخ المحافظة وطلاب العلم فيها ولا قت تاييدهم .

وتاتى فتوىٰ الحوالى بعد ثلاثة اسابيع من فتوىٰ مشابهة اصدرها الشيخ عبد الله بن جبرين ، الرجل الثانى فی الهرم الدينى للحركة الوهابية، يحرم فيها الدعا ، لحزب الله اللبنانى، ويطلب فيه ممن يعتبرهم من المسلمين السنة بختذيل من ينضم اليهم .

وسبب فتوىٰ ابن جبرين رد ة فعل عنيفة من علماء المسلمين السنة فی العالم حيث فرضها غالبية علماء مصر و فلسطين والجزائز و سوريا والاخوان المسلمين،

سعودی عرب کے ایک اور وہابی مفتی شیخ ناصر عمر نے بھی کہا ہے :

حزب اللہ سے دشمنی سب پر واجب ہے اس لئے کہ وہ ہمیشہ اہل سنت کے دشمن رہے ہیں :[1]

12۔ سعودی مفتی اور ابن تیمیہ کی مخالفت:

متعصب وہابیوں کا یہ فتویٰ ان کے مذہب کے مفکر ابن تیمیہ کے فتویٰ کے خلاف ہے بلکہ کاسۂ داغ تر از آش ہے۔

اس لئے کہ ابن تیمیہ نے شیعوں سے اپنی تمام تر دشمنی اور مخالفت کے باوجود ایک شخص جو یہود و نصاری کو شیعوں پر ترجیح دیتا ہے اس کے سوال کے جواب میں واضح طور پر کہا:

"جو لوگ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی شریعت پر ایمان رکھتے ہیں اگرچہ بدعت گذار ہی کیوں نہ ہوں مانند خوارج ، شیعہ ، مرجئہ ، اور قدریہ یہودیوں سے بہتر ہیں جو پیغمبر ﷺ کی رسالت کے منکر ہیں "

اور مزید کہا: "یہود و نصاری کا کفر روشن ہے لیکن اہل بدعت اگر پیغمبر ﷺ

(www.wat an.com) (1)

کی پیروی کریں تو یقینا کافر نہیں ہیں اور اگر اہل بدعت کو کافر سمجھ بھی لیا جائے پھر بھی ان کا کفر پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)کی تکذیب کرنے والوں کے کفر کے مانند نہیں ہے ۔[1]

---

(1)جواب ابن تیمیه : "الحمد لله کل من کان مومنا بما جاء مُحَمَّد فهو خیر من کل من کفر به وان کان فی المومن بذلک نوع من البدعةسواء کانت بدعة الخوارج والشیعة و المرجئه والقدریةاو غیرهم ؛ فان الیهود والنصاریٰ کفار کفرا معلوما بالاضطرار من دین الاسلام ، المبتدع اذاکان یحسب انه موافق للرسول لا مخالف له لم یکن کافر ابه ولقد قدر انه یکفر فلیس کفره مثل کفر من کذب الرسول]صلی الله علیه و آله وسلم [". مجموع الفتاوی ،35:201.

مسلمانوں کی تکفیر کے بارے میں وہابیوں کے نظریہ پر اعتراض

1۔ مسلمانوں کی تکفیر قرآنی آیات کی مخالفت کرنا ہے

ماضی اور حال میں ایک گروہ باکمال جرأت: بغیر کسی شرعی دلیل کے کچھ فرقوں کے کفر کا فتویٰ دے رہا ہے ۔ نہ جانے کس عقلی اور شرعی معیار کی بناء پریوں لوگوں کی عزت وآبرو سے کھیلا جا رہا ہے ؟

اس موضوع کے روشن ہونے کے لئے ایک نکتہ کا بیان کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ "مسلمان کسے کہتے ہیں ؟"یا دوسرے لفظوں میں "دین اسلام میں داخل اور اس سے خارج ہونے کی کیا حد ہے ؟"۔

بے شک مسلمان ہونے کا کمترین درجہ خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت و نبوت کی گواہی دینا ہے اگرچہ یہ شہادت وگواہی زبانی ہی کیوں نہ ہو ۔

قرآن کریم ، تمام مفسرین اور علماء و فقہاء کی آراء کے مطابق ایسے شخص کا جان ومال محفوظ ہے اور کوئی مسلمان اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔

مفسرین کے نزدیک اسلام اور مسلمان کی تعریف کو واضح کرنے کے لئے ہم یہاں پہ دو قرآنی آیات کی طرف اشارہ کررہے ہیں ۔

پہلی آیت :

خداوند معال بادیہ نشین عربوں کے اسلام کے بارے میں فرماتا ہے :

(قَالَتْ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِى قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ لاَيَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللهَ غَفُور رَحِيم)[1]

ترجمہ: یہ بدو عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ اسلام لائے ہیں کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے اور اگر تم اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا کہ وہ بڑا غفور و رحیم ہے ۔

---

(1)سورۂ حجرات :14.

ایمان اور اسلام میں فرق

اس آیت شریفہ میں ایمان کو اسلام کے بعد کا مرحلہ شمار کیا گیا ہے یعنی ایمان خاص ہے اور اسلام عام ہے ۔

راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں :

"الاسلام : الدخول فی السلم ، وھو ان یسلم کل واحد منھما ان ینالہ من الم صاحبہ ".[1]

اسلام ، سلامتی میں داخل ہونا ہے یعنی توحید و رسالت کے اقرار سے انسان ایک دوسرے کے ضرر سے محفوظ ہوجاتا ہے ۔

ابن جریر اس آیت شریفہ کی تفسیر میں زہری سے نقل کرتا ہے :

اسلام خدا کی وحدانیت کی شہادت و گواہی دینا ہے اور ایمان قول کے ساتھ عمل کا نام ہے ۔[2]

اسلام سلامتی میں داخل ہونا اور شہادتین کے اظہار سے مسلمانوں کے ساتھ جنگ سے بچنا ہے خدا وند متعال کا یہ قول جو نئے مسلمانوں کے ایک گروہ سے فرمایا: (وَلَمَّا یَدْخُلِ الْإِیمَانُ فِی قُلُوبِکُمْ)[3] ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے ۔

---

(1) مفردات راغب ، مادہ سلم.

(2) زہری سے نقل ہوا ہے :"الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا قال : ان الاسلام الکلمۃ والایمان العمل، "جامع البیان 26: 182 . شمارہ 24607. (3) سورۂ حجرات : 14.

درحقیقت زبانی اقرار اگر دل کو مسخر نہ کرے تو وہ اسلام ہے اور اگر زبان و دل دونوں اسے قبول کر لیں تو ایمان ہے اس لئے کہ ایمان اطمینان قلب کے ساتھ محکم عقیدے کا نام ہے ۔[1]

بنابر ایں مسلمان مفسرین کے نزدیک خدا کی توحید اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت و نبوت کے اقرار سے اسلام کا پہلا مرحلہ محقق ہوجاتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں انسان کا مال وجان اور عزت وناموس محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی کو اسے چھیڑنے کا حق نہیں ہوتا ۔

قرطبی کہتا ہے :

حقیقت ایمان وہی تصدیق قلب ہے جب کہ اسلام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لائے ہوئے احکامات کو ظاہری طور پر قبول کرنا ہے اور یہی مقدار انسان کی جان کے محفوظ ہونے کے لئے کافی ہے ۔[2]

ابن کثیر کہتا ہے :

---

(1)الدخول فی السلم و الخروج من ان یکون حربا للمومنین باظھار الشھادتین ، الا تری الی قولہ تعالیٰ (وَلَمَّا يَدْخُلْ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ) . الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل3: 569.

(2)وحقیقة الایمان التصدیق بالقلب ، واما الاسلام فقبول ما اتی بہ النبیﷺ [فی الظاھر، وذلک یحقن الدم ، تفسیر قرطبی16:299.

اس آیت سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ ایمان اسلام کی نسبت خاص ہے اور اہل سنت کا عقیدہ بھی یہی ہے اور یہ آیت اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ یہ بدو عرب منافق نہیں تھے بلکہ ایسے مسلمان تھے جن کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا تھا اور انھوں نے ایک ایسے مقام کا دعویٰ کیا جس تک پہنچے نہیں تھے لہٰذا خداوند متعال نے انھیںخبردار کیا۔

اور اگر وہ لوگ منافق ہوتے تو انھیں رسوا کیا جاتا جس طرح سورۂ برائت میں منافقین کا تذکرہ فرمایا:[1]

دوسری آیت:

خداوند متعال میدان میں اسلام لانے والے کفار کے بارے میں فرماتا ہے:

(يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذَا ضَرَبْتُمْ فِى سَبِيلِ الله فَتَبَيَّنُوا وَلاَتَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ الله مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِکَ كُنتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ الله عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ الله كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا)[2]

---

(1)وقد استفید من هذه الآیة الکریمة ان الایمان اخص من الاسلام ، کما هو مذهب اهل السنة والجماعة ...فدل هذا علی ان هؤلاء الاعراب المذکورین فی هذه الآیة لیسوا بمنافقین وانما هم مسلمون لم یستحکم الایمان فی قلوبهم ، فادّعوا لانفسهم مقاما اعلیٰ مما وصلو ا الیه ، فادّبوا فی ذلک ... ولو کانوا منافقین لعنفوا وفحهوا ، کما ذکر المنافقون فی سورة برأة تفسیر ابن کثیر4:234.

(2) سورۂ نسائ:94.

ترجمہ : اے ایمان والو! جب تم راہِ خدا میں جہاد کے لئے سفر کرو تو پہلے تحقیق کرلو اور خبردار جو اسلام کی پیش کش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے کہ اس طرح تم زندگانی دنیا کا چند روزہ سرمایہ چاہتے ہو اور خدا کے پاس بکثرت فوائد پائے جاتے ہیں آخر تم بھی تو پہلے ایسے ہی کافر تھے خدا نے تم پر احسان کیا کہ تمہارے اسلام کو قبول کرلیا (اور دل چیر نے کی شرط نہیں لگائی)تو اب تم بھی اقدام سے پہلے تحقیق کرو کہ خدا تمہارے اعمال سے خوب با خبر ہے ۔

سیوطی لکھتا ہے :

بزار ، دار قطنی اور طبرانی نے عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک گروہ کو جہاد کے لئے بھیجا جن میں مقداد بھی تھے جب یہ گروہ اس قبیلے کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سب لوگ بھاگ گئے ہیں مگر ایک شخص مال و ثروت زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ کر نہ بھاگا ۔ جب اس نے مسلمان مجاہدین کو دیکھا تو شہادتیں پڑھنا شروع کیں مقداد نے تلوار کھینچی اور اس کی گردان اڑادی ۔

ان میں سے ہی ایک مسلمان نے کہا: تم نے خدا کی گواہی کے بعد اسے قتل کیا؟ میں تمہارے اس عمل کی خبر رسول خدا ﷺ کو دوں گا۔ جب پیغمبر ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچے تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص نے توحید کا اقرار کیا لیکن مقداد نے اسے قتل کر ڈالا۔ فرمایا: مقداد کو بلایا جائے۔ جب مقداد آئے تو فرمایا: تو نے "لا الہ الا اللہ" کا اقرار کرنے کے بعد اس شخص کو قتل کیا ہے؟ روز قیامت کیا جواب دوگے؟ اتنے میں خداوند متعال نے یہ آیت نازل فرمائی۔[1]

قابل غور نکتہ:

اس دوسری آیت میں ایمان سے مراد اس کا لغوی معنی امن ہے۔، یعنی اگر کوئی شخص شہادتین پڑھ لے تو اسے یہ نہ کہا جائے کہ تجھے امان نہیں ملے گی بلکہ شہادتین کے اقرار سے انسان مسلمان اور اس کا مال وجان محفوظ ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ ابن جوزی نے حضرت علی علیہ السلام، ابن عباس، عکرمہ، ابو العالیہ، یحییٰ بن یعمر اور ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ وہ "مومناً" میم کے فتحہ کے ساتھ قرائت کرتے کہ جس کا معنی امان ہے۔[2]

---

(1)بعث رسول الله صلى الله عليه آله وسلم سرية فيها المقداد بن الاسود ، فلما اتوا القوم وجدوهم قد تفرقوا وبقى رجل له مال كثير لم يبر ح، فقال :"اشهد ان لا اله الا الله " فاهوى اليه المقداد فقتله . فقال له رجل من اصحابه : اقتلت رجلا شهد ان لا اله الا الله؟ لا ذكرن ذلک النبى صلى الله عليه آله وسلم، فلما قدموا على رسول الله صلى الله عليه آله وسلم قالوا: يا رسول الله ، ان رجلا شهد ان لا اله الا الله فقتله المقداد فقا ل: ادعواا لى المقداد ، فقال : يا مقداد! اقتلت رجلا يقول لا اله الا الله ؟ فكيف لک بلا اله الا الله غدا ؟ فانز ل الله يا ايها الذين آمنوا اذا ضربتم فى سبيل الله الى قوله كذلک كنتم من قبل.درالمنثور2:200 تفسير ابن كثير1:552 و مجمع الزوائد 7: 9 .

(2)وقرا على وابن عباس وعكرمه وابو العالية ويحيى بن يعمر وابو جعفر : بفتح الميم الست مومنا من الامان . زاد المسير2:175.

2۔ مسلمانوں کی تکفیر سنت پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرنا ہے:

جس طرح مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ دینا قرآن مجید کے مخالف ہے اسی طرح سنت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بھی مخالف ہے اس بارے میں ہم یہاں پہ اہل سنت کی معتبر ترین کتب کے اندر موجود احادیث میں سے فقط چند ایک کی طرف اشارہ کریں گے۔

الف) مسلمانوں کی تکفیر سے شدید ممانعت:

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت جابر نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"...اهل لا اله الا الله لاتکفروهم بذنب ولا تشهد وا علیهم بشرک"[1]

لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کو گناہ کی وجہ سے مت تکفیر کرو اور ان پر شرک کی تہمت نہ لگاؤ۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:

"لا تکفروا احدا من اهل القبلة بذنب وان عملوا بالکبائر"

اہل قبلہ میں سے کسی کو گناہ کے سبب تکفیر نہ کرو اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو۔[2]

---

(1) المعجم الاوسط 5:96؛ مجمع الزوائد 1:106.

(2) مجمع الزوائد 1:106و107.

ب: دوسروں کو تکفیر کرنے والے کا کفر

بخاری نے ابو ذر سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول گرامی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ، ان لم یکن صاحبه کذلک "[1]

اگر کوئی شخص دوسرے کو گناہ یا کفر سے متہم کرے جب کہ وہ شخص گنہگار یا کافر نہ ہو تو وہ گناہ و کفر خود تہمت لگانے والے کی طرف پلٹے گا۔

عبد اللہ بن عمر نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ایما رجل مسلم کفر رجلا مسلما فان کان کافرا والا کان هو الکافر".[2]

جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہے اور وہ مسلمان کافر نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

نیز عبد اللہ بن عمر نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کیا ہے کہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(1) صحیح بخاری 7:604584، کتاب الادب، باب ماینھیٰ من السباب واللعن.

(2) کنز العمال 3:635 از سنن ابی داوٗد و مسند احمد 2:22. تھوڑے سے فرق کے ساتھ.

"كفوا عن اهل لا اله الا الله لا تكفروهم بذنب من اكفر اهل لا اله الا الله فهوا لى الكفر اقرب "۔[1]

لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے دست بردار ہو جاؤ اور انھیں گناہ کی وجہ سے تکفیر نہ کرو۔ جو شخص اہل توحید کی طرف کفر کی نسبت دیتا ہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے ۔

ج:اہل قبلہ کے قتل کی حرمت

صحیح بخاری نے انس بن مالک کے واسطے سے رسول خدا(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من صلی صلاتنا ، واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفرواالله فی ذمته ".(2)

جو ہماری طرح نماز پڑھے، قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارے ذبح شدہ حیوانات کا گوشت کھائے تو وہ مسلمان اور خدا و رسول ﷺ کی پناہ میں ہے پس عہد خدا کو نہ توڑو۔

د: خوف سے اسلام لانے والے کے قتل کی حرمت

صحیح مسلم نے اسامہ بن زید سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں : پیغمبر اکرم ﷺ

---

(1) معجم الکبیر12: 211؛ مجمع الزوائد1:106؛ فیض القدیر شرح جامع الصغیر5: 12؛ جامع الصغیر2 : 275؛کنز العمال3: 635.

(2) صحیح بخاری1:391102، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ.

نے ہمیں ایک قبیلہ کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا ، صبح کے وقت ہم اس قبیلہ کے پاس پہنچے ۔ میں نے ایک شخص کا پیچھا کیا تو اس نے کہا : " لا الہ الا اللہ "مگر میں نے نیزہ مار کر اسے قتل کر ڈالا ۔ مجھے احساس ہوا کہ میں نے غلط کام کیا ہے ، پیغمبر ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا:"اقال لا الہ الا اللہ وقتلتہ "کیا تو نے اسے "لا الہ الا اللہ "کہنے کے باوجود قتل کر دیا ؟

میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ ﷺ !اس نے اسلحہ کے خوف سے کلمہ پڑھا ۔ آنحضرت نے فرمایا: کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا ؟ پیغمبر ﷺ نے اس بات کا اس قدر تکرار کیا کہ میں آرزو کرنے لگا کہ اے کاش! آج ہی کے دن پیدا ہوا ہوتا (اور اس عظیم گناہ کا ارتکاب نہ کرتا)

سعد بن وقاص کہتا ہے : میں اس وقت تک کسی مسلمان کو قتل نہیں کروں گا جب تک اسامہ اسے قتل نہ کرے ایک شخص نے کہا : کیا خداوند متعال نے یہ نہیں فرمایا: (وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله الله) اور کافروں کو قتل کر و یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین فقط خدا ہی کا رہ جائے ۔

سعد نے کہا: ہم اس لئے جنگ کرتے ہیں کہ فتنہ ختم ہو جب کہ تم اور تمہارے ساتھی اس لئے لڑتے ہوتا کہ فتنہ برپا کر سکو ۔[1]

---

(1) صحیح مسلم 1: 18067 ، كتاب الايمان باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال لا اله الا الله.

ھ: کسی مسلمان کو قتل کرنے کے بعد اسلام لانے والے کے قتل کی حرمت :

ایک اور روایت میں نقل ہوا ہے کہ اسامہ بن زید نے ایک مشرک کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا جب پیغمبر ﷺ کو اس کی خبر ملی تو اسامہ کو طلب کیا اور فرمایا: اسے کیوں قتل کیا ہے ؟ میں نے کہا:"یا رسول اللہ اوجع فی المسلمین وقتل فلانا وفلا وسمی لہ نفرا وانی حملت علیہ فلما رای السیف قال لا الہ الا اللہ ".یا رسول اللہ ﷺ ! اس نے مسلمانوں کو اذیت پہنچائی ، فلاںو فلاں کو قتل کیا لیکن جب میں نے اس پر حملہ کیا تو تلوار کو دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھ لیا ۔

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس کے باوجود تو نے اسے قتل کر دیا؟ عرض کیا : جی ہاں.[1]

فرمایا: روز قیامت لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دو گے؟اس کے بعد لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کئی بار اس جملہ کو تکرار فرمایا : "فکیف تصنع بلا الہ الا اللہ اذا جاء ت یوم القیامة "[2]روز قیامت کلمہ توحید کا کیا کروگے ؟ عرض کرنے لگے : یا رسول اللہ ﷺ ! میرے لئے مغفرت طلب کریں۔

3۔ مسلمانوں کی تکفیر سیرت پیغمبر کے مخالف ہے

جس طرح مسلمانوں کو کافر کہنا سنت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

---

(1) صحیح مسلم 1:180167،

(2) صحیح مسلم 1:18167، کتاب الایمان ، باب 40، باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الہ الا اللہ.

مخالف ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بھی مخالف ہے جیسا کہ صحیح بخاری نے انس بن مالک کے واسطے سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله . فاذا قالوها وصلوا صلاتنا ، واستقبلوا قبلتنا، وذبحوا ذبيحتنا، فقد حرمت علينا دماؤهم واموالهم الا بحقها ، حسابهم على الله ".[1]

مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں، ہماری طرح نماز پڑھیں، قبلہ کی طرف رخ کریں اور ہمارے ذبح شدہ حیوانات کو کھائیں تو ان کا مال وجان ہم پر حرام ہو جائے گا سوا خدا کے حق کے اور (باقی رہا ان کے دل کا حال تو) اس کا حساب (کتاب) اللہ کے ذمہ ہے۔

عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں: عقبہ بن ابی معیط جب بھی سفر سے واپس آتا تو مکہ کے لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتا۔

وہ پیغمبر کے پاس اکثر بیٹھا کرتا اور آپ کی باتوں سے خوش ہوتا۔ ایک مرتبہ جب سفر سے واپس آیا تو کھانا بنایا اور پیغمبر ﷺ کو بھی دعوت دی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا":ما انا بالذى اكل من طعامك حتى تشهد ان لا اله الا الله وانى رسول الله "جب تک تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا

---

(1) صحیح بخاری 1:392102، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلۃ

اقرار نہیں کرے گا تب تک تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا۔
عقبہ کہنے لگا: میرے بھتیجے کھالے!
آپ ﷺ نے فرمایا:"ما انا الذی افعل حتی تقول! فشهد بذلک وطعم من طعامه "جب تک تو اسلام نہیں لاتا تب تک میں یہ کام نہیں کر سکتا! عقبہ نے خدا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی گواہی دی۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس کے ہاں کھانا کھایا.[1]
اسی سے ملتی جلتی حدیث ابن شہر آشوب نے مناقب میں نقل کی ہے۔[2]

4۔ مسلمانوں کی تکفیر صحابہ کی روش کے مخالف

بخاری اپنی صحیح میں میمون بن سیاہ سے نقل کرتا ہے کہ از انس بن مالک سے سوال کیا:"مایحرم دم العبد وماله فقال من شهد ان لااله الا الله ، واستقبل قبلتنا ،و صلی صلاتنا ، واکل ذبیحتنا ، فهو المسلم ، له ماللمسلم ، وعلیه ما علی المسلم "[3]کس چیز نے خون اور مال کو حرام کیا ہے، تو اس نے کہا: خدا کی وحدانیت کی گواہی قبلہ رخ ہونا اور ہماری طرح نماز پڑھنا اور گوشت کھانا اس حیوان کا کہ جس کو ہم نے ذبح کیا ہے پس جو بھی ایسا کرے مسلمان ہے اور جو حقوق مسلمان رکھتا ہے وہ بھی رکھتا ہے.

---

(1)تفسیر در المنثور 5: 68؛ تفسیر آلوسی 19: 11. (2)مناقب آل ابی طالب 1: 118.

(3) صحیح بخاری 1: 103۔ 393، کتاب الصلاۃ، باب فضل استقبال القبلہ.

5۔ مسلمانوں کی تکفیر علمائے اہل سنت کے عقیدہ کے مخالف

امام شافعی کا نظریہ : امام شافعی متوفیٰ 204 ہجری کہتے ہیں :

"اقبل شهادة اهل الا هواء الا الخطابية ؛ لانهم يشهدون بالزورلموافقيهم "[3]

میں تمام اہل بدعت کی شہادت قبول کروں گا سوا خطابیہ کے کہ وہ اپنے حامیوں کے لئے جھوٹی قسم جائز سمجھتے ہیں ۔

---

(3) مجموع نووی 4: 254؛ شرح صحیح مسلم 1: 60؛ البحر الرائق 1: 613 ؛ حاشیہ رد المختار ابن عابدین 4: 422.

ابو الحسن اشعری کا نظریہ :

مؤسس مذہب اشاعرہ ابو الحسن اشعری متوفیٰ 324ھ لکھتے ہیں :

"اختلف المسلمون بعد نبیهم ﷺ فی اشیاء ضلّل بعضم بعضا، وبرء بعضهم من بعض فصاروا فرقا متباینین واحزابا متشتتین الا ان الاسلام یجمعهم ویشتمل علیهم "[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد مسلمانوں میں بہت زیادہ مسائل پر اختلاف ایجاد ہوا یہاں تک کہ ایک دوسرے کو گمراہ اور برائت کا اظہار کرنے لگے۔ اگرچہ مخالف فرقوں میں تقسیم ہو گئے لیکن اسلام ان سب کو اپنے دامن میں اکٹھا کر لیتا ہے۔

زاہر بن احمد سرخسی متوفیٰ 389 ہجری ابو الحسن اشعری کا قریبی دوست تھا وہ نقل کرتا ہے کہ ابو الحسن اشعری نے اپنی وفات کے وقت اپنے اصحاب و پیرو کاروں کو جمع کیا اور ان سے کہا :

"اشهد وا علی اننی لا اکفر احدا من اهل القبلة بذنب، لانی رایتهم کلهم یشیرون الی معبود واحد والاسلام یشملهم ویعمهم".[2]

گواہ رہنا کہ میں نے اہل قبلہ میں سے کسی کو گناہ کی وجہ سے تکفیر نہیں کیا اس لئے کہ میں نے دیکھا یہ سب معبود واحد کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اسلام ان سب کو اپنے اندر شامل کر لیتا ہے۔

تکفیر ایمان سے سازگار نہیں :

اہل سنت کے معروف عالم دین شیخ الاسلام تقی الدین سبکی متوفیٰ 756 ہجری کہتے ہیں :

"ان الاقدام علی تکفیر المومنین عسر جدا ، وکل من کان فی قلبه ایمان یستعظم القول بتکفیر اهل الاهواء والبدع ، مع قولهم لا اله الا الله ، محمّد رسول الله ، فان التکفیر امر هائل

---

(1) مقالات الاسلامیین 1:2.

(2) الیوقیت والجواہر: 58.

عظیم الخطر ".[1]

مومنین کی تکفیر کا اقدام انتہائی سخت امر ہے اور ہر با ایمان شخص شہادتین کا اقرار کرنے والے اہل بدعت اور خواہشات پرست افراد کی تکفیر کو بہت مشکل کام سمجھتا ہے اس لئے کہ تکفیر انتہائی خطرناک کام ہے۔

جمہور فقہاء و متکلمین کا نظریہ:

قاضی عضد الدین ایجی متوفیٰ 756 ہجری لکھتا ہے:

"جمہور متکلمین والفقھاء علی ان لا یکفر احد من اھل القبلة...لم یبحث النبی عن اعتقاد من حکم باسلامه فیھا ولا الصحابة ولا التابعون ، فعلم ان الخطا فیھا لیس قادحا فی حقیقة الاسلام ".[2]

جمہور فقہاء و متکلمین کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو تکفیر نہیں کیا جا سکتا... پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر گز مسلمان ہونے والے کے عقیدہ کے بارے میں سوال نہ فرماتے اور صحابہ و تابعین کا طریقہ بھی یہی رہا۔ بنابراین عقیدہ میں خطا و اشتباہ حقیقت اسلام کو ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

پیغمبر اکرم ﷺ اور صحابہ کرام عقائد کی تحقیق کرتے: تفتازانی متوفیٰ 791 ہجری کہتے ہیں:

---

(1) الیواقیت والجواہر:58 (2) المواقف 3:560؛شرح المواقف 8: 339.

"ان مخالف الحق من اهل القبلة ليس بكافر مالم يخالف ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم و حشر الاجساد ، واستدل بقوله ان النبی ومن بعده لم يكونوا يفتشون عن العقائد وينبهون على ماهو الحق ".[1]

حق کے مخالف اہل قبلہ کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ وہ ضروریات دین مانند حدوث عالم اور قیامت وغیرہ کا انکار نہ کرے اس لئے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابہ کرام لوگوں کے عقائد کے بارے میں تحقیق نہ کیا کرتے بلکہ جو بظاہر حق ہوتا اسے لوگوں سے قبول کرتے ۔

صحابہ سے بغض اور انھیں گالی دینا کفر نہیں :

حنفی عالم ابن عابدین متوفی 1252 ہجری کہتے ہیں :

"اتفق الائمة على تضليل اهل البدع اجمع وتخطئتهم ، وسبّ احد من الصحابة وبغضه لا يكون كفرا ، لكن يضلل الخ.وذكر فی فتح القدير : ان الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين واموالهم ويكفّرون الصحابة ، حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث ، حكم البغاة ، وذهب بعض اهل الحديث الى انهم مرتدون . قال ابن المنذر : ولا اعلم احدا وافق اهل

---

(1) شرح المقاصد 5: 227؛ البحر الرائق 1: 612 تالیف ابن نجیم.

الحديث على تكفيرهم وهذا يقتضى نقل اجماع الفقهاء ".[1]

تمام آئمہ اہل بدعت کی گمراہی پر متفق ہیں لیکن کسی صحابی کو گالی دینا یا اس سے بغض رکھنا کفر نہیں ہے البتہ گمراہی کی نشانی ہے۔

شوکانی نے(متوفیٰ 1250 ہجری) فتح القدیر میں لکھا ہے: خوارج جو مسلمانوں کا مال وجان مباح اور صحابہ کو کافر قرار دیتے تھے وہ بھی اکثر فقہاء اور اہل حدیث کے نزدیک باغی ہیں اگرچہ بعض اہل حدیث نے انھیں مرتد کہا ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں: فقہاء میں سے کوئی بھی اس مسئلہ تکفیر میں اہل حدیث سے موافقت نہیں رکھتا بنابر ایں اجماع فقہاء ثابت ہے۔

مجتہد خطاء کی صورت میں اجر کا مستحق ہے:

اہل سنت کے معروف عالم ابن حزم متوفیٰ 456 ہجری لکھتے ہیں:

"وذهبت طائفة الى انه لا يكفر ولا يفسق مسلم بقول فى اعتقاد، اوفتيا! ، وان كل من اجتهد فى شئى من ذلک فدان بما راى انه الحق فانه ماجور على كل حال ، ان اصاب فأجران و اِن اخطافاجر واحد، قال: وهذا قول بن ابى ليلىٰ وابى حنيفه وشافعى وسفيان الثورى وداود بن على وهو قول كل من عرفنا له قولا فى هذه المسالة من الصحابة (رضى الله عنهم)لا نعلم منهم خلافا فى

(1)حاشیہ رد المختار4: 422.

ذلک اصلاً"[1]

بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ ایک مسلمان کو غلط عقیدہ یا غلطی سے فتویٰ دینے کی بناء پر کافر یا فاسق نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ اگر مجتہد اپنے اجتہاد کے نتیجہ میں ایک نظریہ پر پہنچتا ہے اور اسے حق سمجھتا ہے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا۔ اگر اس کا اجتہاد درست ہوا تو دو اجر کا مستحق قرار پائے گا اور اگر خطا کر بیٹھا تو ایک اجر کا مستحق قرار پائے گا۔ یہ نظریہ ابن لیلیٰ، ابو حنیفہ، شافعین، سفیان ثوری اور داؤد بن علی جیسے فقہاء کا ہے اسی طرح جن صحابہ نے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے ان میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

محمد رشید رضا متوفی 1354 ہجری لکھتے ہیں :

"ان ما اعظم ما بلیت به الفرق الاسلامیة رمی بعضهم بعضابالفسق والکفر مع ان قصد کل الوصول الی الحق بما بذلوا جهدهم لتاییده واعتقاده والدعوة الیه ، فالمجتهد وان اخطا معذور ".[2]

امت مسلمہ جس عظیم ترین مصیبت میں بتلا ہوئی وہ ایک دوسرے کو فسق و کفر سے متہم کرنا ہے جب کہ سب کے اجتہاد کا مقصد حق تک پہنچنا اور اس کی دعوت دینا ہے لہٰذا مجتہد اگر خطا کار ہو تو اجر کا مستحق ہے۔

---

(1) الفصل 3: 247، باب من یکفر و لا یکفر.

(2) تفسیر المنار 17: 44.

مفکر وہابیت ابن تیمیہ متوفی 728 ہجری لکھتا ہے :

"کان ابو حنیفه والشافعی وغیرهما یقبلون شهادة اهل الاهواء الا الخطابیة ویصححون الصلاة خلفهم ...ائمة الدین لا یکفّرون ولا یفسقون ولا یوثمون احداً من المجتهدین المخطئین ، لا فی مسائل علمیة ولا عملیة... کتنازع الصحابة : هل رآی محمّد ربه ... واهل السنة لا یبتدعون قولا ولا یکفّرون من اجتهد فاخطا کما لم تکفر الصحابة الخوارج مع تکفیرهم لعثمان وعلی ومن والاهما ".[1]

ابو حنیفہ ، شافعی اور دیگر علماء خطابیہ کے علاوہ باقی اہل بدعت کی گواہی قبول کرتے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتے ۔ آئمہ دین کسی مجتہد کو علمی مسائل میں خطاکی وجہ سے فاسق یا کافر قرار نہ دیتے اور یہ صحابہ کے اس آیت میں اختلاف کے مانند ہے کہ : کیا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ؟

اور اہل سنت، صحابہ کے مخالف کوئی بدعتی بات نہیں کرتے اور نہ ہی مجتہدین کو خطا کی وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے خوارج کو تکفیر نہ کیا جب کہ وہ عثمان، علی اور ان کے پیروکارونکوکافر سمجھتے تھے۔

---

(1) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ 4: 209 و15: 207 فتاویٰ الالبانی: 292.

خود وہابیوں کا تکفیر میں گرفتار ہونا

وہابی 270 سال حکومت اور بے گناہ مسلمانوں کو تکفیر اور ان کے قتل عام کے بعد اب خود اسی دامن تکفیر میں گرفتار ہو چکے ہیں جسے انھوں نے مسلمانوں کے لئے پھیلا رکھا تھا۔

مجلس کبار العلماء کا تکفیر کی مذمت کرنا

مجلس (کبار العلمائ) نے اپنی انچاسویں کانفرنس میں جو 141942 ہجری قمری بمطابق 1998ء میں طائف میں تشکیل پائی، اس میں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں تکفیر اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل مانند قتل و غارت، بم دھماکے، مختلف اداروں کو نیست ونابود کرنے جیسے امور کو زیر غور لایا گیا۔ اس موضوع اور اس کے آثار۔ چاہے وہ بے گناہ لوگوں کا قتل ہو یا ان کے اموال کو نابود کرنا یا خوف وہراس پھیلا کر معاشرے میں بدامنی ایجاد کرنا ہو۔ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجلس نے خیر خواہی، ادائیگی وظیفہ اور اسلامی مفاہیم میں اشتباہ کا شکار ہونے والے افراد سے درگذر کے عنوان سے ایک اعلان کیا جس میں مندرجہ ذیل نکات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خداوند متعال سے توفیق کی تمنا کی ہے۔

تکفیر بھی حلال و حرام کے مانند حکم شرعی ہے:

اولا:التکفیرحکم شرعی ، مدّده الی الله ورسوله ، فکما ان التحلیل والتحریم والایجاب الی الله ورسوله ، فکذلک التکفیر، ولیس کل ما وصف بالکفر من قول او فعل ، یکون کفرا اکبر مخرجاعن الملة .ولما کان مردّ حکم التکفیر الی الله ورسوله لم یجز ان نکفّر الا من دل الکتاب والسنة علی کفره دلالة واضحة ، فلا یکفی فی ذلک مجرد الشبهة والظن ، لما یترتب علی ذلک من الاحکام الخطیرة ، واذا کانت الحدود تدرء بالشبها ت ، مع ان ما یترتب علیها اقل مما یترتب علی التکفیر ، فالتکفیر اولی ان یدرء بالشبهات ؛ ولذلک حزر النبی من الحکم بالتکفیر علی شخص لیس بکافر ، فقال: " ایّما امریء قال لاخیه: یا کافر ، فقد باء بها احدهما ، ان کان کما قال والا رجعت علیه ".

1۔ تکفیر ایک حکم شرعی ہے جس کا معیار خدا و رسول ﷺ کی طرف سے بیان ہونا چاہئے جس طرح حلال و حرام اور واجب کا خدا کی طرف سے بیان ہونا ضروری ہے ۔اور ضروری نہیں کہ قول و فعل میں ہر طرح کے کفر سے مراد کفر اکبر ہو جس سے انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے ۔

جب کفر کا حکم خدا و رسول ﷺ کی جانب سے ہونا چاہئے تو پھر قرآن و سنت سے واضح دلیل کے بغیر کسی شخص کو کافر کہنا جائز نہیں ہے اور شک و احتمال کی بناء پر کفر ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ اس پر بہت سخت احکام جاری ہوتے ہیں ۔

جب شبہ کے ہوتے ہوئے حدود جاری نہیں ہو سکتیں اگر چہ وہ تکفیر سے کمتر ہی کیوں نہ ہوں تو پھر شبہ کی صورت میں بدرجہ اولیٰ تکفیر کی حد جاری نہیں ہوگی ۔یہی وجہ ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)نے کسی ایسے شخص کو تکفیر نہیں فرمائی ہے جو کافر نہ ہو اور فرمایا: جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو کہے : اے کافر! اگر اس نے درست کہا تو دوسرا شخص عذاب الٰہی میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر جھوٹ بولا تو وہ عذاب خود اس کی طرف پلٹے گا۔

"و قد يرد فى الكتاب والسنة مايفهم منه ان هذا القول او العمل او الاعتقاد كفر، ولا يكفر من اتصف به ، لوجود مانع يمنع من كفره ، وهذا الحكم كغيره من الاحكام التى لا تتم الا بوجود اسبابها وشروطها ، وانتفاء موانعها كمافى الارث سببه القربة قد لا يرث بها لوجود مانع كاختلاف الدين ، وهكذا الكفر يكره عليه المومن فلا يكفر به .وقد ينطق المسلم بكلمة الكفر لغلبة فرح او غضب او نحوهما فلا يكفر بها لعدم القصد ، كما فى قصة الذى قال : "اللهم انت عبدى وانا ربک " اخطأ من شدة الفرح.

کبھی کبھار قرآن و سنت میں ایسی تعبیر دکھائی دیتی ہے کہ فلاں بات ، فلاں عمل یا فلاں عقیدہ کفر کا موجب بنتا ہے جب کہ مانع کی وجہ سے ایسے عمل کے مرتکب شخص کو کافر نہیں کہا جاسکتا ۔ اس لئے کہ تکفیر بھی باقی احکام کے مانند ہے جس کے اثبات کے لئے اسباب و شرائط کا موجود ہونا اور موانع کا نہ ہونا ضروری ہے جیسے میراث کا سبب قرابت و رشتہ داری ہے لیکن دین میں اختلاف کی وجہ سے انسان میراث سے محروم ہو جاتا ہے (جیسے بیٹا کافر اورباپ مسلمان ہو)

اسی طرح اگر کسی مسلمان کو کفر آمیز کلمات ادا کرنے پر مجبور کیا جائے تو وہ اس کے کفر کا موجب نہیں بنیں گے ۔ نیز اگر کوئی مسلمان حد سے زیادہ خوشی یا غصہ کی وجہ سے کفر آمیز کلمہ کہہ بیٹھتا ہے تو وہ اس کے کفر کا سبب نہیں بنے گا اس لئے کہ اس نے اس کا ارادہ نہیں کیا اور یہ ویسا ہی ہے جیسے ایک شخص نے بے حد خوشی کی حالت میں کہہ دیا :"اللھم انت عبدی وانا ربک " اے اللہ ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں ۔

"والتسرع فی التکفیر یترتب علیه امور خطیرة من استحلال الدم والمال ،و منع التوارث وفسخ النکاح ،و غیرھا مما یترتب علی الردة ، فکیف یسوغ للمومن ان یقدم علیه لا دنی شبهة ...وجملة القول ان التسرع فی التکفیر له خطره العظیم ؛ لقول الله عزوجل:(قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّى الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْىَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللهِ مَا لاَتَعْلَمُونَ)[1]

تکفیر میں جلدبازی پر بہت زیادہ نقصانات مترتب ہوتے ہیں جیسے خون و مال کا مباح ہونا، میراث سے محرومی، میاں بیوی کے درمیان جدائی وغیرہ. بنا بر این کیسے ممکن ہے کہ کوئی مومن چھوٹے سے شبھ کی وجہ سے کسی کی طرف ایسی نسبت دے ؟(اور اتنی بڑی ذمہ داری اٹھائے ؟)

خلاصہ یہ کہ تکفیر میں جلدبازی کے انتہائی خطرناک اثرات ہیں اسی لئے خداوند متعال فرماتا ہے:

کہہ دیجئے کہ ہمارے پروردگار نے صرف بدکاریوں کو حرام کیا ہے چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی اور گناہ ناحق ظلم اور بلا دلیل کسی چیز کو خدا کا شریک بنانے اور بلا جانے بوجھے کسی بات کو خدا کی طرف منسوب کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

اس آیت مجیدہ کے مطابق ہر طرح کی بدکاری، ظلم و شرک، ناروا نسبت اور بغیر دلیل کے کسی بات کے خدا کی طرف منسوب کرنے کو حرام شمار کیا ہے۔

تکفیر کے سبب ہونے والے قتل عام کی حرمت:

"ثانیاً :ما نجم من هذ االاعتقاد الخاطیء من استباحة الدماء وانتهاک الاعراض ، وسلب الاموال الخاصة والعامة، وتفجیر المساکن والمرکبات ، وتخریب المنشأت ، فهذه الاعمال

---

(1) سورۃ اعراف:33.

وامثالها محرمة شرعا باجماع المسلمين ؛ لما فى ذلک من هتک لحرمة الانفس المعصومة ، وهتک لحرمة الاموال ، وهتک لحرمات الامن والاستقرار ، وحياة الناس الآمنين المطمئنين فى مساكنهم ومعايشهم ، وغدوهم و رواحهم ، وهتک للمصالح العامة التى لا غنى للناس فى حياتهم عنها ".

2۔ اس باطل عقیدہ کے نتیجہ میں خون ، مال اور ناموس کا مباح ہونا ، قتل وغارت ، گھروں، گاڑیوں اور تجارتی و دفتری مراکز کو دھماکوں سے اڑانا اور ان جیسے باقی امور کے حرام و گناہ ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس لئے کہ یہ امور مال وجان کی بے حرمتی اور صبح و شام دفاتر میں کام کے لئے آنے جانے والے افراد کی زندگی کے سکون کو نابود کرنے کا باعث بنتے ہیں اور اسی طرح معاشرے کی عمومی مصلحت کی تباہی کا موجب ہیں جس کے بغیر زندگی ممکن نہیں ۔

"و قد حفظ الاسلام للمسلمين اموالهم واعراضهم وابدانهم، وحرّم انهتاكها ، وشدّد فى ذلک ، وكان من آخر ما بلغ به النبى امته فقال فى خطبة حجة الوداع :"ان دماء كم واموالكم واعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا فى شهركم هذا، فى بلدكم هذا" ثم قال:"لأ هل بلغت ؟ اللهم فاشهد ". متفق عليه . وقال :"كل المسلم على المسلم حرام دمه و ماله وعرضه ".وقال عليه الصلاة والسلام : " اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة ".

جب کہ اسلام نے مسلمانوں کے مال وجان اورناموس کو محترم قرار دیا ہے اور کسی کو ان کی بے حرمتی کا حق نہیں دیا ۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو امور ابلاغ فرمائے ان میں سے آخری امر یہ تھا کہ آپ نے فرمایا:

تمہارا مال و جان اور ناموس ایک دوسرے کے لئے اسی طرح محترم ہے جس طرح آج کا دن (عید قربان کا دن) یہ مہینہ اور یہ مقدس مکان (مکہ معظمہ) محترم ہیں اور پھر فرمایا: خدایا ! گواہ رہنا میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے.

اسی طرح فرمایا: ہر مسلمان کا مال وجان اور ناموس دوسرے پر حرام ہے نیزیہ بھی فرمایا: ظلم سے پرہیز کرو اس لئے کہ ظلم قیامت کی تاریکیوں میں سے ہے ۔

"وقد تو عّد الله سبحانه من قتل نفساً معصومةً باشدّ الوعيد ، فقال سبحانه فی حق المومن:(وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ الله عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا)[1]

اور فرمایا :"جو بھی کسی مومن کو قصداً قتل کردے گا تو اس کی جزا جہنم ہے اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے اس کے لئے عذاب عظیم بھی مہیا کر رکھا ہے ۔"

---

(1) سورۂ نسائ: 93.

وقال سبحانه فی حق الکافر الذی له ذمة ، فی حکم قتل الخطاء : (إ.ِلاَّ أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِن فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ...)[1]

اسی طرح مسلمانوں کی پناہ میں زندگی بسر کرنے والے کافر کے غلطی سے قتل ہوجانے کے بارے میں فرمایا: "اس کی دیت اور کفارہ ادا کرو".

"فاذا کان الکافر الذی له امان اذا قتل خطأً ، فعلیه الدیة والکفارة، فکیف اذا قتل عمداً، فان الجریمة تکون اعظم ، والاثم یکون اکبر . وقد صح عن رسول الله انه قال : " من قتل معاهداً لم یرح رائحة الجنة ".

خدا وند متعال نے کسی بے گناہ کا غلطی سے خون بہانے پر بہت سخت سزا رکھی ہے ۔ اگر یہی قتل قصداً ہو تو یقینا اس کا گناہ اور جرم سنگین تر ہوگا ۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صحیح حدیث میں فرمایا : اگر کوئی ایسے غیر مسلم کو قتل کرے جو مسلمانوں سے پیمان باندھ چکا ہو تو وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا ۔

---

(2)سورۂ نسائ: 92.

تکفیر کے بدترین آثار سے اسلام کی بیزاری:

ثالثاً :"ان المجلس اذ یبین حکم تکفیر الناس بغیر برهان من کتاب الله وسنة رسوله وخطورة اطلاق ذلک ، لما یترتب علیه من شرور وآثام ، فانه یعلن للعام ان الاسلام بری ء من هذا المعتقد الخاطی ء ، وان مایجری فی بعض البلدان من سفک الدماء البریئة، وتفجیر المساکن والمرکبات والمرافق العامة وخاصة، وتخریب المنشآت هو عمل اجرامی ، والاسلام بری ء منه ".

3۔ قرآن و سنت سے دلیل کے بغیر کی جانے والی تکفیر اور اس کے بدترین آثار اور گناہ کے مذکورہ بالا حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے مجلس پوری دنیا کو یہ بتانا چاہتی ہے کہ اسلام اس طرح کے ہر قسم کے عقیدہ سے بیزار ہے اور بے گناہوں کا خون بہانا ، عمارتوں، گاڑیوں اور عمومی وخصوصی مراکز کا تباہ کرنا وغیرہ یہ ایک مجرمانہ عمل ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

"وهکذا کل مسلم یومن بالله والیوم الآخر بری ء منه ، وانما هو تصرف من صاحب فکر منحرف، وعقیدة ضالة، فهو یحمل اثمه وجرمه ، فلا یحتسب عمله علی الاسلام ، ولا علی المسلمین المهتدین بهدی الاسلام ، المعتصمین بالکتاب والسنة ، والمستمسکین بحبل الله المتین ، وانما هو محض افساد واجرام تاباه الشریعة والفطرة؛ ولهذا جاء ت نصوص الشریعة قاطعة بتحریمه، محذرة من مصاحبة اهله".

اسی طرح ہر مسلمان جو خدا و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ ان کاموں سے بیزار ہے اور یہ کام تنہا منحرف اور گمراہ لوگوں کا ہے جس کا گناہ بھی انھیں کی گردن پر ہے اور اسے اسلام اور قرآن و سنت کی پیروی کرنے والے ہدایت یافتہ مسلمانوں کے حساب میں شمار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے جسے شریعت اسلام اور فطرت سلیم قبول کرنے کو تیار نہیں ۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی روایات نے ان امور کو یقینی طور پر حرام قرار دیا ہے اور ان امور کے مرتکب افراد کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے...

اور پھر اس اعلان میں ان آیات و روایات کو ذکر کیا گیا ہے جو اس بات کی نشاندہی کررہی ہیں کہ اسلام ، محبت و دوستی ، نیکی میں ایک دوسرے سے تعاون ، منطقی و عقلی گفتگو کا حکم دیتا ہے اور تعصب و غصہ سے ممانعت فرماتا ہے۔

اور اس اعلان کے آخر میں خدا وند متعال کو اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کا واسطہ دیتے ہوئے یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں سے اس مصیبت کو دور کرے اور اسلامی ممالک کے سر براہوں کو ملک و ملت کو فائدہ پہنچانے کی توفیق دے تاکہ اس فساد کی جڑیں کاٹ سکیں ۔ اور خدا وند متعال اپنے دین کی مدد اور کلمۂ حق کی سربلندی کے لئے ان کی نصرت اور مسلمانونکے امور کی اصلاح اور ان کے ذریعے سے حق کی مدد فرمائے اس لئے کہ خدا اس پر ولی و قادر ہے ۔ خدا کا درود و سلام ہو محمد ﷺ ان کی آل اور اصحاب پر۔ [1]

اس اعلان پر دستخط کرنے والی شخصیات :

مجلس کے چیئرمین مفتی اعظم سعودی عرب عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، صالح بن محمد بن اللحیان ، راشد بن صالح بن خنین ، محمد بن ابراہیم ابن جبیر، عبد اللہ بن سلیمان المنیع ،عبد اللہ بن عبد الرحمن الغدیان، صالح بن فوزان الفوزان، محمد بن صالح العثیمین ، عبد اللہ بن عبد الرحمن البسام ، حسن بن جعفر العتمی، عبد العزیز بن عبد اللہ بن محمد آل الشیخ،(یہ بن باز کے فوت ہونے کے بعد سعودی عرب کا مفتی ہوگا)ناصر ابن حمد الراشد، محمد بن عبد اللہ السبیل ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم آل الشیخ ، محمد بن سلیمان البدر، عبد الرحمن بن حمزۃ المرزوقی، عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، محمد بن زید آل سلیمان، بکر بن عبد اللہ ابو زید، عبد الوہاب بن ابراہیم ابو سلیمان ، صالح بن عبدا لرحمان الاطرم،

سعودی بادشاہ کا تکفیر کرنے والے وہابی مفتیوں پر حملہ

سعودی عرب کے بادشاہ ملک عبد اللہ نے تکفیر کرنے والے مفتیوں کو گمراہ ،

---

(1)اس اعلان کی اصلی کاپی بندہ (2004ء میں سعودی عرب سے لے کر آیا تھا جسے فقیہ گرانقدر استاد محترم حضرت آیت العظمیٰ سبحانی کی خدمت میں پیش کیا اور انھوں نے اسے اپنی چار جلدوں پر مشتمل کتاب (معجم طبقات المتکلمین) کے صفحہ نمبر 100 پر نقل کیا ہے اور حضرت آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی نے اسے اپنی کتاب (وہابیت بر سر دوراہی) میں ذکر کیا ہے ۔چونکہ ان کا ترجمہ انتہائی سلیس تھا لہٰذا ہم نے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اسی کو نقل کیا ہے ۔

گمراہ کنندہ اور ان کے اس ارتکاب کو شرک سے بھی عظیم گناہ قرار دیا ہے ۔

ابناء سے نقل کرتے ہوئے شیعہ نیوز کی رپورٹ کے مطابق (المجمع الفقھی برابطۃ العالم الاسلامی) کی انیسویں کانفرنس جو بارہ سے 1 ٹھارہ آبان 1386 بمطابق 2007 ء میں تشکیل پائی اس میں شاہ عبد اللہ نے اس کانفرنس میں شرکت کرنے والوں کو ان گمراہ اور گمراہ کنندہ مفتیوں کے خلاف قیام کرنے کی دعوت دی ہے جنھوں نے امت مسلمہ کو قتل دھماکوں اور تکفیر جیسے عظیم فتنہ میں بتلا کر رکھا ہے ۔

شاہ عبداللہ نے تکفیری فتوی جاری کرنے والے وہابی شیوخ کو سیٹلائٹ اورانٹرنیٹ کے شیوخ کا لقب دیتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ نادانی میں خدا پر بھی افتراء باندھتے ہیں اوران کا یہ کام عظیم ترین مصائب کا باعث اورکبیر ترین گناہوں بلکہ شرک باللہ سے بھی بدتر وبالاتر ہے ۔

شاہ عبد اللہ نے اپنے اس پیغام میں یہ بھی کہا ہے کہ بعض مفتی جو پلک جھپکنے کی دیر میں فتویٰ صادر کردیتے ہیں اگرچہ ان کو اپنی خطا کا علم بھی ہو جائے پھر بھی اپنا فتویٰ واپس لینے کو تیار نہیں ہوتے جب کہ یہ ان کے تکبر اور شیطان کے سامنے تسلیم ہونے کی علامت ہے ۔

کہا گیا ہے کہ اس کانفرنس کا مقصد ڈش اور انٹرنیٹ پر صادر کئے جانے والے فتوی کو باضابطہ بنایا تھا ۔[1]

---

(1)شیعہ نیوز 5 آبان 1386 شمسی.

مفتی اعظم سعودیہ کا عراق میں ہونے والے خودکش دھماکوں کی مذمت کرنا

خبرگزاری مہر سے نقل کرتے ہوئے شیعہ نیوز کی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کے مفتی شیخ عبد العزیز آل شیخ نے سعودی عرب میں منتشر ہونے والے ایک بیان میں عراق کے اندر ہونے والے مسلحانہ اور خودکش حملوں میں سعودی باشندوں کی شرکت کے بارے میں اظہار ناراحتی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگرچہ یہ حملے قابض فوجوں سے مقابلہ کے بہانہ سے انجام دیئے جاتے ہیں لیکن اس کی قربانی عراق کی اکثریتی آبادی شیعہ لوگ بنتے ہیں ۔

اور کہا ہے :"کئی سالوں سے سعودی نوجوان خدا کی راہ میں جہاد کے بہانہ سے ملک سے خارج ہو رہے ہیں یہ نوجوان دین سے عشق و محبت تو رکھتے ہیں لیکن حق و باطل میں تشخیص کی قدرت نہیں رکھتے "

انہوں نے مزید کہا: یہ چیز باعث بن رہی کہ غیر ملکی طاقتیں جہاد کے بہانہ سے انھیں اپنا آلہ کار بنا کر اپنے نجس اہداف تک پہنچ سکیں: یہاں تک کہ ہمارے نوجوان شرق و غرب کی تجارت کا وسیلہ بنے ہوئے ہیں جس کا اسلام اور مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے ۔

اسی طرح اس سعودی مفتی نے یہ بھی کہا ہے: یہ نوجوان فریب کاری اور دھوکہ بازی کے نتیجہ میں ایسے کام انجام دیتے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

شیخ عبد العزیز آل الشیخ نے یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ سعودی عرب کے سرمایہ دار لوگ عراق کے دہشت گردوں کی مالی حمایت کررہے ہیں اپنے ملک کے سرمایہ داروں سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ ان دہشت گرد گروہوں کی مدد نہ کریں ۔

نیز کہا ہے کہ میں ان سرمایہ داروں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنا پیسہ خرچ کرنے میں احتیاط سے کام لیں تاکہ کہیں ان کا پیسہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا باعث نہ بنے ۔[1]

---

(1) شیعہ نیوز 10 مہر 1386 از خبر گزاری مہر. مطابق 2007ئ۔

فصل ششم

وہابی اور مسلمانوں پر بدعت کی تہمت

آئین وہابیت کی بدکاریوں میں سے بدترین برائی یہ ہے کہ جو چیز ان کے افکار سے مطابقت نہ رکھتی ہو اسے بدعت اور شرک سمجھ بیٹھے ہیں کہ جس کی طرف اس فصل میں اشارہ کر رہے ہیں ۔

1۔ میلاد النبی ﷺ کو بدعت قرار دینا :

سابق مفتی اعظم سعودی عرب لکھتا ہے :

"لا يجوز الاحتفال بمولد الرسول ﷺ ولا غيره ؛ لان ذلک من البدع المحدثة فی الدين ، لان الرسول]ﷺ [لم يفعله ولاخلفاؤ ه الراشدون ولا غيرهم من الصحابة رضی الله عنهم ولا التابعون لهم باحسان فی القرون المفضلة ".[1]

---

(1) مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعۃ1: 83فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء3: 18.

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کسی دوسرے شخص کا میلاد منانا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ دین میں ایجاد کی جانے والی بدعات میں سے ہے چونکہ رسول خدا ﷺ خلفائے راشدین، دوسرے صحابہ یا تابعین میں سے کسی نے اسے انجام نہیں دیا۔

2۔ مدئن کے شروع میں مدئیں:

سعودی عرب میں مجلس دائمی فتویٰ نے سوگواری کے مراسم کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

"لايجوز الاحتفال بمن مات من الانبياء والصالحين ولا احياء ذكراهم بالموالدو...لان جميع ما ذكر من البدع المحدثة فى الدين ومن وسائل الشرک ".[1]

انبیاء و صالحین کی مجالس سوگواری اور ان کے یوم ولادت کی محافل برپا کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ بدعت اور شرک کا وسیلہ ہیں۔

3۔ اذان سے پہلے یا بعد میں پیغمبر ﷺ پر درود بھیجنا:

سعودی عرب میں مجلس دائمی فتوی نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود و سلام بھیجنے کے سوال کے جواب میں لکھا ہے:

"ذكر الصلاةوالسلام على الرسول ﷺ قبل الاذان ، وهكذا الجهر بها بعد الاذان ، مع الاذان ، من البدع

---

(1) مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعۃ3: 54 فتویٰ نمبر 1774

المحدثة فی الدین ، وقد ثبت عن النبی ﷺ انه قال: "من احدث فی امرنا هذا، مالیس منه فهو رد "متفق علیه .و فی روایة : "من عمل عملاً لیس علیه امرنا فهو رد".راوه مسلم ... من فعل تلک البدعة ومن اقرها ومن لم یغیرها وهو قادر علی ذلک فهو آثم".[1]

اذان سے پہلے یا اس کے بعد پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجنا بدعت ہے جسے دین میں ایجاد کیا گیا ہے ۔ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

اگر کوئی شخص ہمارے بیان کردہ احکام میں کسی چیز کا اضافہ کرے تو وہ مردود ہے ۔

اسی طرح فرمایا اگر کوئی شخص ایسا عمل انجام دے جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو اس کا یہ عمل قبول نہیں ہوگا ۔

سابق مفتی اعظم سعودی عرب بن باز نے بھی اسی طرح کا فتویٰ دیا ہے ۔[2]

وہابیوں کے مظالم کی فصل میں گذرچکا کہ مفتی مکہ مکرمہ زینی دحلان لکھتے ہیں :

وہابی منبر پر اور اذان کے بعد پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پردرود بھیجنے سے

---

(1) مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعة2:501 فتویٰ نمبر9696.

(2)فتاوی اسلامیة1: 251.

منع کرتے ہیں ایک نابینا شخص نے اذان کے بعد درود پڑھا تو اسے محمد بن عبد الوہاب کے سامنے پیش کیا گیا اس نے درود بھیجنے کے جرم میں اس نابینا موذن کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔

زینی دحلان مزید لکھتے ہیں: اگر وہابیوں کی اس جیسی بدکاریوں کو زیر قلم لایا جائے تو کتابیں بھر جائیں۔[1]

4۔ قبر پیغمبر ﷺ کے پاس قبولیت کے قصد سے دعا کرنا:

سعودی عرب کی مجلس فتویٰ کا رکن شیخ صالح فوزان لکھتا ہے:

"من البدع التی تقع عند قبة الرسول ﷺ کثرة التردد علیه، کلما دخل المسجد ذهب یسلم علیه، و کذلک الجلوس عنده، ومن البدع کذلک، الدعاء عند قبر الرسول ﷺ او غیره من القبور، مظنة ان الدعاء عندها یستجاب ".[2]

قبر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس زیادہ رفت وآمد، وہاں بیٹھنا، آنحضرت پر سلام بھیجنا بدعت شمار ہوتا ہے اسی طرح قبر رسول ﷺ یا کسی اور کی قبر کے پاس اس نیت سے دعا کرنا کہ شاید وہاں پہ قبول ہو جائے یہ بھی بدعت ہے۔

---

(1) فتنة الوہابیة:20.

(2) مجلة الدعوة:37، شمارہ 1612.

5۔ رسول خدا ﷺ کو قرآن یا نماز کا ثواب ہدیہ کرنا :

سعودی عرب کی مجلس دائمی فتوی نے لکھا ہے :

"لا يجوز اهداء الثواب للرسول ﷺ ، لا ختم القرآن ولا غيره ، لان السلف الصالح من الصحابة رضى الله عنهم ، ومن بعدهم ، لم يفعلوا ذلک ، والعبادات توقيفية ".[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ختم قرآن وغیرہ کا ثواب ہدیہ کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ صحابہ اور تابعین نے یہ کام نہیں کیا اور عبادات توقیفی ہیں ۔

6۔قل خوانی :

سعودی عرب کے ایک مفتی شیخ عثیمین نے لکھا ہے :

"واما الاجتماع عند اهل الميت وقرائة القرآن ، وتوزيع التمر واللحم ، فكله من البدع التى ينبغى للمرء تجنّبها، فانه ربما يحدث مع ذلک نياحة وبكاء وحزن ، وتذكر للميت حتى تبقى المصيبة فى قلوبهم لا تزول . وانا انصح هولاء الذين يفعلون مثل هذا ، انصحهم ان يتوبوا الى الله عزوجل ".[2]

میت کے گھر والوں کے پاس جمع ہونا اور اسی طرح میت کے لئے قرآن کی

---

(1)فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء 9: 58 ، فتویٰ نمبر 2582.

(2)فتاویٰ منار الاسلام 1: 270.

تلاوت کرنا، کھجوریں اور گوشت تقسیم کرنا بدعت ہے جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے چونکہ یہ کام پسماندگان کے لئے غم و اندوہ، گریہ اور نوحہ کا باعث بنتا ہے جس سے وہ اس مصیبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اور میں ایسے افراد کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے کاموں سے دوری اختیار کریں اور خداوند متعال سے توبہ طلب کریں۔

7۔مردونکو نماز کا ثواب ہدیہ کرنا:

سعودی عرب کی مجلس دائمی فتویٰ نے لکھا ہے:

"لا یجو زان تھب ثواب ما صلیت للمیت ؛ بل ھو بدعة؛ لانه لم یثبت عن النبی ﷺ ولاعن الصحابة رضی الله عنهم ".[1]

میت کو نماز کا ثواب ہدیہ کرنا بدعت ہے چونکہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نقل نہیں ہوا۔

8۔ تلاوت قرآن سے پروگرام کا آغاز:

سعودی مفتی شیخ عثیمین لکھتا ہے:

"اتخاذ الندوات والمحاضرات بآیات من القرآن دائماً کانھا سنّة مشروعة ، فھذالا ینبغی"[2]

ہمیشہ تلاوت قرآن سے سنت سمجھ کر مجالس و محافل کا آغاز کرنا جائز نہیں ہے۔

---

(1)فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث الافتاء 4: 11؛ فتویٰ نمبر 7482.

(2) نور علی الدرب: 43.

9۔مل کر تلاوت قرآن یا دعاء کرنا

سعودی عرب کی مجلس دائمی فتویٰ نے لکھا ہے:

"ان قرأة القرآن جماعة بصوت واحد بعد كل من صلاة الصبح والمغرب او غيرهما بدعة، وكذا التزام الدعا ء جماعة بعد الصلاة".[1]

ایک جگہ جمع ہو کر صبح یا مغرب کی نماز کے بعد ایک آواز میں مل کر قرآن کی تلاوت اور دعا کرنا بدعت ہے۔

10۔تلاوت قرآن کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا:

سعودی عرب کی مجلس دائمی فتویٰ نے لکھا ہے:

"قول صد ق الله العظيم بعد الانتها من قراء ة القرآن بدعة"[2]

تلاوت قرآن کے بعد "صدق الله العظيم" کہنا بدعت ہے۔

سعودی مفتی شیخ عثیمین نے بھی اسی طرح کا فتویٰ دیا ہے:[3]

---

(1)فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث و الافتاء 3: 481، فتویٰ نمبر4994.

(2)فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء 4: 149، فتویٰ نمبر3303.

(3)ختم التلاوة به اى بقول (صدق الله العظيم) غير مشروع ولا مسنون ، فلايسن للانسان عند انتهاء القرآن الكريم ان يقول : (صد ق الله العظيم). **فتاوی اسلامیہ**4: 17

11۔خانہ کعبہ کے غلاف کو مس کرنا :

سعودی مفتی شیخ عثیمین لکھتا ہے :

"التبرک بثوب الکعبة والتمسح به من البدع ؛ لان ذلک لم یرد عن النبی ﷺ ".[1]

خانہ کعبہ کے غلاف کو متبرک سمجھنا اور اس کو مس کرنا بدعت ہے چونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس بارے میں نقل نہیں ہوا۔

12۔ تسبیح کے ساتھ ذکر کرنا :

سابق مفتی اعظم سعودی عرب بن باز نے لکھا ہے :

"لا نعلم اصلا فی الشرع المطهّر للتسبیح بالمسبّحة ، فالاولیٰ عدم التسبیح بها، والاقتصار علی المشروع فی ذلک ، وهو التسبیح بالانامل ".[2]

---

(1) مجموع الفتاویٰ ابن عثیمین، فتویٰ 366.

(2) فتاویٰ الاسلامیة 2: 366.

تسبیح کے ساتھ ذکر کرنا شریعت میں بیان نہیں ہوا لہذا بہتریہ ہے کہ شرعی طریقہ کو اپنا جائے اور وہ ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھنا ہے۔

اے کاش! اس سے یہ بھی سوال کیا جاتا کہ چمچہ کے ساتھ کھانا کھانا، گاڑی اور جہاز میں سفر کرنا بھی شریعت میں بیان ہوا ہے یا نہیں ؟

13۔ سالگرہ منانا:

وہابی مفتی شیخ عثیمین لکھتا ہے:

"ان الاحتفال بعيد الميلاد للطفل ، فيه تشبه باعداء الله ؛ فان هذه العادة ليست من عادات المسلمين ،وانما ورثك من غيرهم وقد ثبت عنه ﷺ :" ان من تشبه بقوم فهو منهم".[1]

بچوں کا برتھ ڈے منانا اسلامی عادات میں سے نہیں ہے بلکہ یہ دشمنوں سے میراث میں ملا ہے۔ اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے: جو کسی قوم سے شباہت اختیار کرے گا وہ انھیں کے ساتھ محشور ہوگا۔

دوسری جگہ لکھا ہے:

"واما اعياد الميلاد للشخص او اولاده او مناسبة زواج ونحوها، فكلها غير مشروعة وهى البدعة اقرب من الاباحة".[2]

---

(1) فتاویٰ منار الاسلام 1: 43. (2) مجموع فتاویٰ ورسائل ابن عثیمین 2: 302.

اگر کوئی شخص اپنا یا اپنے بچوں کا برتھ ڈے منائے یا شادی کی سالگرہ منائے تو اس نے خلاف شریعت کام کیا اور یہ کام بدعت سے نزدیک تر ہے۔

سعودی عرب کی مجلس دائمی فتویٰ نے برتھ ڈے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

"اعياد الموالد نوع من العبادات المحدثةفى دين الله فلا يجوز عملها لاى من الناس مهما كان مقامه او دوره فى الحياة "[1]

برتھ ڈے ایک طرح کی عبادت ہے جسے دین میں اضافہ کیا گیا ہے لہذا کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے چاہے وہ معاشرے کی کتنی ممتاز شخصیت ہی کیوں نہ ہو۔

---

(1)فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث والافتاء 3 83 ،فتوی نمبر 2008.

بدعت کے بارے میں وہابی افکار کی رد

بدعت کے صحیح مفہوم کا درک نہ کرنا:

بدعت کے بارے میں وہابیوں کا جو نظریہ بیان کیا گیا اس کے متعلق حسن ظن رکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے بدعت کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھا جس کی وجہ سے تو ہم کا شکار ہو گئے اور ہر وہ چیز جو ان کے افکار کے مخالف ہو اسے بدبینی کی عینک سے دیکھتے ہوئے بدعت قرار دے دیتے ہیں۔ لہٰذا پہلے ہم بدعت کے لغوی معنی کو بیان کریں گے اور اس کے بعد قرآن و سنت کی رو سے بدعت کے بارے میں تحقیق کریں گے۔

بدعت کا لغوی معنیٰ:

جوہری لکھتا ہے:

"انشاء الشيء لا على مثال السابق ، واختراعه وابتكاره بعد ان لم يكن ...".[1]

بدعت کا معنی ایک بے سابقہ چیز کا اختراع کرنا ہے جس کا نمونہ پہلے موجود نہ ہو.

یقیناً آیات و روایات میں بدعت کے اس معنی کو حرام قرار نہیں دیا گیا اس لئے کہ اسلام انسانی زندگی میں نئی ایجادات کا مخالف نہیں ہے بلکہ انسانی فطرت کی تائید کرتا ہے جو ہمیشہ انسان کو اس کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں نئی ایجادات کی راہنمائی کرتی ہے۔

بدعت کا شرعی معنیٰ:

دین میں بدعت کے جس معنی کے بارے میں بحث کی جاتی ہے وہ دین میں کسی شے کو دین سمجھ کر کم یا زیادہ کرنا ہے اور یہ معنیٰ اس لغوی معنیٰ سے بالکل جدا ہے جسے بیان کیا گیا۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"والبدعة فی المذهب : ايراد قول لم يستن قائلها وفاعلها فيه

---

(1) الصحاح 3: 113؛ لسان العرب 8: 6؛ کتاب العین 2: 54

بصاحب الشريعة واماثلها المتقدمة واصولها المتقنة ".[1]

دین میں بدعت ہر وہ قول و فعل ہے جسے صاحب شریعت نے بیان نہ کیا ہو اور شریعت کے محکم و متشابہ اصول سے بھی نہ لیا گیا ہو۔

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں :

"والمحدثات بفتح الدال جمع محدثة ، والمراد بها : ما احدث وليس له اصل فى الشرع ويسميه فى عرف الشرع بدعة ، وماكان له اصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة ".[2]

ہر وہ نئی چیز جس کی دین میں اصل موجود نہ ہو اسے شریعت میں بدعت کہا جاتا ہے اور ہر وہ چیز جس کی اصل پر کوئی شرعی دلیل موجود ہو اسے بدعت نہیں کہا جائے گا۔

یہی تعریف عینی نے صحیح بخاری کی شرح [3]، مبارکپوری نے صحیح ترمذی کی شرح [4] ، عظیم آبادی نے سنن ابی داؤد کی شرح [5] اور ابن رجب حنبلی نے جامع العلوم میں ذکر کی ہے۔ [6]

---

(1) مفردات الفاظ القرآن :39.

(2) فتح الباری 13: 212.

(3) عمدۃ القاری 25: 27.

(4) تحفۃ الاحوذی 7: 366 .

(5) عون المعبود 12: 235 .

(6) جامع العلوم والحکم :160 طبع ہند.

شیعہ متکلم و فقیہ نامور سید مرتضیٰ بدعت کی تعریف میں لکھتے ہیں :

"البدعة زيادة فی الدين أو نقصان منه ،من اسناد الی الدين"[1]

بدعت ،دین میں کسی چیز کا دین کی طرف نسبت دیتے ہوئے کم یا زیادہ کرنا ہے۔

طریحی کہتے ہیں :

"البدعة: الحدث فی الدين ، ومالیس له اصل فی کتاب ولا سنة ، وانما سمیت بدعة؛ لان قائلها ابتدعها هو نفسه "[2]

بدعت، دین میں ایسا نیا کام ہے جس کی قرآن و سنت میں اصل موجود نہ ہو اور اسے بدعت کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ بدعت گذار اسے اپنے پاس سے اختراع کرتا ہے۔

بدعت کے ارکان

گذشتہ مطالب کی بناء پر بدعت کے دو رکن ہیں :

1۔ دین میں تصرف:

دین میں کسی بھی قسم کا تصرف چاہے وہ اس میں کسی چیز کے زیادہ کرنے سے

(1) رسائل شریف مرتضیٰ 2: 264، ناشر دار القرآن الکریم قم.

(2) مجمع البحرین 1: 163 ، مادہ بدَع.

ہو یا اس میں کسی چیز کے کم کرنے سے مگر اس شرط کے ساتھ کہ تصرف کرنے والا اپنے اس عمل کو خدا یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف نسبت دے۔

لیکن انسانی طبیعت کے تنوع کی خاطر نئی ایجادات جیسے فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال وغیرہ بدعت نہیں کہلائیں گے۔

2۔ کتاب میں اس کی اصل کا نہ ہونا:

بدعت کی اصطلاحی و شرعی تعریف کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی ایجادات اس صورت میں بدعت قرار پائیں گی جب منابع اسلامی میں ان کے بارے میں کوئی دلیل خاص یا عام موجود نہ ہو۔

جب کہ ایسی نئی ایجادات جن کی مشروعیت کو بطور خاص یا عام قرآن و سنت سے استنباط کرنا ممکن ہو انھیں بدعت کا نام نہیں دیا جائے گا جیسے اسلامی ممالک کی افواج کو جدید اسلحہ سے لیس کرنا کہ جس کے جواز پر بعض قرآنی آیات کے عموم سے استنباط کیا جا سکتا ہے مانند:

(وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ...) [1]

ترجمہ: اور (مسلمانو!) ان کفار کے (مقابلہ کے) واسطے جہاں تک تم سے ہو سکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا)

سامان مہیا کرو اس سے خدا کے دشمن اور اپنے دشمن پر دھاک بٹھا لو گے۔

اس آیت شریفہ میں (وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ) جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت بڑھاؤ) کے حکم عام سے اسلامی افواج کو جدید ترین اسلحہ سے مسلح کرنے کا جواز ملتا ہے۔[2]

---

(1) سورۂ انفال: 60.

(2) وہابیت، مبانی فکری وکارنامۂ عملی: 83، تالیف آیت اللہ سبحانی، خلاصہ اور تصرف کے ساتھ.

بدعت قرآن کی رو سے

1۔ قانون گذاری کا حق فقط خدا ہی کو ہے:

قرآن کی رو سے تشریع اور قانون گذاری کا حق فقط اور فقط خداوند متعال کو ہے اور کوئی دوسرا اس کے اذن کے بغیر قانون وضع کر کے اس کے اجراء کرنے کا حکم نہیں دے سکتا۔

(إِنْ الْحُکْمُ إِلاَّ لِلّهِ أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِیَّاهُ ذَلِکَ الدِّینُ الْقَیِّمُ وَلَکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لاَیَعْلَمُونَ)[1]

ترجمہ: حکم تو بس خدا ہی کے واسطے خاص ہے اس نے تو حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔یہی سیدھا دین ہے مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے ہیں۔

(أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ یَّاهُ) کے قرینہ سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ (الحکم) سے مراد قانون گذاری ہے۔

---

(1) سورۂ یوسف :40

2۔ انبیاء کو بھی شریعت میں تبدیلی کا حق نہیں :

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وظیفہ شریعت الٰہی کو لوگوں تک پہنچانا اور اسے اجراء کرنا ہے وگرنہ احکام اسلام میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لا سکتے اور کفار کی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس درخواست کہ۔ آپ اپنے دین میں تبدیلی لائیں یا ایسا قرآن لے کرآئیں جو ہماری مرضی کے مطابق ہو۔ کے جواب میں خداوند متعال نے اپنے نبی کو حکم دیا :

(... قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ بَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ تَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ)[1]

ترجمہ (اے رسول ﷺ !) تم کہہ دو کہ مجھے یہ اختیار نہیں کہ میں اسے اپنے جی سے بدل ڈالوں۔ میں تو بس اسی کا پابند ہوں جو میری طرف وحی کی گئی ہے میں تو اگر اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو بڑے (کٹھن کے) دن سے ڈرتا ہوں۔

3۔ قرآن میں رہبانیت کی بدعت کی مذمت :

خداوند متعال نے عیسائیوں کی رہبانیت جسے انھوں نے بندگان خدا کی راہ پر جال کے طور پر بچھا رکھا ہے اسے بدعت اور خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے سخت مذمت فرمائی ہے :

(رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَامَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلاَّ ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللهِ

---

(1) سورۂ یونس : 15.

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِير مِنْهُمْ فَاسِقُونَ)[1]

ترجمہ: اور رہبانیت (لذت سے کنارہ کشی) ان لوگوں نے خود ایک نئی بات نکالی تھی ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر (ان لوگوں نے) خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے (خود ایجاد کیا) تو اس کو بھی جیسا نبھانا چاہئے تھا نہ نبھا سکے۔ تو جو لوگ ان میں سے ایمان لائے ان کو ہم نے اجر دیا ور ان میں بہت سے بدکار ہیں۔[2]

4-بدعت ، خدا کی ذات پر تہمت لگانا ہے:

خداوند متعال نے مشرکین کو دین میں بدعت ایجاد کرنے اور اسے خدا کی طرف نسبت دینے کی وجہ سے سخت مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

(قُلْ رَأَيْتُمْ ماأَ نْزَلَ اللہ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلاَلًا قُلْ أَاللہ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللہ تَفْتَرُونَ)[3]

ترجمہ (اے رسول ﷺ !) تم کہہ دو کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ خدا نے تم پر روزی نازل کی تو اب اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال بنانے لگے۔ (اے

رسول ﷺ !) تم کہہ دو کہ کیا خدا نے تمہیں اجازت دی ہے یا تم خدا پر بہتان باندھتے ہو.

---

(1) سورۂ حدید: 27.

(2) تفسیر نمونہ 23: 382.

(3) سورۂ یونس: 59.

5۔ بدعت، خدا کی ذات پر جھوٹ باندھنا ہے:

ایک اور آیت شریفہ میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

(وَلاَتَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلاَل وَهَذَا حَرَام لِتَفْتَرُوا عَلَى اللهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ لاَيُفْلِحُونَ) [1]

ترجمہ: اور جھوٹ موٹ جو کچھ تمہاری زبان پر آئے (بے سمجھے بوجھے) نہ کہہ بیٹھا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ اس کی بدولت خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ خدا پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

---

(1) سورۂ نحل: 116.

بدعت ، روایات کی روشنی میں

جس طرح قرآن مجید نے بدعت گذاروں کی شدید مذمت کی ہے اور ان کے اقوال کو حقیقت سے دور ، جھوٹ اور تہمت پر مبنی قرار دیا ہے اسی طرح شیعہ و سنی کتب کے اندر موجودہ روایات میں بھی بدعت گذار کی مذمت اور ا سے فاسق وبدکار انسان قرار دیا گیا ہے ، نمونہ کے طور پر چند ایک روایات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں :

1۔ہر بدعت مردود ہے :

اہل سنت کی دو معتبر کتب صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کا قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من احدث فی امرنا هذا، مالیس فیه فهو رد".[1]

جو شخص ہماری لائی ہوئی شریعت میں ایسی چیز کا اضافہ کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ مردود ہے ۔

"...من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد".[2]

جو شخص ایسا عمل کرے جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو وہ عمل مردود ہے ۔

صحیح مسلم میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

بہترین کلام ، کلام خدا ہے اور بہترین ہدایت ، ہدایت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور بدترین کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔

2۔ہر بدعت گمراہی ہے :

صحیح مسلم میں رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کا فرمان بیان کیا گیا ہے :

---

(1) صحیح بخاری 3:167؛ کتاب الصلح ، باب قول الامام لا صحابہ ...؛ صحیح مسلم 5: 132 ، کتاب الاقضیۃ ، باب بیان خیر الشھود..

(2) صحیح بخاری 3: 24 ،کتاب البیوع ، باب کم یجوز الخیار؛ صحیح مسلم 5:132، کتاب الاقضیۃ ، باب بیان خیر الشھود.

"فان خير الحديث كتاب اللہ وخير الهدیٰ هدى مُحَّد و شر ا لا مور محدثا تها وكل بدعة ضلالة ".[1]

بہترین کلام ، کلام خدا ہے اور بہترین ہدایت ، ہدایت پیغمبر گرامی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور بدترین امور بدعات ہیں جو دین میں ایجاد کی جاتی ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔

سنن نسائی میں ہے :

"کل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار "[2]ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ جہنم ہے ۔

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں :پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ فرمان :"کل بدعة ضلالة" ہر بدعت گمراہی ہے ۔

منطوق و مفہوم یعنی ظاہر اور دلالت کے اعتبار سے ایک قاعدہ کلی ہے اس لئے کہ اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بھی بدعت پائی جائے وہ گمراہی ہے اور شریعت سے خارج ہے اس لئے کہ پوری کی پوری شریعت ہدایت ہے اس میں گمراہی کا کوئی امکان نہیں ۔

اگر ثابت ہو جائے کہ فلاں حکم بدعت ہے تو منطق کے اعتبار سے یہ دو

---

(1) صحیح مسلم 3:11 کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والجمعة.

(2) سنن نسائی 3:188 ؛ جامع الصغیر سیوطی 1:243؛ صحیح ابن خزیمہ 3:143 ؛ دیباج علی مسلم 1:5.

مقدمے (یہ حکم بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) صحیح ہیں جن کا نتیجہ یہ حکم گمراہی اور دین سے خارج ہے۔ خود بخود ثابت ہو جائے گا۔

اور اس جملہ "کل بدعۃ ضلالۃ" سے آنحضرت ﷺ کی مراد ہر وہ نیا کام ہے جس پر شریعت میں کوئی دلیل خاص یا عام موجود نہ ہو۔[1]

روایات شیعہ کی روشنی میں بدعت

کتب شیعہ میں بھی بدعت کی مذمت اور اس سے جنگ کرنے کے بارے میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک کی طرف اشارہ کر رہے ہیں :

1۔ بدعت، سنت کی نابودی کا باعث :

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں :"ما احدثت بدعة الا ترک بها سنة[2] جب بھی کوئی بدعت ایجاد ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے ایک سنت نابود ہو جاتی ہے۔

2۔ بدعت گذار پر خدا، ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے :

امام محمد باقر علیہ السلام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

---

(1) کل بدعت ضلاله ،قاعدة شرعيه كلية بمنطوقهاومفهومهااما منطوقها فكان يقال حكم كذابدعة وكل بدعةضلالة فلاتكون من الشرع لان الشرع كله هدى فان ثبت ان الحكم المذكوربدعة صحت المقدمات وانتجتاالمطلوب والمرادبقوله ،كل بدعة ضلالة ، مااحدث ولادليل له من الشرع بطريق خاص ولاعام ، فتح البارى 13:212

(2) *نہج البلاغہ، خطبہ* :145؛ *مستدرک الوسائل* 12: 324؛ *بحار الانوار*2: 264.

"من احدث حدثا ، او آوى محدثا ، فعليه لعنة الله ، والملائكة ، والناس اجمعين ، لا يقبل منه عدل ولا صرف يوم القيامة ..."[1]

جو شخص بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعت گزار کو پناہ دے (اس کے لئے امکانات فراہم کرے) اس پر خدا ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا...

3۔ بدعت گزار کے ساتھ ہم نشینی کی ممانعت:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

"لا تصبحوا اهل البدع ولاتجالسوهم فتصيروا عند الناس كواحد منهم ، قال رسول الله (ﷺ) : المرء على دين خليله وقرينه"[2]

بدعت گزاروں کے ساتھ مت اٹھو بیٹھو کہ کہیں تمہیں بھی لوگ انھیں میں شمار نہ کرنے لگیں چونکہ انسان اپنے دوست کا ہم مذہب ہوتا ہے۔

4۔ اہل بدعت سے بیزاری واجب ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل

---

(1) وسائل الشیعہ 29: 28؛ بحار الانوار 27: 65؛ سنن ابو داؤد 2: 275، طبع دار الفکر للطباعۃ بیروت؛ سنن نسائی 8:20 ، طبع دار الفکر للطباعۃ بیروت۔

(2) اصول کافی 2: 375، 3، باب مجالسۃ اہل المعاصی۔

کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"واذا رائیتم اھل الریب والبدع من بعدی فاظھروا البراء ۃ منھم واکثروا من سبھم والقول فیھم والوقیعۃ.."[1]

اگر میرے بعد اہل شک اور بدعت گزاروں کو دیکھو تو ان سے بیزاری و نفرت کا اظہار کرو ان پر سب و شتم کرو اور ان کی برائی کو بیان کرو (تاکہ معاشرے میں ان کا مقام گر جائے اور ان کی بات کی اہمیت نہ رہے)

5۔بدعت گذار کا احترام، دین کی نابودی:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"من تبسم فی وجہ مبتدع فقد اعان علی ھدم دینہ "[2]

جو شخص بدعت گذار کے سامنے اظہار تبسم کرے اس نے دین کی نابودی میں اس کی مدد کی ہے۔

نیز فرمایا:"من مشیٰ الی صاحب بدعۃ فوقرہ فقد مشی فی ھدم الاسلام ".[3]

جو شخص بدعت گذار کی ہمراہی اور اس کا احترام کرے درحققیت اس نے دین اسلام کی نابودی کی طرف ایک قدم بڑھایا۔

---

(1)اصول کافی 2: 4375، باب مجالسۃ اہل المعاصی.

(2) بحار الانوار47: 217،مناقب ابن شہر آشوب 3: 375؛ مستدرک الوسائل 12: 322.

(3)محاسن برقی 1: 208؛ثواب الاعمال شیخ صدوق: 258؛ من لا یحضرہ الفقیہ 3: 572؛ بحار الانوار2:304.

6۔ بدعت کا مقابلہ کرنے کا حکم:

مرحوم کلینی (رحمۃ اللہ علیہ) نے محمد بن جمہور کے واسطے سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذا ظهرت البدع فی امتی فلیظهر العالم علمه ، فمن لم يفعل فعليه لعنة الله "۔[1]

ترجمہ: جب میری امت میں بدعات ظاہر ہونے لگیں تو علماء پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کریں (اور اس بدعت کا راستہ روکیں) پس جو ایسا نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

کیا بزرگان دین کی یاد منانا بدعت ہے؟

اس فصل کے شروع میں بیان کر چکے کہ وہابی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے میلاد اور انکی وفات کے سوگ منانے کو بدعت قرار دیتے ہیں۔

سابق سعودی مفتی اعظم بن باز کا فتویٰ بھی نقل کر چکے کہ وہ کہتا ہے:

میلاد النبی ﷺ جائز نہیں ہے چونکہ دین میں بدعت شمار ہوتا ہے اس لئے کہ رسول خدا ﷺ، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ وتابعین نے یہ کام انجام نہیں دیا:[2]

اسی طرح سعودی عرب کی مجلس دائمی فتویٰ نے مراسم سوگواری کے بارے میں سوال کے جواب میں لکھا ہے:

انبیاء و اولیاء کی وفات کی یاد منانا جائز نہیں ہے چونکہ یہ دین میں بدعت اور شرک کا وسیلہ ہے۔[3]

---

(1) اصول کافی 1: 254، باب البدع.

(2) لايجوز الاحتفال بمولد الرسول الله ﷺ ولا غيره ؛ لان ذلک من البدع المحدثة فی الدين ، لان الرسول (ص) لم يفعله ولاخلفاؤه الراشدون ولا غيرهم من الصحابة رضی الله عنهم والتابعون لهم باحسان فی القرون المفضلة "مجموع فتاوی ومقالات متنوعة 1:183 وفتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء 3: 18.

(3) لا يجوز احتفال بمن مات من الانبياء والصالحين والاحياء ذكراهم بالموالد و...لان جميع ماذكر من البدع المحدثة فی الدين ومن وسايل الشرک ".فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء 3:54 ، فتوای شماره 1774

انبیاء کے میلاد کا قرآن سے اثبات

گذشتہ مطالب سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اہل بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کی یاد منانے پر قرآن و سنت میں ایسے اطلاقات و عمومات موجود ہیں جو اس کی مشروعیت کو ثابت کرتے ہیں ۔

1۔ یہ درحقیقت تعظیم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے:

خداوند متعال فرماتا ہے:

(... فَالَّذِینَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِی أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَئِکَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ) [2]

ترجمہ: ...پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اس کا احترام کیا اس کی مدد کی اور

---

(2) سورۂ اعراف: 157.

اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے وہی درحقیت فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں۔

جب جملہ (وَعَزَّرُوہُ) سے بطور کلی تعظیم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ثابت ہوتی ہے تو میلاد النبی ﷺ کا جشن اور اس کی خوشی بھی تعظیم وتکریم نبی ﷺ کا ایک مصداق ہے۔

2۔ یہ اجر رسالت ہے:

(قُلْ لاَّأَسْأَلُکُمْ عَلَیْھاَ جْرًا الاَّ الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ)[1]

ترجمہ: رسول ﷺ! ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اجر رسالت نہیں چاہتا مگر یہ کہ میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

خداوند متعال نے اس آیت شریفہ میں اہل بیت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت ودوستی کو اجر رسالت قرار دیا ہے تو اہل بیت علیہم السلام کی ہر طرح کی تعظیم وتکریم چاہے وہ ان کی ولادت کے دن خوشی منا کر ہویا ان کی شہادت کے ایام میں عزاداری کی مجالس برپا کرکے یہ سب حکم خدا پر لبیک کہتے ہوئے ان سے محبت و مودت کا اظہار کرنا ہے۔

3۔ میلاالنبی بھی جشن نزول مائدہ کے مانند:

قابل غور نکتہ آسمانی دسترخوان کے نزول کی مناسبت سے بنی اسرائیل کی

(1) سورۂ شوریٰ:23.

سالانہ عید کے جشن کی داستان ہے جس کے بارے میں خداوند متعال فرماتا ہے :

(اللّٰهُمَّ رَبَّنَا انزِلْ عَلَيْنا مَائِدَةً مِنْ السَّمَائِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيرُ الرَّازِقِينَ) [1]

ترجمہ: پروردگار! ہمارے اوپر آسمان سے دستر خوان نازل کردے کہ ہمارے اول وآخر کے لئے عید ہو جائے اور تیری قدرت کی نشانی بن جائے اور ہمیں رزق دے کہ تو بہترین رزق دینے والا ہے ۔

جب نزول مائدہ جیسی عارضی نعمت سالانہ عیدبن سکتی ہے تو پھر ولادت وبعثت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)جو بشریت کے لئے نعمت جاودانہ ہے وہ کیسے عید اور خوشی کا باعث نہیں بن سکتی ۔

سعودی عرب کی قومی عیدیں

تعجب آور بات تو یہ ہے کہ اسی مجلس نے سعودی عرب کی سرکاری عیدوں کے بارے میں لکھا ہے :

"وماكان المقصود منه (العيد) تنظيم الاعمال مثلا لمصلحة الامة وضبط امورها ؛ كاسبوع المرور ، وتنظيم مواعيد الدراسية والاجتماع الموظفين للعمل ونحوذلک ، مما يفضى به الى

---

(1)سورۂ مائدہ: 114.

التقرب والعبادة والتعظيم بالاصالة ، فهو من البدع العادية التی لا يشملها قوله ﷺ احدث فی امرنا ما ليس منه فهو رد ، فلا حرج فيه ؛ بل يكون مشروعاً "[1]

اگر ان عیدوں کے منانے کا مقصد قوم کی مصلحت اور ان کے امور کی تنظیم ہو جیسے ہفتہ پولیس، تعلیمی سال کا آغاز، سرکاری ملازموں کا اجتماع وغیرہ جن میں عبادت اور تقرب خدا کا قصد نہیں کیا جاتا تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور یہ نہی پیغمبر میں شامل نہیں ہوں گی۔

واضح ہے کہ ایسا تفکر، فکری جمود کی انتہاء ہے اس لئے کہ اگرچہ جشن ولادت کی مخالفت ایک فطری امر کی مخالفت کرنا ہے بلکہ جشن ولادت اور سرکاری جشن میں کوئی فرق نہیں ہے چونکہ اپنی اولاد کی ولادت کی خوشی منانے والا شخص ہر گز عبادت یا تقرب خدا کا ارادہ نہیں کرتا (تاکہ اس کا یہ جشن منانا بدعت قرار پائے)۔

---

(1) فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 3: 88، فتویٰ 9403.

فصل ہفتم

انبیاء واولیاء سے توسل کا حرام قراردینا

پیغمبر ﷺ سے توسل کے بارے میں وہابیوں کے نظریات

1۔ ابن تیمیہ کا نظریہ

مسلمانوں پر وہابیوں کے اعتراضات میں سے بنیادی ترین اعتراض ان کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اولیائے خدا سے توسل کرنے کے بارے میں ہے جسے بہانہ بناکر وہ مسلمانوں پر شرک کی تہمت لگاتے ہیں ۔

مفکر وہابیت ابن تیمیہ کہتا ہے :

"من یاتی الی قبر نبی او صالح، ویساله حاجته ،ویستنجده ، مثل ان یساله ان یزیل مرضه ، او یقضی دینه ، او نحو ذلک مما لا یقدر علیه الا الله فهذا شرک صریح ، یجب ان یستتاب صاحبه، فان تاب والاقتل .وقال: قول کثیر من الضلال: هذااقرب الی الله منی :. وانا بعید من الله لایمکننی ان ادعوه الا بهذه الواسطة ونحو ذلک من اقوال المشرکین ". [1]

اگر کوئی شخص قبرنبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا کسی ولی کی قبر کے پاس اس سے حاجت طلب کرے مثلاً اپنی بیماری کی شفا یا قرض کی ادائیگی کی درخواست کرے جس پر خدا کے سوا کوئی قادر نہیں تو یہ واضح شرک ہے لہذا ایسے شخص کو توبہ پر آمادہ کیا جائے اگر توبہ کرلے تو صحیح ورنہ اسے قتل کر دیا جائے ۔نیز کہا ہے :جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں کو اس لئے واسطہ بناتے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ خدا کے قریب ہے تو یہ بات شرک اور اس کا کہنے والا مشرک ہے ۔

2۔ نظریہ محمدبن عبدالوہاب:

مجدد افکار ابن تیمیہ محمدبن عبدالوہاب کہتا ہے :

"وان قصدهم الملائکة والانبیاء ، والاولیاء یریدون شفاعتهم والتقرب الی الله بذلک ، هو الذی احل دماء هم واموالهم ".[2]

---

(1) زیارة القبور والاستنجادبالمقبور:156؛ الهدیة السنیة: 40؛کشف الارتیاب :214.

(2) کشف الشبہات ، ص58، ط، دار العلم . بیروت و مجموع مؤلفات الشیخ محمدبن الوہاب 6: 115، رسالۃ کشف الشبہات .

یہ لوگ ملائکہ، انبیاء اورا ولیاء سے شفاعت طلب کرتے ہیں اور انھیں تقرب خدا کا وسیلہ قرار دیتے ہیں یہی چیز ان کے مال کے حلال اور قتل کے جائز ہونے کا باعث بنی ہے ۔

محمد بن عبد الوہاب نے شاہ فہد کے دادا محمد بن سعود سے کئے ہوئے معاہدہ کو پورا کرنے کی خاطر یہ اعلان کیا :

جو شخص انبیاء و اولیاء کو واسطہ قرار دے اور ان سے شفاعت طلب کرے اس کا مال و جان مباح ہے ۔(..)

دوسری جگہ لکھا ہے :

"من ظن ان بین اللہ وبین خلقه وسائط ترفع الیهم الحوائج فقد ظن باللہ سوء الظن ".[1]

جو شخص یہ گمان کرے کہ خدا اور مخلوق کے درمیان واسطے موجود ہیں جو ان کی حاجات کو خدا تک پہنچاتے ہیں تو اس نے خد اکے بارے میں سوء ظن کیا ۔

"ان محمداﷺ ، لم یفرّق بین من اعتقد فی الاصنام ومن اعتقد فی الصالحین ؛ بل قاتلهم کلهم وحکم بکفرهم "[2]

---

(1) مجموعہ مولفات شیخ محمد بن عبد الوہاب 5: 241.

(2)حوالہ سابق 6: 146.

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)بت پرستوں اور اولیاء کو وسیلہ قرار دینے والوں میں فرق نہ کرتے بلکہ ان سب کو کافر قرار دے کر ان سے جنگ کا حکم صادر فرمایا:

"لا يصح دين الاسلام الا بالبرأة ممن يتقرب الى الله بالصلحاء و تكفير هم "[1]

کسی شخص سے اس وقت تک اسلام قبول نہ ہو گا جب تک وہ صالحین کو تقرب خدا کا واسطہ بنانے والوں سے بیزاری کا اعلان اور انھیں کافر نہ سمجھ لے۔

"من عبد الله ليلا ونهارا ثم دعا نبياً او ولياً عند قبره ، فقد اتخذ الهين اثنين ، ولم يشهد ان لا اله الا الله ؛ لان الا له هو الموعد ".[2]

اگر کوئی شخص دن رات عبادت کرے اور پھر قبر نبی ﷺ یا ولی کے پاس آکر اسے پکارے تو اس نے دو معبودوں کی پرستش کی اور اس نے توحید کی گواہی نہیں دی اس لئے کہ معبود وہی ہوتا ہے جسے انسان پکارتا ہے۔

مرتد کے حکم کے بارے میں کہتا ہے:

"اجماع المذاهب كلهم على ان من جعل بينه وبين الله وسائط يدعوهم انه كافر مرتد حلال المال والدم "[3]

---

(1)حوالہ سابق.

(2)حوالہ سابق

(3) حوالہ سابق.

تمام مذاہب اسلامی کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ قرار دے تو وہ کافر و مرتد ہے اور اس کا مال وجان مباح ہے۔

ارے، محمدبن عبد الوہاب نے اپنے جھوٹے خیالات کے ذریعہ مسلمانوں کے کفر کو ثابت کر کے جہاد کا اعلان کرتے ہوئے بدو عربوں کے احساسات کو ابھارا اور پھر محمدبن سعود کی مدد سے لشکر آمادہ کر کے مسلمانوں کے شہروں اور دیہاتوں پر حملہ کر کے خون کی ندیاں بہائیں اور ان کے اموال کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا۔[1]

3۔ سعودی مجلس فتویٰ کا نظریہ:

سعودی عرب کی مجلس دائمی فتویٰ نے شیعہ کے ساتھ شادی کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے اس کے حرام ہونے کی علت یوں بیان کی ہے:

"لایجوز تزویج بنات اهل السنة من ابناء الشیعة ولا من الشیوعیین ، واذا وقع النکاح فهو باطل، لا ن المعروف عن الشیعة دعاء اهل البیت،والا ستغاثة بهم ، وذلک شرک اکبر ".[2]

اہل سنت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی شیعہ یا کیمونسٹ بچوں سے کریں اگر ایسا نکاح واقع ہو جائے تو باطل ہے اس لئے کہ مشہور یہ ہے کہ شیعہ اہل بیت سے توسل کرتے ہیں اور یہ شرک اکبر ہے۔

---

(1) تاریخ نجد:95، فصل الثالث ، الغزوات ؛ تاریخ آل سعود1:31؛ تاریخچۂ نقد و بررسی وہابی ہا:13۔76.

(2) فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء 18: 298.

ایک اور سوال کے جواب میں یوں فتویٰ دیا:

"اذاکان الواقع کما ذکرت من دعائهم علیا والحسن والحسین ونحوهم فهم مشرکین شرکا اکبر یخرج من ملة الاسلام فلا یحل ان نزوجهم المسلمات ، ولا یحل لنا ان نتزوج من نسائهم ، ولا یحل لنا ان ناکل من ذبائحهم ".[1]

اگر یہ حقیقت ہے جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے کہ وہ لوگ (یا علی) (یا حسن) (یا حسین) کہتے ہیں تو وہ مشرک اور دین اسلام سے خارج ہیں ان سے اپنی بیٹیوں کی شادی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان کے ذبح کیئے ہوئے حیوان کا گوشت کھانا جائز ہے جب کہ اسی مجلس نے یہودی اور مسیحی کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں سوال کے جواب میں لکھا ہے:

یجوز للمسلم ان یتزوج کتابیة یهودیة او نصرانیة اذا کانت محصنة وهی الحرة العفیفة "[2]

مسلمان کا اہل کتاب یہودی یا مسیحی لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے مگر یہ کہ وہ بدکار نہ ہو۔

افسوس اور تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ یہی مجلس اسلام کے نام پر یہود و نصاریٰ

---

(1) حوالہ سابق 3: 373 فتویٰ نمبر 308.

(2) حوالہ سابق 18:315.

کے ساتھ تو نکاح کو جائز قرار دے رہی جن کے شرک آلود چہرے کو قرآن نے آشکار کرتے ہوئے فرمایا:

(وَقَالَتْ الْیَهُودُ عُزَیْرٌ ابْنُ اللهِ وَقَالَتْ النَّصَارَی الْمَسِیحُ ابْنُ اللهِ ذَلِکَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمْ اللهُ أَنَّی یُؤْفَکُونَ)[1]

ترجمہ: اوریہودیوں کا کہنا ہے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ سب ان کی زبانی باتیں ہیں ان باتوں میں یہ بالکل ان کے مثل ہیں جو ان کے پہلے کفار کہا کرتے تھے ۔

لیکن شیعوں کے ساتھ نکاح کو باطل وحرام قرار دے رہی جب کہ شیعہ شہادتین کا اقرار کرتے ہیں قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں تمام احکام خدا کو بجا لاتے ہیں اور اپنے مذہب کو اہل بیت علیہم السلام سے لیا ہے ۔

4۔ سعودی مفتی اعظم کا نظریہ :

طائف میں سعودی عرب کے مفتی اعظم جناب شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ آل الشیخ کے ساتھ ہونے والی ملاقات میں اس نے توسل اور وسیلہ کے حرام ہونے کے بارے میں جو دلیل بیان کی وہ یہ تھی کہ وفات کے بعد پیغمبر کا رابطہ اس عالم سے منقطع ہو چکا ہے اور وہ کسی چیز پر قادر نہیں یہاں تک کہ وہ کسی کے حق میں دعا بھی

نہیں کر سکتے ۔ بنا بر ایں عاجز سے توسل کرنا اور اسے وسیلہ بنانا عقلی طور پر باطل اور موجب شرک ہوگا ۔[2]

---

(1) سورۂ توبہ: 30.

(2)24 جمادی الثانی 1424 ہجری بمطابق 2003ء کو طے شدہ پروگرام کے مطابق حجۃ الاسلام والمسلمین جناب نواب صاحب (مکہ مکرمہ میں رہبر معظم کے نمائندے) کے ہمراہ طائف کا سفر کیا جہاں مفتی اعظم سعودی عرب جناب شیخ عبد العزیز عبد اللہ آل الشیخ سے ملاقات کی اور تقریبا ایک گھنٹہ نکاح متعہ ، سجدہ اور توسل و وسیلہ کے موضوع پر بحث کی ۔ یہ ساری بحث ریکارڈ شدہ (valiasr-aj.com) پر موجود ہے ۔

توسل کے بارے میں وہابیوں کے نظریات کی رد

الف: انبیاء سے توسل قرآن میں ثابت ہے

1۔ رسول اکرم ﷺ سے توسل پر حکم قرآن:

انبیاء علیہم السلام سے ان کی زندگی میں شفاعت طلب کرنا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا شیعہ عقائد سے کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں پایاجاتا۔ جیساکہ خداوند متعال کا فرمان ہے:

(وَلَوْأَ نَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَائُوکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَحِيمًا)[1]

ترجمہ: اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول ﷺ بھی ان کے حق

---

(1) سورۂ نساء: 64.

میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے ۔

2۔ پیغمبر ﷺ سے ان کی زندگی اور اس کے بعد توسل کا ثابت ہونا :

اردن کے اہل سنت عالم دین محمود سعید ممدوح توسل کے جواز کے بارے میں علمائے اہل سنت کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

اس آیت شریفہ (إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ...)

میں گناہگاروں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بخشش کے لئے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کو واسطہ اور شفیع قرار دیں ۔ یہ حکم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حیات اور اس کے بعد دونوں حالتوں کو شامل ہے اور اگر کوئی اسے فقط آنحضرت ﷺ کی حیات تک محدود کرنا چاہے تو وہ غلطی کا شکار ہوا اور راستہ سے اتر گیا اس لئے کہ جب بھی کوئی فعل حرف شرط کے بعد آتا ہے تو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے اور کسی عبارت کے مفہوم کے عام اور کلی ہونے کی سب سے واضح ترین صورت یہی ہے جیسا کہ کتاب (ارشاد الفحول) کے صفحہ نمبر 22 پر اس مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

استاد محترم علامہ محقق سید عبد اللہ صدیق غماری لکھتے ہیں : یہ آیت شریفہ عموم رکھتی ہے اور حیات وممات دونوں کو شامل ہوگی اور ان دونوں حالتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ معین کرنا دلیل کا محتاج ہے جو موجود نہیں ہے ۔

قرآنی آیات کی شرح اور اس مقدس کتاب کی تفسیر کرنے والے حضرات نے بھی اس آیت شریفہ سے عموم ہی سمجھا ہے اس لئے کہ تمام مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں عتبیٰ سے ایک اعرابی شخص کے قبر پیغمبر ﷺ کے پاس آنے کی داستان نقل کی ہے۔

ابن کثیر دمشقی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: بعض بزرگان مانند شیخ ابو نصر صباغ نے اس مشہور داستان کو عتبی سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے: میں قبر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی داخل ہوا اور کہا: "السلام علیک یا رسول اللہ...".[1]

3۔ مالک کا توسل کے جواز پر قرآن سے استدلال

ایک مرتبہ جب عباسی خلیفہ منصور دوانقی مسجد پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں زیارت میں مشغول تھا اور بلند آواز سے سلام اور دعا پڑھ رہا تھا تو اہل سنت کے امام مالک سے پوچھا:

"استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله (ﷺ) و ادعو".

کیا زیارت کے بعد قبلہ کا رخ کرکے خدا کو پکاروں یا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف منہ کرکے دعا کروں؟

امام مالک نے کہا:

---

(1) رفع المنارۃ فی تخریج احادیث التوسل و الزیارۃ: 57.

"ولِمَ تصرف وجهک عنه وهو وسیلتک ووسیلة ابیک آدم الی الله تعالیٰ ؟ بل استقبل واستشفع به فیشفعه الله فیک"

پیغمبر ﷺ سے اپنا چہرہ کیوں موڑنا چاہتے ہو جب کہ وہ تو آپ اور آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں بلکہ قبر آنحضرت کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو اور ان سے شفاعت طلب کرو خدا وند متعال ان کی شفاعت کو قبول کرتا ہے اس لئے کہ اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

(وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَائُوکَ فَاسْتَغْفَرُوا الله وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا الله تَوَّابًا رَحِیمًا)[1]

ترجمہ: اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول ﷺ بھی ان کے حق میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے ۔[2]

4۔ برادران یوسف ﷺ کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے توسل:

قرآن مجید نے جناب یوسف علیہ السلام کی داستان میں ان کے بھائیوں کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

(یَاأَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا کُنَّا خَاطِئِینَ)[3]

---

(1) سورۂ نساء: 64. (2) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ 1: 28.

(3) سورۂ یوسف: 97.

بابا جان اب آپ ہمارے گناہوں کے لئے استغفار کریں ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب میں فرمایا : (قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّی)[1]

میں عنقریب تمہارے حق میں دعا کروں گا ۔

ب: بعثت سے پہلے آنحضرت ﷺ سے توسل

1۔ آنحضرت ﷺ کی خلقت سے پہلے ان سے توسل :

رسول خدا(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کی خلقت سے پہلے گذشتہ انبیاء علیہم السلام کا ان سے توسل اور انھیں وسیلہ قرار دینا ایک مسلم اور غیر قابل انکار مسئلہ ہے چونکہ کتب اہل سنت کے اندر اس موضوع پر اس قدر صحیح روایات موجود ہیں جو انبیاء و اولیاء سے کسی بھی قسم کے توسل کے شرک ہونے کے وہابی نظریہ کی ہر طرح کی توجیہ و تاویل کا راستہ مسدود کردیتی ہیں جن میں سے چند ایک روایات کو بطور نمونہ پیش کررہے ہیں :

اہل سنت کے بزرگ عالم دین حاکم نیشاپوری اپنی کتاب[2]میں عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

"لما اقترف آدم الخطیئة قال: یا رب اسئلک بحق محمَّد

---

(1) سورۂ یوسف: 98.

(2) المستدرک علی الصحیحین.2:672۔4227اور2:615 تحقیق ڈاکٹریوسف مرعشلی، طبعہ دار المعرفت بیروت

لما غفرت لی . فقال اللہ تعالیٰ : یا آدم وکیف عرفت محمّداً ولم اخلقه ؟ قال: یا رب لانک لما خلقتنی بیدک ، ونفخت فی من روحک ، رفعت راسی ، فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله ، محمّد رسول الله ، فعرفت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک ؟".

جب حضرت آدم علیہ السلام مصیبت میں بتلاہوئے تو خداوند متعال کو رسول اکرم کا واسطہ دے کر بخشش طلب کی۔

خداوند متعال نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا جب کہ ابھی تو ہم نے اسے خلق ہی نہیں کیا؟

حضرت آدم نے عرض کیا: جب تو نے مجھے خلق کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا میری نظر عرش پر پڑی تو دیکھا کہ عرش کے ستونوں پر لکھا ہے:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سمجھ گیا کہ محمد ﷺ آپ کی محبوب ترین ہستی ہیں اسی لئے تو ان کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے

"فقال الله: صدقت یا آدم انه لا حب الخلق ، اذا سئالتنی بحقه فقد غفرت لک ، ولولا محمّد ما خلقتک".

خدا وند متعال نے فرمایا: ہاں! تو نے سچ کہا کہ وہ پوری مخلوق میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے اور اب جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دیا ہے تو میں نے تجھے معاف کر دیا اور اگر محمد ﷺ کو خلق نہ کیا ہوتا تو تجھے بھی خلق نہ کرتا۔

حاکم نیشاپوری اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتا ہے :ھذا حدیث صحیح الاسناد"[1]اس حدیث کی سند صحیح ہے :

بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔[2]

ذہبی اس کتاب کے بارے میں لکھتا ہے کہ یہ پوری کتاب ہدایت اور نور ہے اسی طرح طبرانی نے اپنی کتاب معجم صغیر[3]اور سبکی نے شفاء السقام[4]میں اس حدیث کے صحیح ہونے کی گواہی دی ہے ، سمہودی نے وفاء الوفاء[5]اور قسطلانی نے بھی المواہب نیۃ[6]میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

2۔ آنحضرت ﷺ کی شیر خوارگی میں جناب عبد المطلب کا ان سے توسل:

اہل سنت کے معروف عالم شہرستانی اپنی کتاب ملل و نحل میں لکھتے ہیں :

جب سرزمین مکہ کو قحط نے اپنی لپیٹ میں لیا اور بادلوں نے برسنے سے انکار

---

(1)مستدرک علی الصحیحین 2: 4227672و2: 615، تحقیق ڈاکٹر یوسف مرعشلی ، دار المعرفۃ بیروت .

(2)دلائل النبوۃ5: 489.

(3) معجم صغیر2:82.

(4)شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام: 120

(5) وفاء الوفاء 4: 371.

(6) المواہب اللدنیۃ4: 594.

کر دیا تو اہل مکہ کے لئے زندگی کرنا ناگزیر ہوگیا ۔ جناب عبد المطلب نے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا :

"یارب !بحق هذا الغلام ورماه ثانیا وثالثا وکان یقول : بحق هذا الغلام اسقنا غیثا ، مغیثا، دائما، هاطلا، فلم یلبث ساعة ان طبق السحاب وجه السماء ، وامطر حتی خافوا علی المسجد ".[1]

خدایا اس بچے کا واسطہ اپنی رحمت کا نزول فرما: ابھی تھوری ہی دیر گذری تھی کہ مکہ پر بادل چھانے لگے اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ ڈر گئے کہ کہیں خانہ کعبہ سیلاب میں ہی نہ بہہ جائے ۔

ابن حجر کہتا ہے :

جب عبد المطلب نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا واسطہ دے کر بارش طلب کی تو سرداران مکہ عبد اللہ بن جدعان اور حرب بن امیہ حضرت عبد المطلب کے پاس آئے اور کہنے لگی :"ھنیاءً لک ! ابا البطحاء "[2] اے حجاز کے باپ تجھے یہ بچہ مبارک ہو ۔

اسی طرح ابن حجریہ بھی لکھتا ہے :

---

(1)الملل والنحل 2: 249.

(2) الاصابۃفی تمیز الصحابہ8:136 ، ترجمہ رقیقۃبنت ابی صیفی بن ہاشم .

ابو طالب کا یہ شعر اسی داستان سے متعلق ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للارامل [1]

وہ سفید چہرے والے جس کے صدقے میں بادل یتیموں، بیواؤں اور بے چاروں پر رحمت برساتے ہیں۔

3۔جناب ابو طالب کا آنحضرت کے بچپن میں ان سے توسل

ابن عساکر اور دیگر نے ابو عرفہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

جب مکہ پر قحط سالی چھائی تو لوگ ابو طالب کے پاس جمع ہوئے اور ان سے کہنے لگے: اب پورے مکہ پر قحط طاری ہو چکا ہے لوگوں کے لئے زندہ رہنا مشکل ہو گیا ہے خدا سے رحمت طلب کریں!

ابو طالب نے ایک چھوٹے سے بچے کو ہمراہ لیا جو وہی پیغمبر گرامی ﷺ تھے آفتاب کی مانند چمکتے ہوئے بچوں کے حلقے میں باہر نکلے خانہ کعبہ کے پاس پہنچے اور رسول خدا ﷺ کا واسطہ دے کر باران رحمت طلب کی۔ یہاں تک کہ بادل اکٹھے ہوئے اور بارش برسنے لگی جس سے صحراؤں میں بھی پانی جمع ہو گیا۔ اس وقت ابو طالب نے اپنا مشہور شعر پڑھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجه

ثمال الیتامی عصمة للارامل [2]

---

(1) فتح الباری 2: 412 و دلائل النبوة 2: 126.

(2) مختصر تاریخ دمشق. ابن منظور. 1: 162 خصائص الکبریٰ سیوطی 1: 86 و سیرہ نبویہ زینی دحلان 1: 43.

4۔ یہودیوں کا بعثت سے پہلے آنحضرت سے توسل:

اہل سنت مفسرین و محدثین نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر 89[1] کے ذیل میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا ہے:

خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کے ساتھ جنگ میں جب شکست کا احساس کرتے تو نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے توسل کرتے اور کہا کرتے:"انا نسئلک بحق النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجه لنا فی آخر الزمان لا تنصرنا علیهم".[2]

خدایا! تجھے نبی امی کا واسطہ دیتے ہیں جس کی بعثت کی بشارت تونے ہمیں دی ہے کہ ہمیں فتح نصیب فرما۔

وہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ قرار دیتے لیکن جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسالت پر مبعوث ہوئے تو انھوں نے انکار کر دیا۔

---

(1) (وَلَمَّا جَائَهُمْ کِتَاب مِنْ عِنْدِ اللہ مُصَدِّق لِمَا مَعَهُمْ وَکَانُوا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُونَ عَلَی الَّذِینَ کَفَرُوا فَلَمَّا جَائَهُمْ مَا عَرَفُوا کَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللہ عَلَی الْکَافِرِینَ)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے کتاب آئی ہے جو ان کی توریت وغیرہ کی تصدیق بھی کرنے والی ہے اور اس سے پہلے وہ دشمنوں کو مقابلہ میں اسی کے ذریعہ طلب فتح بھی کیا کرتے تھے لیکن اس کے آتے ہی منکر ہو گئے حالانکہ اسے پہچانتے بھی تھے تو اب کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔)

(2) تفسیر طبری 1:324؛ تفسیر قرطبی 2: 27؛ العجاب بی ایان الاسباب ابن حجر عسقلانی 1:282، تفسیر در المنثور 1: 88؛ البدایہ والنہایۃ 2: 378؛ مستدرک الصحیحین 2: 263.

ج: بعثت کے بعد رسول اکرم ﷺ سے توسل:

1۔ آنحضرت ﷺ کے دستور پر ایک نابینا کا ان سے توسل کرنا:

ترمذی شریف نے عثمان بن حنیف سے نقل کیا ہے کہ ایک نابینا شخص پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: "ادع اللہ ان یعافینی" خدا سے میرے لئے سلامتی طلب کریں۔

آپ نے فرمایا:" ان شئت دعوت ، وان شئت صبرت فھو خیر لک . قال فادعه قال:فامره ان یتوضا فیحسن وضوء ھ ویدعوه بھذا الدعاء ؛

اگر چاہو تو دعا کروں اور اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے عرض کیا: آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جاؤ اچھے طریقے سے وضو کرو اور پھر یہ دعا پڑھو:"اللھم انی اسالک واتوجه الیک بنبیک مُحَمَّد نبی الرحمة یا مُحَمَّد! انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذه لتقضی لی ، اللھم فشفعه فی ".(1)

خدایا تجھے تیرے نبی رحمت کا واسطہ دیتا ہوں میری حاجت پوری فرما۔ اے محمد! تجھے وسیلہ بنا کر خدا کی بارگاہ میں پیش ہوا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو خدایا! تو اسے میری شفاعت کرنے والا قرار دے۔

---

(1) صحیح ترمذی 5: 3649229 ، دار الفکر بیروت ، تحقیق عبد الرحمن محمد عثمان ، سنن ابن ماجہ 1: 448.

صحاح ستہ میں سے دو کتابوں ترمذی اور ابن ماجہ کے مولفوں نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اسکے صحیح ہونے کی شہادت دی ہے۔

حاکم نیشاپوری نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب مستدرک میں متعدد مقامات پر نقل کیا اور اس کے صحیح ہونے کی گواہی دیتے ہوئے لکھا ہے:

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرائط کے مطابق ہے۔(1)

اسی طرح اہل سنت کے دو بزرگ عالموں طبرانی اور ہیثمی نے اس حدیث مبارک کے صحیح ہونے کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔(2)

ابن تیمیہ کہتا ہے:

"وفی النسائی والترمذی وغیرهما حدیث الاعمیٰ الذی صححه الترمذی".(3)

سنن نسائی، صحیح ترمذی اور دیگر کتب میں نابینا شخص والی حدیث موجود ہے
جسے ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

2۔ اہل مدینہ کا پیغمبر ﷺ سے توسل:

بخاری نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے:

---

(1) مستدرک الصحیحین 1: 313، 519، 526.

(2) کتاب الدعاء: 320؛ معجم الکبیر 9:31؛ مجمع الزوائد 2: 279.

(3) اقتضاء الصراط المستقیم: 408.

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تو ایک مرتبہ آپ ﷺ نماز جمعہ کا خطبہ دینے میں مشغول تھے کہ ایک اعرابی اٹھا اور عرض کرنے لگا:

"یا رسول اللہ ھلک المال وجاع العیال فادع اللہ لنا"یا رسول اللہ ﷺ! مال تباہ ہوگیا ہے اور بیوی بچے بھوک سے مر رہے ہیں خداوند متعال سے ہمارے لئے دعا کریں۔

"فرفع یدیہ ومانری فی السماء قزعة فوالذی نفسی بیدہ ما وضعھا حتی ثار السحاب امثال الجبال ثم لم ینزل عن منبرہ حتی رایت المطر یتحادر علی حیتہ ﷺ فمطرنا یومنا ذلک من الغدو بعد الغد والذی یلیہ حتی الجمعة الاخری".[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند کیا جب کہ بادلوں کے آثار تک نہ تھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابھی آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ پہاڑ کی مانند بادل جمع ہوئے اور اس قدر بارش برسائی کہ منبر سے اترنے سے پہلے آپ ﷺ کی ریش مبارک سے پانی بہہ رہا تھا اور یہ بارش مسلسل ایک ہفتہ تک برستی رہی یہاں تک کہ آپ نے

---

(1) صحیح بخاری 1: 224۔933، کتاب الجمعة، باب 35، باب الاستسقاء فی الخطبةیوم الجمعة اور حدیث 1013 و 1014؛ صحیح مسلم 3:196225، کتاب صلاة الاستسقاء، باب 2، باب الدعاء فی الاستسقاء.

ہے ابھی آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ پہاڑ کے مانند بادل جمع ہوئے اور اس قدر بارش برسائی کہ منبر سے اتر نے سے پہلے آپ ﷺ کی ریش مبارک سے پانی بہہ رہا تھا اور یہ بارش مسلسل ایک ہفتہ تک برستی رہی یہاں تک کہ آپ نے دوبارہ دعا کی تب رکی۔

3۔ عمر بن خطاب کا رسول اکرم ﷺ سے توسل

صحیح بخاری میں انس سے نقل ہوا ہے:

جب کبھی قحط پڑتا تو عمر بن خطاب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا حضرت عباس سے متوسل ہوتے اور کہتے:

"اللھم اناکنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون".[1]

خدایا! تیرے پیغمبر کے زمانہ میں ہم ان کو واسطہ قرار دیتے تو تو باران رحمت نازل فرمایا کرتا اور اب ہم پیغمبر ﷺ کے چچا کو وسیلہ بنا رہے ہیں تو ہم پر اپنی رحمت کا نزول فرما۔ اسی وقت بارش برسنا شروع ہو گئی۔

---

(1) صحیح بخاری 2:101016، کتاب الاستسقاء ، باب سواالناس الامامة استسقاء اذاقحطوا.

د: آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد ان سے توسل

1۔ ابوبکر کا آنحضرت ﷺ سے توسل:

جب مدینہ منورہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کی خبر پھیلی اور ابوبکر اس سے مطلع ہوئے تو اپنی رہائش گاہ سنخ سے نکلے اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر پہنچے، مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات کئے بغیر سیدھے حضرت عائشہ کے پاس گیے۔ دیکھا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بدن مبارک ایک چادر میں لپٹا ہوا ہے بدن مبارک کے پاس بیٹھے اورچہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور اپنے کو اس پر گرا کر بوسے لیتے ہوئے گریہ کرنا شروع کیا اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

یانبی اللہ ! خدا نے آپ کے مقدر میں دوبارموت نہیں لکھی بلکہ ایک ہی بار لکھی تھی جو آگئی اورآپ اس دنیا سے گزر گئے۔

"با بی انت یا نبی اللہ، لا یجمع اللہ علیک موتتین ، اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا".[1]

مفتی مکہ مکرمہ زینی دحلان نے اس حدیث کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھا ہے:

"قال ابو بکر: طبت حیا ومیتا، وانقطع بموتک مالم ینقطع للانبیاء قبلک ، فعظمت عن الصفہ ، وجللت عن البکاء ، ولو ان موتک کان اختیاراً لجدنا لموتک بالنفوس ، اذکرنا یا مُحَمَّد ! عند ربک ولنکن علی بالک".[2]

---

(1) صحیح بخاری 2:70، کتاب الجنائز، باب االدخول علی المیت بعد الموت 5: 143، کتاب المغازی، باب مرضی النبی ﷺ

(2) الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ:34، طبع استنبول، سیرۃ زینی دحلان 3: 391، طبع مصر.

ابو بکر نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی زندگی و موت پاک و طاہر اور بابرکت تھی آپ کی موت سے وحی کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا ہے۔ آپ کا مقام و منزلت اس قدر عظیم ہے کہ ناقابل توصیف ہے اور ہمیں رونے کی اجازت نہیں دیتا اور اگر آپ کی موت ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم اپنی جانیں قربان کرکے آپ کو بچا لیتے۔ یا محمد ﷺ! اپنے رب کے پاس ہمیں یاد رکھنا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

2۔ حضرت علی علیہ السلام کا پیغمبر ﷺ سے توسل:

جب امیر المومنین علیہ السلام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جسم اطہر کو غسل دے رہے تھے تو آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے عرض کیا:

بأبی انت وامی یا رسول اللہ! لقد تقطع بموتک مالم ینقطع بموت غیرک من النبوۃ، والانباء، واخبار السماء، الی ان قال: بابی انت وامی اذکرنا عند ربک واجعلنا من بالک".[1]

یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ ﷺ کے انتقال سے نبوت الٰہی، احکام اور آسمانی اخبار کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو آپ کے علاوہ کسی کے مرنے سے منقطع نہیں ہوا تھا...

میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ خدا کی بارگاہ میں ہمارا بھی ذکر کیجئے گا اور اپنے دل میں ہمارا بھی خیال رکھئے گا۔

---

(1) نہج البلاغہ خطبہ 235.

3۔ بادیہ نشین عرب کا رسول خدا ﷺ کی قبر مبارک سے توسل:

تمام مذاہب اسلامی کے مولفین نے اعرابی کے قبر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت سے مشرف ہونے کی داستان کو اپنی کتب میں لکھا اور اسے عظمت و احترام سے یاد کیا ہے اور اسے زیارت کا عالی ترین نمونہ شمار کیا ہے۔

یہ داستان ابن عساکر نے تاریخ دمشق، ابن جوزی نے مثیر الغرام الساکن میں اور دوسرے مولفین نے محمد بن حرب ہلالی سے نقل کی ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں مدینہ منورہ گیا تو آنحضرت کی قبر مبارک پہ پہنچا زیارت کے بعد قبر آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، اتنے میں ایک بادیہ نشین عرب وارد ہوا اور قبر رسول کی زیارت کے بعد آپ ﷺ کو خطاب کر کے کہنے لگا:

اے خدا کے بہترین پیغمبر! خداوند متعال نے وہ کتاب آپ ﷺ پر نازل فرمائی جس میں حق اور سچ کے سوا کچھ اور نہیں اور اس میں فرمایا:

(وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَحِيمًا)[1]

ترجمہ: اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول ﷺ بھی ان کے حق

---

(1) سورۂ نساء: 64.

میں استغفار کرتا تو یہ خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔

اورمیں اب آیا ہوں کہ تجھے واسطہ قرار دے کر خداوند متعال سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کروں اور پھر گریہ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طيبهن القاع والاكم

نفسى الفداء لقبر انت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

اے وہ بہترین ذات جو زمین کی تہہ میں دفن ہو چکی ہے زمین اور اس کے اطراف کے پہاڑ تیرے وسیلہ سے پاک وپاکیزہ ہوگئے ہے۔

میری جان قربان اس قبر پر جس کے ساکن آپ ہیں وہ قبر جس میں عفت و پاکیزگی اور جود وکرم مدفون ہیں۔

اس کے بعد خدا سے مغفرت طلب کی اور مسجد سے باہر چلا گیا۔

محمد بن حرب ہلالی کہتا ہے:

میں نے خواب میں پیغمبر(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اس اعرابی شخص کو تلاش کرکے یہ بشارت دے کہ خداوند متعال نے میری شفاعت کی وجہ سے اسے بخش دیا ہے۔

میں نیند سے اٹھا اور اس کے پیچھے گیا لیکن اسے ڈھونڈ نہ سکا۔[1]

---

(1) دفع الشبہۃ عن الرسول، حصنی: 143؛ الاحکام السلطانیۃ ماوردی: 109؛ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام: 151؛ الدرر السنیۃ 1: 21.

4۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا قبر پیغمبر ﷺ پر آنا:

حاکم نیشاپوری اور احمد بن حنبل نے داؤد بن ابو صالح سے حضرت ابو ایوب انصاری کے قبر رسول کی زیارت کے لئے آنے اور مروان اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کی داستان کو یوں بیان کیا ہے:

اموی خلیفہ مروان بن حکم [1] متوفیٰ 63 ہجری نے دیکھا کہ ایک شخص قبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بیٹھا اپنا چہرہ اس پر رکھے ہوئے ہے مروان نے اس کو گردن سے پکڑ اور کہا: تجھے معلوم ہے کہ کیا کر رہا ہے؟ جب غور کیا تو دیکھا ابو ایوب انصاری ہیں ۔

انھونّنے جواب دیا: "نعم جئت رسول الله [ﷺ] ولم آت الحجر ، سمعت رسول الله [ﷺ] يقول: لا تبكوا على الدين اذا وليه اهله ، ولكن ابكوا عليه اذا وليه غيراهله" [2]

ہاں! میں رسول خدا ﷺ کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے

---

(1) مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیہ ہجرت کے دوسال بعد پیدا ہوا عثمان کی حکومت میں دفتری امور اس کے حوالے تھے معاویہ کے دور حکومت میں مدینہ کا حاکم بنا اور معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد خلیفہ بنا نوماہ حکومت کی اور 61 یا 63 ہجری میں مرا۔ تہذیب الکمال مزی 27: 389.

(2) مستدرک علی الصحیحین 4: 515؛ مسند احمد 5: 422؛ تاریخ مدینہ دمشق 57: 249؛ مجمع الزوائد 5: 245.

آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب اہل لوگ دین کی سرپرستی کریں تو اس وقت پر مت رونا بلکہ اس وقت رونا جب نا اہل اس کی سرپرستی کرنے لگیں۔

5۔ حضرت بلال بن حارث کا قبر پیغمبر سے توسل:

بیہقی اور دیگر نے نقل کیا ہے:

"اصاب الناس قحط فی زمن عمر رضی اللہ عنہ ، فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ ، فقال: یا رسول اللہ ! ھلک الناس ، استسق لامتک ، فاتاہ رسول صلی اللہ الیہ وآلہ وسلم اللہ علیہ وسلم فی المنام ، فقال: ائت عمر فاقراہ منی السلام ، واخبرہ انھم مسقون ، قل لہ : علیک الکیس .قال: فاتی الرجل فاخبرہ ، فکبی عمر رضی اللہ عنہ ، وقال: یا رب ما آلوا الا ما عجزت عنہ "[1]

عمر کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو ایک شخص قبر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر آیا ور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ! لوگ مر رہے ہیں اپنی امت کے لئے طلب باران فرمائیں ۔ اس شخص نے خواب میں رسول خدا ﷺ کو دیکھا

---

(1) دلائل النبوۃ بیہقی 7: 47 باب ماجاء فی رویۃ النبی ﷺ فی المنام، المصنف ابن ابی شیبہ 7: 482 تاریخ دمشق 44: 346 و 56 : 489 ، الاستیعاب 3: 1149 ، تاریخ اسلام 3: 273 ، البدایۃ والنہایۃ 7: 105، وحوادث سال 18 ، الاصابہ 6: 216 ؛ فتح الباری 2: 412 ، باب سوال الناس الامام الاستسقاء ، اذا قحطوا کنز العمال 8: 431.

آپ نے اس سے فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اسے جا کر میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ بہت جلد سیراب ہوگے اور اس سے یہ بھی کہہ دو کہ اپنی سخاوت کو بڑھا دو۔

وہ شخص عمر کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا: عمر نے سن کر رونا شروع کیا اور کہا: خدایا! میں نے کوشش کی لیکن عاجز رہا۔

ابن حجر لکھا ہے:" وروی ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح" ابن ابی شیبہ نے اس روایت کو صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے...اور جس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابی بلال بن حارث تھے۔[1]

نیز ابن کثیر نے لکھا ہے:"وھذا اسناد صحیح "اس روایت کی سند صحیح ہے۔[2]

مفتی اعظم مکہ مکرمہ زینی دحلان لکھتے ہیں:

بیہقی اور ابن ابو شبیہ نے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے:

عمر کی خلافت کے زمانہ میں لوگ قحط سالی میں بتلا ہوئے تو ایک شخص بنام بلال بن حارث صحابی پیغمبر ﷺ قبر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور ان سے خطاب کرکے عرض کیا:

یا رسول اللہ! آپ ﷺ کی امت ہلاک ہو رہی ہے ان کے لئے باران رحمت کی

---

(1)فتح الباری 2: 412، باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا.

(2)البدایۃ والنہایۃ7: 105، وقائع سال 18.

دعا فرمائیں ۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کو خواب میں دیکھا کہ فرمایا : لوگوں سے کہہ دو باران رحمت کا نزول ہوگا ۔

اس روایت میں خواب سے آنحضرت کی دنیوی زندگی کے بعد ان سے توسل کے جائز ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ حکم شرعی کے اثبات کے لئے خواب کافی نہیں چونکہ ممکن ہے خواب دیکھنے والا اس میں اشتباہ کربیٹھے اور اسے اچھے طریقے سے یاد نہ رکھ سکے ۔

بلکہ اس روایت میں ایک صحابی کے عمل سے استدلال کیا گیا ہے کہ ان کا قبر پیغمبر ﷺ پر آنا اور طلب رحمت کی درخواست کرنا یہ خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کی رحلت کے بعد توسل کے جائز ہونے کی دلیل ہے اور شرعی معیار کو بیان کر رہا ہے کہ خداوند متعال سے تقرب کا سب سے بہترین طریقہ آنحضرت ﷺ سے توسل ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی ان کی خلقت سے پہلے انھیں وسیلہ قرار دیا ۔[1]

6۔ عثمان بن حنیف کی راہنمائی سے ایک پریشان شخص کا آنخضرت ﷺ سے توسل کرنا :

طبرانی اور بیہقی نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اپنی مشکل کو حل کرنے کی خاطر تیسرے خلیفہ عثمان کے پاس آتا جاتا رہتا لیکن اس نے اس پر توجہ نہ کی تو وہ عثمان

---

(1) الدرر السنیۃ1:9.

بن حنیف کے پاس گیا اور اس سے شکایت کی ۔ عثمان بن حنیف نے اس سے کہا :

وضو کر کے مسجد میں جاؤ اور نماز پڑھنے کے بعد رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے توسل کرو اور کہو :"اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ ، یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی لی حاجتی ، وتذکر حاجتک".

خدایا ! میں تجھے تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں اور اے محمد ! میں آپ کے وسیلے سے اپنی حاجت خدا سے طلب کر رہاہوں اور پھر اپنی حاجت بیان کر ۔

اس شخص نے عثمان بن حنیف کی نصیحت پر عمل کیا اور پھر عثمان بن عفان خلیفہ مسلمین کے پاس گیا جیسے ہی اس کے خادم کی نظر پڑی تو اسے انتہائی احترام سے عثمان کے پاس لایا ۔ خلیفہ نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی مشکل بر طرف کردی .

وہ خلیفہ کے پاس سے سیدھا عثمان بن حنیف کے پاس پہنچا اسے ساری داستان سنائی اور اس کا شکریہ ادا کیا ۔

عثمان بن حنیف نے کہا:

خدا کی قسم ! یہ توسل میں نے اپنے پاس سے بیان نہیں کیا بلکہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے پاس موجود تھا تو ایک نابینا شخص آیا اور دعا کا تقاضا کیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے یہی توسل تعلیم فرمایا جس کی برکت سے اس نابینا کی بینائی پلٹ آئی ۔[1]

---

(1) معجم صغیر طبرانی 1: 183، طبع المکتبۃ السلیفۃ

مبارکپوری متوفیٰ 1353 ہجری اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی جو کہ صحیح ترمذی کی شرح ہے اس میں لکھتا ہے :

شیخ عبد الغنی دہلوی متوفیٰ 1296 ہجری نے "انجاح الحاجۃ علی سنن ابن ماجہ "میں لکھا ہے :

ہمارے استاد شیخ محمد عابد سندھی متوفیٰ 1257 ہجری نے اپنا رسالہ "طوالع الانوار علی الدر المختار"میں کہا ہے :

نابینا شخص والی حدیث آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کی حیات میں توسل کے جائز ہونے کی دلیل ہے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کی رحلت کے بعد توسل کے جائز ہونے کی دلیل اس شخص کی داستان ہے جو عثمان بن عفان کے پاس اپنی حاجت کے لئے رفت آمد کرتا اور آنحضرت ﷺ کی برکت سے اس کی حاجت پوری ہوگئی ۔[1]

شوکانی متوفی 1255 ہجری لکھتا ہے :

یہ حدیث رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے توسل کے جائز ہونے پر دلالت کررہی ہے لیکن بشرطیکہ معتقد ہوں کہ تمام کام خداوند متعال کے وسیلہ سے انجام پاتے ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے نہیں چاہتا مانع ایجاد کردیتا ہے ۔ جس چیز کا وہ ارادہ کرتا ہے وہی محقق ہوتی ہے اور جس چیز کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی وقوع پذیر نہ ہوگی ۔[2]

---

(1) تحفۃ الاحوذی 10: 34. (2) تحفۃ الذاکرین : 162.

7۔ حضرت بلال مؤذن پیغمبر ﷺ کا آپ کی قبر سے توسل:

حضرت بلال مؤذن رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عمر کے دور خلافت میں شام چلے گئے اور وہاں پر سکونت پذیر ہو گئے ایک رات خواب میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں :

"ماهذه الجفوةيا بلال ؟!اما آن لک ان تزورني يا بلال ؟ فانتبه حزينا وجلا خائفا ، فركب راحلته وقصدالمدينة فاتی قبر النبی ﷺ ، فجعل يبكی عنده ويمرغ وجهه عليه،فاقبل الحسن والحسين]عليهماالسلام [فجعل يضمهماويقبلهما". (1)

اے بلال ! یہ کیسی جفا تو نے ہمارے حق میں روا رکھی ہے ؟ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری زیارت کرے ؟

حضرت بلال خوف اور گھبراہٹ کی حالت میں نیند سے اٹھے جلدی سے اپنی سواری آمادہ کی اور مدینہ منورہ قبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف حرکت کی ۔

جب مدینہ منورہ میں قبر رسول کے پاس پہنچے تو گریہ کرتے ہوئے اپنی

---

(1) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ 1: 28.

صورت کو قبر پر ملنا شروع کیا اتنے میں حسن وحسین (علیہما السلام) کو دیکھا کہ وہ اپنے نانا کی قبر مبارک کی طرف آرہے ہیں انھیں آغوش میں لیا اور بوسے دینے لگے ۔

8۔ حنبلیوں کے بزرگ کا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر سے متوسل ہونا :

اہل سنت کے بہت بڑے عالم دین خطیب بغدادی لکھتے ہیں :

ابو علی خلال متوفیٰ 242 ہجری کہتا ہے:[1]

"ماھمتنی امر فقصدت قبر موسیٰ بن جعفر فتوسلت بہ الا سھل اللہ تعالیٰ لی ما احب ".[2]

مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر پر جاکر متوسل ہوتا اور مشکل برطرف ہو جاتی۔

9۔ قبر امام علی رضا علیہ السلام ، بزرگان اہل سنت کی زیارت گاہ :

محمد بن مومل کہتا ہے :

اہل حدیث کے امام ابن حزیمہ اور بہت سے اساتیذ و بزرگان کے ہمراہ طوس

---

(1)مزی نے یعقوب بن شیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ "کان ثقۃ، ثبتا ، متقنا" ابو علی خلال ثقہ ، محکم اور قابل اعتماد شخص تھا اسی طرح اس نے اس کی وثاقت کو نسائی اور خطیب بغدادی سے بھی نقل کیا ہے. تہذیب الکمال 6: 263.

(2) تاریخ بغداد 1: 133 ، طبع الکتب العلمیۃ، بیروت ، تحقیق مصطفی عطا .

میں علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام کی قبر پہ گئے" فرایت من تعظیمہ یعنی ابن خزیمۃ لتلک البقعۃ، تواضعہ لھا وتضرعہ عندھا ماتحیرنا "
میں نے دیکھا کہ ابن خزیمہ نے اس روضہ کی انتہائی تعظیم کی ، اس کی اس تواضع اور عاجزی کو دیکھ کر ہم حیرت زدہ رہ گئے ۔[1]

طوس میں علی بن موسیٰ رضا (علیہما السلام) کی قبر مبارک ہارون الرشید کی قبر کے پاس ہے وہ ایک مشہور زیارت گاہ ہے جس کی میں نے کئی بار زیارت کی ہے ۔

"وما حلت بی شدۃ فی وقت مقامی بطوس فزرت قبر علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علی جدہ وعلیہ ، ودعوت اللہ ازا لتھا عنی الا استجیب لی وزالت عنی تلک الشدۃ، وھذا شیء جربتہ مرارا فوجدتہ کذلک ".[2]

میں جتنی مدت طوس میں رہا جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو علی بن موسیٰ رضا (علیہما السلام) کی قبر کی زیارت کرتا اور خداوند متعال سے مشکل کے دور ہونے کی دعا کرتا ۔ بہت جلد وہ مشکل حل ہو جاتی میں نے اسے کئی بار تجربہ کیا ۔

خداوند متعال ہمیں محمد اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کی محبت پر موت دے ۔

10۔ امام شافعی کا ابو حنیفہ کی قبر سے توسل :

حنفیوں کے امام ابو حنیفہ کی قبر بغداد کے علاقہ اعظمیہ میں عام و خاص کے

---

(1)تہذیب التہذیب 7: 339. (2)الثقات 8: 457.

لئے زیارت گاہ بن ہوئی ہے خطیب بغدادی اور اہل سنت کے بزرگ علما علی بن میمون سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے امام شافعی سے سنا :

"انی لاتبرک بابی حنیفة واجیء الی قبرہ فی کل یوم یعنی زائرا ، فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسالت اللہ تعالیٰ الحاجة عندہ فما تبعد عنی حتی تقضی ".[1]

میں ہر روز ابو حنیفہ کی قبر پہ جاتا اور اس سے تبرک حاصل کرتا ہوں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتا ہوں بلا فاصلہ حاجت پوری ہو جاتی ہے ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

11ذی الحجۃ2008ء دن گیارہ بج کر25 منٹ پر کتاب مکمل ہوئی

---

(1)تاریخ بغداد1: 135؛ وخوارزمی ،در مناقب ابی حنیفہ2: 199 و منتظم ابن جوزی16: 100.

فہرست

سخن مترجم 4

مقدمۂ مؤلف.. 6

وہابیوں کا شیعوں کی طرف جھوٹی نسبت دینا: 7

مذہب شیعہ کا مستقبل:.. 10

کتاب کے مطالب پر ایک اجمالی نظر 15

فصل اول.. 17

وہابیت، امتوں کے درمیان تفرقہ کا باعث 17

ابن تیمیہ اور امت اسلامی کے درمیان شگاف:.. 18

محمد بن عبد الوہاب اور اسلامی اتحاد پر ضرب:.. 20

سعودی مفتیوں کا تفرقہ بازی کی راہ ہموار کرنا:.. 21

بن باز اور تقریب مسلمین کا ناممکن ہونا: 21

امریکا، یہود اور شیعہ اہل سنت کے مشترک دشمن 22

مراجع تقلید اور وہابیت کا انحرافی تفکر 23

امام خمینی کا نظریہ:.. 24

آیت اللہ العظمیٰ فاضل لنکرانی قدّس سرّہ کا نظریہ:.. 25

رہبر معظم کا نظریہ:.. 25

آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی کا نظریہ:.. 26

آیت اللہ العظمیٰ صافی کا نظریہ:.. 26

قرآن و سنّت میں وحدت و اتحاد کا مقام.. 28

1۔ وحدت، قوموں کی کامیابی کا راز: 28
2۔ تفرقہ بازی بدترین آسمانی عذاب: 30
3۔ پیغمبر ﷺ کا اختلاف امت کی وجہ سے پریشان ہونا: 31
4۔ جاہلیت کے بُرے آثار میں سے ایک اختلاف کی دعوت دینا ہے: 33
حضرت علی سب سے بڑے منادی وحدت 34
حضرت علی کی نگاہ میں اختلاف کے برے اثرات 38
1۔ فکری انحراف کا باعث: 38
2۔ دو گروہ میں سے ایک کے یقینا باطل ہونے کی علامت: 38
3۔ شیطان کے غلبہ کا باعث: 39
4۔باطل کے نجس ہونے کی علامت: 40
5۔فتنہ کا باعث: 40
6۔ اختلاف ایجاد کرنے والے کی نابودی واجب ہے: 40
عصر حاضر میں وحدت و اتحاد کی اہمیت 41
وحدت کے اہداف 44
شہید مطہری کی نگاہ میں وحدت کا غلط مفہوم لینا 45
کیا مشترک امور پر عمل پیرا ہونا ممکن ہے؟ 47
ایک گروہ یا ایک محاذ 48
کیا مسئلہ امامت اختلاف انگیز ہے؟ 49
شہید مطہری کی رائے: 49
آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی کی رائے: 50

آیت اللہ العظمیٰ فاضل لنکرانی کی رائے:.. 51

امام جمعہ زاہدان کی رائے: 51

وحدت کے لئے پیغمبر ﷺ کا بیان کیا ہوا راستہ.. 52

الف: امت اسلام کے درمیان اختلاف کی پیشینگوئی: 52

قرآن و عترت سے تمسک ہی وحدت کی تنہا راہ: 54

ج: اہلبیت علیہم السلام حبل اللہ ہیں: 56

فصل دوم.. 58

وہابیت کی تاریخی جڑیں.. 58

اسلام کی پہلی صدی میں وہابیت کی بنیاد:.. 58

1- معاویہ بن ابو سفیان متوفی 60ھ: 58

2-مروان بن حکم متوفی 61ھ:.. 60

3- حجاج بن یوسف متوفی 95ھ.. 61

4- بربہاری متوفی 329ھ:.. 62

5- ابن بطّہ متوفی 387ھ: 62

6- ابن تیمیہ متوفی 727ھ: 63

7- محمد بن عبد الوہاب متوفی 1205ھ:.. 63

وہابیت ایک نظر میں.. 64

الف: وہابی افکار کی بنیاد:.. 64

ب: سب سے پہلی سعودی حکومت: 64

ج-نابودی کے بعد وہابی قبیلوں کے سردار:.. 65

د: دوسری سعودی حکومت: 65
ھ ۔ عبد العزیز کا حجاز پر قبضہ: 66
ملک سعود بن عبد العزیز: 67
ملک فیصل بن عبد العزیز: 67
ملک خالد بن عبد العزیز: 68
ملک عبد اللہ بن عبد العزیز: 68
وہابی فرقہ کے بانی 69
افکار وہابیت کا بانی ابن تیمیہ : 69
1۔ ابن تیمیہ کا سب سے پہلا انحراف: 69
2۔ ابن تیمیہ کے افکار کا عکس العمل: 70
3۔ ابن تیمیہ کا محاکمہ: 71
علماء اہل سنت اور ابن تیمیہ کی مخالفت 74
2۔ابن حجر کا ابن تیمیہ کی طرف نفاق کی نسبت دینا : 75
3۔ سبکی متوفی 756ھ:[2] 77
4۔ حصنی دمشقی:[2] 78
5۔شافعی قاضی کا ابن تیمیہ کے پیروکاروں کا خون مباح قرار دینا : 80
6۔ابن حجر مکی کا ابن تیمیہ کو گمراہ اور گمراہ کن قرار دینا : 81
7۔ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہنا کفر ہے : 82
8۔ابن بطوطہ کا ابن تیمیہ کو مجنون قرار دینا : 82
ابن تیمیہ کی گوشہ نشینی کے عوامل اور اس کے افکار کے دوبارہ رشد کے اسباب.. 83

محمد بن عبدالوھاب کی زندگی پر ایک مختصر نظر.. 83
1۔ابن تیمیہ کے افکار کا باقاعدہ پرچار:.. 83
2۔ محمد بن عبدالوھاب کا نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے لگائو:.......................... 84
3۔آغاز ترویج وہابیت اور لوگوں کی مخالفت:.. 84
4۔زیارت گاہ صحابہ اور خلیفہ دوم کے بھائی کی قبر کا خراب کرنا:........................ 85
محمد بن عبدالوھاب اور علماء اہل سنت.. 87
1۔اس کے اساتذہ کی طرف سے اس کی گمراہی کی پیش بینی:............................. 87
2۔ محمد بن عبدالوھاب کا باپ بھی اس کی گمراہی کا گمان کرتا:........................... 87
3۔ محمد بن عبدالوھاب کے بھائی کا اس سے سخت رویہ:................................. 88
4۔ محمد بن عبدالوھاب کے بھائی کا قتل سے خوفزدہ ہونا:................................ 89
رسول خدا ﷺ کی ظہور وہابیت کی پیشگوئی.. 90
ابن تیمیہ کی عقائد کے رد میں لکھی جانے والی کتب اہل سنت.............................. 94
ابن تیمیہ کے عقائد کی رد میں لکھی جانے والی کتب شیعہ................................ 97
فصل سوم.. 98
وہابیوں کا عملی کارنامہ.. 98
طول تاریخ میں وھابیوں کے مظالم... 98
1۔ نجد میں وھابیوں کا قتل وغارت کرنا:.. 98
الف۔ مسلمانوں کا قتل عام، درختوںکا کاٹنا اوردکانوں کی لوٹ مار:.......................... 99
ب۔ کھیتوں کوآگ لگانا:..100
د۔اہل ریاض کا بھوک اورپیاس سے مرجانا:...100

ھ۔بھاگ نکلنے والوں کو قتل کرنا :..101
و۔ موذن کو پیغمبر ﷺ پردرود بھیجنے کے جرم میں قتل کردینا:..102
2۔کربلا کے شیعوں کا مظلومانہ قتل :...103
3۔ نجف اشرف پر حملہ :...107
4۔مکہ مکرمہ میں بزرگان دین کے آثار کو ویران کرنا:..110
5۔بڑے بڑے کتب خانوں کو آگ لگانا:...113
6۔مدنیہ منورہ پر قبضہ :...113
7۔مکہ مکرمہ اور طائف میں قبروں کا ویران کرنا:..114
8۔جنت البقیع میں ائمہ علیہم السلام کی قبروں کو خراب کرنا:...114
9۔اہل طائف کا قتل عام:...116
10۔علمائے اہل سنت کا قتل عام :..118
11۔غیروہابی ممالک سے تجارتی بائیکاٹ:..120
12۔بیت اللہ کے حاجیوں کا قتل :...121
13۔اردن کے بے دفاع لوگوں کا قتل:..122
14۔امام موسی کاظم علیہ السلام کے عزادرونکا قتل :..123
15۔افغانستان میں وھابی طالبان کے مظالم :..123
فصل چہارم...124
وہابیت اور خدا کی شناخت..124
1۔ابن تیمیہ مروج افکار تجسیم :...124
2۔جسمانیت خداوند متعال اور سعودی عرب کی فتوی دینے والی اعلی کمیٹی :...............................126

3۔وہابیوں کے خدا کا مسکرانا : 126
4۔وہابیوں کے خدا کا عرش سے زمین پر آنا : 126
5۔وہابیوں کا خدا آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے ۔ 127
6۔وہابیوں کا خدا ہر جگہ نہیں ہوسکتا : 128
7۔وہابیوں کے خدا کا مچھر پر بیٹھنا: 130
8۔وہابیوں کا خدا نوجوان اور گھنگھریالے بالوں والا ہے : 130
9۔وہابیوں کے خدا کا آنکھ کے درد میں مبتلا ہونا : 131
10۔وہابیوں کے خدا کا پیغمبر ﷺ سے مصافحہ کرنا : 131
11۔وہابیوں کا خدا فقط ڈاڑھی اور شرمگاہ نہیں رکھتا : 132
12۔ وہابیوں کے نبی کا ان کے خدا کے پاس بیٹھنا : 132
13۔وہابیوں کا خدا عرش سے چار انگلیاں بڑا ہے: 133
14۔ کرسی کا خدا کے بوجھ سے چیخنا: 134
15۔وہابیوں کے خدا کا تیز تیز چلنا : 135
افکار وہابیت انصاف کے ترازو پر 137
1۔ ابن تیمیہ اور وہابیوں کے اقوال قرآن و سنت کے مخالف ہیں : 137
2۔ احمد بن حنبل کا نظریہ تجسیم کو باطل قرار دینا : 138
3۔ علمائے اہل سنت کا مجسمہ کو کافر قرار دینا : 139
4۔یہودیوں کے ذریعہ تجسیم کا داخل ہونا : 141
5۔ کتب اہل سنت میں اسرائیلیات کا داخل ہونا : 142
ابن تیمیہ کے دیگر اقوال پر ایک نظر 145

فصل پنجم 148
وہابی اور مسلمانوں کو کافر قرار دینا 148
1۔ ابن تیمیہ کا مسلمانوں کو کافر اور انھیں قتل کرنے کا حکم دینا : 148
2۔ محمد بن عبد الوہاب کا مسلمانوں کو کافر اور ان سے جہاد کا حکم دینا : 149
2۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے زمانہ کے مشرک وبت پرست خدا کے 151
3۔ مسلمانوں کو مشرک، کافر اور بت پرست کہنا : 151
4۔ وہابی مذہب میں داخل ہونے کی شرط مسلمانو کے کفر کی گواہی دینا ہے : 152
5۔ امت مسلمہ کے کفر وارتداد کا حکم : 153
6۔ آیت اکمال کی وہابی مذہب پر تطبیق: 155
7۔ ابن جبرین کا شیعوں کے کفر کا فتویٰ دینا : 156
8۔ شیعوں کے خلاف جہاد کا کھلا اعلان : 159
9۔ سعودی عرب میں فتویٰ کی اعلیٰ کمیٹی کا شیعوں کے کفر کا فتویٰ : 160
10۔ زرقاوی کا شیعوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ : 161
11۔ وہابی مفتیوں کا حزب اللہ کے لئے دعا نہ کرنے کا فتویٰ دینا : 162
12۔ سعودی مفتی اور ابن تیمیہ کی مخالفت: 165
مسلمانوں کی تکفیر کے بارے میں وہابیوں کے نظریہ پر اعتراض 167
1۔ مسلمانوں کی تکفیر قرآنی آیات کی مخالفت کرنا ہے........................ 167
پہلی آیت : 168
ایمان اور اسلام میں فرق 169
دوسری آیت : 171

قابل غور نکتہ: 173
2۔ مسلمانوں کی تکفیر سنت پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرنا ہے: 174
الف) مسلمانوں کی تکفیر سے شدید ممانعت : 174
ب: دوسروں کو تکفیر کرنے والے کا کفر..175
ج:اہل قبلہ کے قتل کی حرمت...176
د: خوف سے اسلام لانے والے کے قتل کی حرمت...176
ھ: کسی مسلمان کو قتل کرنے کے بعد اسلام لانے والے کے قتل کی حرمت : 178
3۔ مسلمانوں کی تکفیر سیرت پیغمبر کے مخالف ہے 178
4۔ مسلمانوں کی تکفیر صحابہ کی روش کے مخالف 180
5۔ مسلمانوں کی تکفیر علمائے اہل سنت کے عقیدہ کے مخالف 181
ابو الحسن اشعری کا نظریہ: 182
تکفیر ایمان سے سازگار نہیں : 182
جمہور فقہاء و متکلمین کا نظریہ: 183
صحابہ سے بغض اور انھیں گالی دینا کفر نہیں : 184
مجتہد خطاء کی صورت میں اجر کا مستحق ہے: 185
خود وہابیوں کا تکفیر میں گرفتار ہونا 188
مجلس کبار العلماء کا تکفیر کی مذمت کرنا...188
تکفیر بھی حلال و حرام کے مانند حکم شرعی ہے: 189
تکفیر کے سبب ہونے والے قتل عام کی حرمت : 191
تکفیر کے بدترین آثار سے اسلام کی بیزاری: 195

اس اعلان پر دستخط کرنے والی شخصیات : 196
سعودی بادشاہ کا تکفیر کرنے والے وہابی مفتیوں پر حملہ...196
مفتی اعظم سعودیہ کا عراق میں ہونے والے خودکش دھماکوں کی مذمت کرنا 198
فصل ششم..199
وہابی اور مسلمانوں پر بدعت کی تہمت 199
1۔ میلاد النبی ﷺ کو بدعت قرار دینا : 199
2۔ مدئن کے شروع میں مدئِن:..200
3۔ اذان سے پہلے یا بعد میں پیغمبر ﷺ پر درود بھیجنا : 200
4۔ قبر پیغمبر ﷺ کے پاس قبولیت کے قصد سے دعا کرنا : 202
5۔ رسول خدا ﷺ کو قرآن یا نماز کا ثواب ہدیہ کرنا : 203
6۔قل خوانی :...203
7۔مردونکو نماز کا ثواب ہدیہ کرنا : 204
8۔ تلاوت قرآن سے پروگرام کا آغاز:..204
9۔مل کر تلاوت قرآن یا دعاء کرنا..205
10۔تلاوت قرآن کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا:...205
11۔خانہ کعبہ کے غلاف کو مس کرنا : 206
12۔ تسبیح کے ساتھ ذکر کرنا : 206
13۔ سالگرہ منانا:..207
بدعت کے بارے میں وہابی افکار کی رد..209
بدعت کے صحیح مفہوم کا درک نہ کرنا : 209

بدعت کا لغوی معنیٰ:..209
بدعت کا شرعی معنیٰ : 209
بدعت کے ارکان 211
1۔ دین میں تصرف:...211
2۔ کتاب میں اس کی اصل کا نہ ہونا :...212
بدعت قرآن کی رو سے 213
1۔ قانون گذاری کا حق فقط خدا ہی کو ہے : 213
2۔ انبیاء کو بھی شریعت میں تبدیلی کا حق نہیں : 214
3۔ قرآن میں رہبانیت کی بدعت کی مذمت :..214
4۔بدعت ، خدا کی ذات پر تہمت لگانا ہے :...215
5۔ بدعت ، خدا کی ذات پر جھوٹ باندھنا ہے : 216
بدعت ، روایات کی روشنی میں..217
1۔ہر بدعت مردود ہے : 217
2۔ہر بدعت گمراہی ہے : 217
روایات شیعہ کی روشنی میں بدعت 219
1۔ بدعت ، سنت کی نابودی کا باعث :...219
2۔ بدعت گذار پر خدا ، ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے :..219
3۔ بدعت گزار کے ساتھ ہم نشینی کی ممانعت :..220
4۔ اہل بدعت سے بیزاری واجب ہے :..220
5۔بدعت گذار کا احترام ، دین کی نابودی:...221

6۔ بدعت کا مقابلہ کرنے کا حکم : 222
کیا بزرگان دین کی یاد منانا بدعت ہے ؟ 222
انبیاء کے میلاد کا قرآن سے اثبات 223
1۔ یہ درحقیقت تعظیم رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے : 223
2۔ یہ اجر رسالت ہے : 224
3۔ میلا النبی بھی جشن نزول مائدہ کے مانند: 224
سعودی عرب کی قومی عیدیں 225
فصل ہفتم 227
انبیاء واولیاء سے توسل کا حرام قراردینا 227
پیغمبر ﷺ سے توسل کے بارے میں وہابیوں کے نظریات 227
1۔ ابن تیمیہ کانظریہ 227
2۔ نظریہ محمدبن عبد الوہاب: 227
3۔ سعودی مجلس فتویٰ کا نظریہ : 230
ایک اور سوال کے جواب میں یوں فتویٰ دیا: 231
4۔ سعودی مفتی اعظم کا نظریہ : 232
توسل کے بارے میں وہابیوں کے نظریات کی رد 233
الف: انبیاء سے توسل قرآن میں ثابت ہے 233
1۔ رسول اکرم ﷺ سے توسل پر حکم قرآن : 233
2۔ پیغمبر ﷺ سے ان کی زندگی اور اس کے بعد توسل کا ثابت ہونا : 234
3۔ مالک کا توسل کے جواز پر قرآن سے استدلال 235

4۔ برادران یوسف ﷺ کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے توسل : 236
ب: بعثت سے پہلے آنحضرت ﷺ سے توسل 237
1۔ آنحضرت ﷺ کی خلقت سے پہلے ان سے توسل : 237
2۔ آنحضرت ﷺ کی شیر خوارگی میں جناب عبد المطلب کا ان سے توسل : 239
3۔جناب ابو طالب کا آنحضرت کے بچپن میں ان سے توسل 241
4۔ یہودیوں کا بعثت سے پہلے آنحضرت سے توسل : 242
ج: بعثت کے بعد رسول اکرم ﷺ سے توسل : 243
1۔ آنحضرت ﷺ کے دستور پر ایک نابینا کا ان سے توسل کرنا : 243
2۔ اہل مدینہ کا پیغمبر ﷺ سے توسل : 244
3۔ عمر بن خطاب کا رسول اکرم ﷺ سے توسل 246
د: آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد ان سے توسل 247
1۔ ابوبکر کا آنحضرت ﷺ سے توسل : 247
2۔ حضرت علی علیہ السلام کا پیغمبر ﷺ سے توسل : 248
3۔ بادیہ نشین عرب کا رسول خدا ﷺ کی قبر مبارک سے توسل : 249
4۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا قبر پیغمبر ﷺ پر آنا : 251
5۔ حضرت بلال بن حارث کا قبر پیغمبر سے توسل : 252
6۔ عثمان بن حنیف کی راہنمائی سے ایک پریشان شخص کا آنحضرت ﷺ سے توسل کرنا : 254
7۔ حضرت بلال مؤذن پیغمبر ﷺ کا آپ کی قبر سے توسل : 257
8۔ حنبلیوں کے بزرگ کا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قبر سے متوسل ہونا : 258
9۔ قبر امام علی رضا علیہ السلام ، بزرگان اہل سنت کی زیارت گاہ : 258

10۔امام شافعی کا ابو حنیفہ کی قبر سے توسل :..259